تحریک انصاف کی سیکولر

حکومت کا یکساں قومی نصاب قابل ردّ ہے

ایک تجزیہ، ایک مطالعہ

www.KitaboSunnat.com

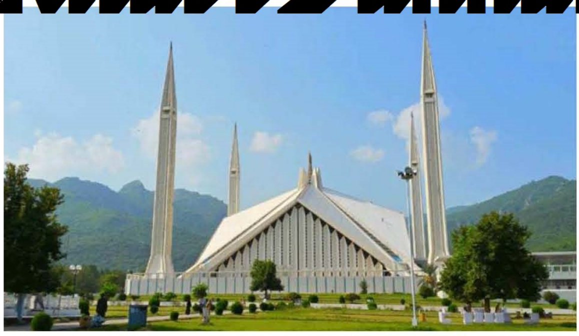

ترتیب و تہذیب

ڈاکٹر محمد امین

تحریک اصلاحِ تعلیم ٹرسٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

تحریک انصاف کی سیکولر

حکومت کا یکساں قومی نصاب قابل ردّ ہے

ایک تجزیہ، ایک مطالعہ

یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ کسی حکومت نے نصاب تعلیم کو اسلام اور نظریہ پاکستان کی بجائے مغربی فکر وتہذیب کے کافرانہ اور مشرکانہ نظریے ہیومنزم کی بنیاد پر علی الاعلان مرتب کرنے کا اعلان کیا ہے لہذا ضروری ہے کہ پاکستان کی دینی قوتیں اور محبت وطن عوام اٹھ کھڑے ہوں اور اس نصاب کو ردّ کر دیں

ترتیب وتہزیب

ڈاکٹر محمد امین

پروفیسر علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف لاہور

تحریک اصلاحِ تعلیم ٹرسٹ

A-97 نیلم بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

فون: 0333-4404260 0300-4354673 ermpak@hotmail.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

یہ کتابچہ ان مضامین کا مجموعہ ہے جو پروفیسر ملک محمد حسین صاحب، راقم، مولانا زاہد الراشدی صاحب اور دوسرے بہت سے احباب نے پچھلے چند ماہ میں حکومت کے مجوزہ یکساں نصاب کے خلاف لکھے۔ ہم اس مہم کو جاری رکھے ہوئے تھے کہ کرونا وائرس اور لاک ڈاؤن کی وجہ سے ہر چیز رُک گئی۔

ہم چاہتے ہیں کہ دینی قوتیں اور محبِّ اسلام عوام مل کر تحریک انصاف کی حکومت کے مجوزہ یکساں نصاب کے خلاف مہم چلائیں تاکہ حکومت یہ نصاب واپس لے اور اس پر نظر ثانی کرے کیونکہ یہ نصاب اسلام اور نظریۂ پاکستان کی بجائے ملحدانہ مغربی فکر وتہذیب کے بنیادی نظریے ہیومنزم پر مبنی ہے جو کفر وشرک ہے اور کوئی مسلمان اس کو قبول نہیں کرسکتا۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ علی الاعلان پاکستانی نظام تعلیم کو مغرب اور اس کی ڈونر ایجنسیوں اور ان کے مقامی ایجنٹوں کے دباؤ میں اسلام اور نظریۂ پاکستان کی بجائے مغربی فکر وتہذیب کے کفر وشرک پر مبنی نظریے ہیومنزم کی بنیاد پر مرتب کیا جارہا ہے جس کے خلاف اٹھنا وقت کا تقاضا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے اور حکومت کو یہ غیر اسلامی نصاب واپس لینا پڑے۔ وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ ربّ العٰلمین.

محمد امین
۲۳/اپریل ۲۰۲۰ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

پیش لفظ

جنوری ۲۰۲۰ء

مجوزہ یکساں نصاب کا تنقیدی جائزہ — پروفیسر ملک محمد حسین — ۶
حکومتی یکساں نصاب ۔ سادہ لوحی یا سازش؟ — پروفیسر ملک محمد حسین — ۱۷
ہیومنزم کی حقیقت جس پر یکساں نصاب کی بنیاد ہے — پروفیسر ڈاکٹر محمد امین — ۲۲
یکساں نصابِ تعلیم اور مدارس کی رجسٹریشن — مولانا زاہد الراشدی — ۲۸
یکساں نصاب کا ہدف ۔ دینی مدارس — پروفیسر عبد الواحد سجاد — ۳۳
ایک مدرس کی اپیل، برائے توجہ دینی عناصر — پروفیسر ملک محمد حسین — ۳۸

فروری ۲۰۲۰ء

قومی تعلیم: ہیومنزم اور لبرل ازم کے نرغے میں — پروفیسر ملک محمد حسین — ۴۲
مسئلہ تعلیم: علماء کرام اور دینی قوتیں توجہ فرمائیں — پروفیسر ڈاکٹر محمد امین — ۴۵
پاکستان کا تعلیمی نصاب: امریکی کمیشن کی تجاویز — پروفیسر عبد الخالق وٹو — ۴۸
یکساں نظام تعلیم اور دینی مدارس — مولانا سردار محمد خاں لغاری — ۵۳
پاکستان میں تعلیم کی اسلامی تشکیلِ نو ناگزیر ہے — پروفیسر ڈاکٹر محمد امین — ۵۶
یکساں نظام تعلیم: نجی شعبے کی ترجیحات اور مشکلات — پروفیسر ملک محمد حسین — ۷۸

Review of the draft of Single National Curriculum 2019
۸۹ Prof. Dr. Muhammad Naseer Keyani

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مارچ ۲۰۲۰ء

مجوزہ سنگل نیشنل کریکلم کا تنقیدی جائزہ	ڈاکٹر میاں محمد اکرم	۱۰۴
ہم مجوزہ حکومتی نصاب کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟	پروفیسر ڈاکٹر محمد امین	۱۰۷
حکومت کا مغرب زدہ سنگل نیشنل کریکلم	پروفیسر ملک محمد حسین	۱۲۲
نصابِ تعلیم کی یکسانیت پر قومی تعلیمی کانفرنس	مولانا زاہد الراشدی	۱۲۴
نصابِ تعلیم اور لبرل لابی کی تازہ کوششیں	پروفیسر شاکر علوی	۱۲۸
مجوزہ یکساں نصاب کی اقدار: ایک تقابلی مطالعہ	پروفیسر ملک محمد حسین	۱۳۲
مجوزہ حکومتی نصاب کرونا سے زیادہ خطرناک ہے	مقدر عباس	۱۴۲
مجوزہ یکساں نصاب کا دینی مدارس پر اطلاق	منصور اصغر راجہ	۱۴۹

اپریل ۲۰۲۰ء

یکساں نصاب کی آڑ میں پاکستانی نصاب ہائی جیک	عبدالحفیظ عابد	۱۵۶
یکساں نصابِ تعلیم کی اساس	انجینئر لبیب	۱۶۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ملک محمد حسین[1]

مجوزہ یکساں نصاب کا تنقیدی جائزہ

تحریک انصاف کی وفاقی حکومت نے پورے ملک میں یکساں نظامِ تعلیم اور یکساں نصابِ تعلیم نافذ کرنے کا عزم کیا ہوا ہے۔ حال ہی میں مرکزی وزارت تعلیم نے پرائمری جماعتوں کے مجوزہ نصاب کا مسودہ جاری کیا ہے۔ اس نصاب کے مطابق:

- پہلی اور دوسری جماعت میں انگریزی، اردو، ریاضی اور معلومات عامہ (جنرل نالج) کے مضامین تجویز کیے گئے ہیں۔

جنرل نالج میں معاشرتی علوم، سائنس اور اسلامیات کی معلومات دی گئی ہیں۔

- تیسری جماعت میں انگریزی، اردو، ریاضی، معلومات عامہ اور اسلامیات کے مضامین تجویز کیے گئے ہیں۔
- چوتھی اور پانچویں جماعت میں انگریزی، اردو، ریاضی، سائنس، اسلامیات، معاشرتی علوم کے مضامین تجویز کیے گئے ہیں۔

نصابی تجاویز میں تعلیمِ اقدار یعنی ویلیو ایجوکیشن (Value Elucation) کے نام سے ایک علیحدہ نصابی کتابچہ دیا گیا ہے اور دعویٰ کیا گیا ہے کہ مجوزہ ویلیوز (Values) سارے نصاب اور سارے مضامین میں اساسی فکر کے طور پر نصابی بُنت میں پھیلی ہوں گی اور یہی اقدار طلبہ کی شخصیت کا حصہ بنائی جائیں گی۔

نصاب کے باقی حصوں پر تبصرہ بعد میں کیا جائے گا پہلے تعلیمِ اقدار (ویلیو ایجوکیشن) پر بات کرتے ہیں کیونکہ اس کی تفصیلات پہلی سے بارہویں جماعت تک دی گئی ہیں۔ حقیقتاً ویلیو ایجوکیشن کا یہ کتابچہ حکومت کی نصابی پالیسی کی بنیاد ہے۔

---

[1] سیکرٹری جنرل تحریک اصلاحِ تعلیم، لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۔ ویلیوا یجوکیشن، جنرل نالج، معاشرتی علوم وغیرہ کی تفصیلات دیکھ کر یہ واضح ہوجاتا ہے کہ نصاب کی تشکیل ہیومنزم (Humanism) کے فلسفے کی بنیاد پر کی گئی ہے۔ ویلیوا یجوکیشن میں جن ویلیوز کو طلبہ کی شخصیت اوران کی فکر وخیال میں جاگزیں کرنے کا عزم کیا گیا ہے وہ روٹ ویلیوز یا اساسی اقدار حسب ذیل ہیں:

1. Compassion and Care
2. Integrity and Honesty
3. Responsible Citizenship

ذیلی اقدار میں جن قدروں کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہیں:

Compassion and care for self, compassion and care for others, compassion and care for environment, safety and security, truthfulness, trustworthiness, fairness, hard work, pursuit of excellence, say no to corruption, understanding the organization of society, respect for law, rules and regulations, collaboration, respect for diversity, tolerance, peace and social cohesion, democratic values, human rights, local and global citizenship, health education, gender equality, equality, digital citizen, cyber citizen.

بتایا گیا ہے کہ ویلیوز یا اقدار نظامِ عقائد (Belief System) کی توضیح کرتی ہیں، ایسا نظامِ عقائد جو ہمارے رویوں، فکر وتدبر اور اعمال کی تشکیل کرتا ہے۔ اقدار ہمیں اس قابل بناتی ہیں کہ ہم منصفانہ اور غیر منصفانہ میں تمیز کرسکیں اور ٹھیک اور غلط میں فرق سمجھ سکیں۔ نیز اقدار مضبوطی سے پکڑے ہوئے وہ اصول ہوتے ہیں جو ہماری زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

نصابی کتابچے میں جابجا کہا گیا ہے کہ مذکورہ اقدار پورے نصاب میں (Cross cutting themes) کے طور پر پھیلا دی جائیں گی اور جب ہم جنرل نالج، معاشرتی علوم حتیٰ کہ اسلامیات کے مجوزہ نصاب پر نظر ڈالتے ہیں تو ویلیوا یجوکیشن کے یہ تصورات ہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرف بکھرے اور اُبھرتے نظر آتے ہیں۔

یہ بات علمی حلقوں میں اظہر من الشّمس ہے کہ ہیومنزم (Humanism) باقاعدہ ایک فلسفہ ہے جو ایک مربوط نظام حیات کا تقاضا کرتا ہے۔ اس کا اپنا ایک ورلڈ ویو یعنی تصورِ کائنات ہے اور یہ کسی خدائی سکیم کو نہیں مانتا۔ یہ آج کے دور میں مغرب کا نظامِ حیات ہے۔ ہیومنزم اپنے عملی اقدامات میں انسانوں کی مخلوق کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ پہلی قسم ہے Humans، دوسری قسم ہے Sub-Humans اور تیسری قسم ہے Non-Humans۔ مغربی لوگ اپنے آپ کو ہیومنز کہتے ہیں۔ ایشیائی لوگ ان کے نزدیک Sub-Humans ہیں اور غیر ترقی یافتہ معاشرے مثلاً افریقی Non-Humans ہیں۔ دنیا میں اس وقت جو جنگ وجدل، قتل وغارت اور ظلم وستم نظر آرہا ہے وہ ہیومنزم کے انہی تصورات کی وجہ سے ہے۔ ہمارے مقتدر حلقے ہیومنزم کے فلسفۂ حیات کو اور ہیومنزم کی اقدار کو ہماری تعلیم کی بنیاد بنانا چاہتے ہیں جب کہ اس کے مقابلے میں:

۱۔ ہمارا نظامِ حیات

۲۔ ہمارا ورلڈ ویو

۳۔ اور ہمارا آئین اور معاشرتی نظام

جس فلسفۂ حیات پر مبنی نظامِ تعلیم اور نصابِ تعلیم کو متشکل کرنا چاہتا ہے وہ اسلام ہے۔ نظریۂ پاکستان، قائداعظم کے تصورات، قرارداد مقاصد، آئین کا آرٹیکل 31 تقاضا کرتا ہے کہ ہمارا قومی نظامِ تعلیم اور ہمارا قومی نصاب اسلام کے نظامِ حیات پر مبنی ہوگا جس کی اساسی اقدار یا پرائیم ویلیوز توحید، رسالت، آخرت اور عبادت ہیں جن میں انسان بنیادی طور پر اللہ کا عبد ہے اور اس کا مقصد زندگی اللہ کی عبادت یعنی بندگی اور اطاعت ہے اور جن کی ذیلی اقدار میں حلال، حرام، عدل، ظلم، گناہ، ثواب، خیر، شر، دیانت، امانت، صدق، تعاون، اعتدال وغیرہ ہیں اور یہی وہ اقدار ہیں جو پورے نصاب کے تانے بانے میں پھیلی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں گی اور تعلیم کا مقصد انہی اقدار کو نئی نسل کے رویوں اور فکر و عمل میں جاری و ساری کرنا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بالکل مختلف ذہن اس نصابی کام پر حاوی ہے جو ہماری آئندہ نسلوں کو اپنے دین، اپنے کلچر، اپنی روایات اور اپنے تصورِ کائنات سے دور لے جانا چاہتا ہے۔ اگر ہم پچھلے چند سالوں پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ مغربی این جی اوز اور خاص طور پر یو ایس کمیشن آن انٹرنیشنل ریلیجس فریڈم US Commission on International Religious Freedom یعنی ''امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی'' نے ہماری تعلیمی پالیسیوں پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ مذکورہ امریکی کمیشن نے ۲۰۱۵ء میں جو ہماری نصابی اور درسی کتب پر تحقیقات کروائیں ان کے مطابق تقریباً ۷۰ موضوعات کو قابل اعتراض گردانا گیا۔ یہ سب کے سب موضوعات مذہبی موضوعات ہیں نیز جن اقدار کو ہمارے نصاب اور درسی کتب میں نافذ کرنے کی سفارش کی گئی وہ سارے کے سارے وہی ہیں جو ہم نے ان کی ویلیو ایجوکیشن کے تحت گنوائے ہیں۔ امریکی مذکورہ کمیشن کی رپورٹوں میں جہاد کو خصوصی نشانہ بنایا گیا نیز احمدیوں کے متعلق اعتراض اٹھائے گئے۔ مذکورہ کمیشن کی ۲۰۱۹ء کی رپورٹ میں پاکستان کے اس قانونی اقدام کی سخت مخالفت کی گئی ہے جس کے مطابق قرآن ناظرہ اور ترجمۂ قرآن سکولوں میں لازمی مضمون کے طور پر پڑھایا جائے۔ ہمارے زیر نصابی خاکے میں پوری اطاعت گزاری کے ساتھ امریکی سفارشات پر عمل کیا گیا ہے۔

مجوزہ نصابات پر ایک نظر

اسلامیات کا نصاب

اسلامیات کا نصاب پہلے بھی ہمارے ہاں حجم کے لحاظ سے بہت مختصر ہوتا ہے جس سے طالب علم کے ذہن میں نہ اسلامی عقائد راسخ ہوتے ہیں اور نہ اسلامی نظام حیات کا کوئی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

واضح اور مربوط تصور پیدا ہوتا ہے۔ زیر غور نصاب میں پہلی سے پانچویں تک ناظرہ قرآن شامل کیا گیا ہے جو فی الحقیقت ۱۹۶۰ء سے لازمی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے لیے سکولوں میں زیرو پیریڈ ہوا کرتا تھا جس میں ناظرہ قرآن پڑھایا جاتا تھا۔ عملی صورتِ حال یہ ہے کہ اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا رہا۔ اب حکومت نے تدریس القرآن کے متعلق بل پاس کیا ہے جس سے توقع لگی ہے کہ پانچویں جماعت تک ناظرہ قرآن اور اعلیٰ ثانوی درجے تک ترجمۂ قرآن کی تکمیل ہوگی۔ زیر غور نصاب میں اچھا ہوتا اگر تدریس القرآن کو علیحدہ حیثیت دی جاتی نیز اسلامیات کے نصاب میں زیادہ بنیادی تصورات زیادہ وسعت اور گہرائی کے ساتھ دیے جاتے۔

نصاب کو ایمانیات، عبادات، سیرت طیبہ، ہدایت کے سرچشمے، مشاہیر اسلام، اسلامی تہذیب اور عصر حاضر کے عنوانات کے تحت تقسیم کیا گیا ہے۔ عنوانات تو جامعیت ظاہر کرتے ہیں لیکن مواد جو ان عنوانات کے تحت تجویز کیا گیا ہے وہ ناکافی معلوم ہوتا ہے۔ مشاہیر اسلام میں چار پیغمبر اور چار خلفاء راشدین دیے گئے ہیں۔ بہتر ہوتا اگر حضرت آدم علیہ السلام کے ذکر سے پیغمبروں کا سلسلہ شروع ہوتا۔ بچوں کو تصور یہ دیا جانا چاہیے کہ حضرت آدم سے لے کر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم تک اللہ کی طرف سے دین اسلام ہی بھیجا جاتا رہا ہے۔ نصاب میں سے غزوات کو بالکل نکال دیا گیا ہے اور جہاد کا تصور بھی مکمل طور پر مفقود ہے۔ حق کے لیے اللہ کی راہ میں جدوجہد جب تک بچوں کے اذہان میں جاگزیں نہ ہو اُن میں حریت اور حق وصداقت کے لیے کھڑا ہونے کا جذبہ کیسے پیدا ہوگا؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ویلیوز ایجوکیشن جو فی الحقیقت امریکی اور مغربی ڈکٹیشن کے تحت بڑی تفصیل کے ساتھ پیش کی گئی ہے اُس نے اسلامیات کے نصاب کو محدود کر دیا ہے۔ نصاب میں ویلیوز تو اسلام کی پھیلائی جانی چاہیے تھیں لیکن ہیومنزم کی ویلیوز نصاب پر چھا گئی ہیں۔ اسلامیات کا نصاب تجویز کرنا ایک قومی مجبوری تھی اس لیے بکھرے بکھرے انداز میں کچھ سمویا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیگر نصابات

اس کے بعد اردو کے نصاب پر نظر ڈالتے ہیں۔ ہمارے ملک میں اردو دانی کے لحاظ سے تنوع ہے۔ اردو بعض بچوں کی مادری زبان ہے۔ اسی طرح بعض گھروں میں اگرچہ اردو مادری زبان نہیں ہے لیکن گھر میں والدین بچوں کے ساتھ اردو میں بات کرتے ہیں۔ اس طرح سکول میں آنے والے بچوں کا اردو زبان کے لحاظ سے پسِ منظر مختلف ہے۔ لہٰذا نصاب میں اس کا مناسب طور پر خیال رکھا جانا چاہیے لیکن پہلے بھی ایسا ہی ہوتا رہا ہے اور اب جب کہ یکساں نصاب کی بات ہو رہی ہے تو اردو کے نصاب میں بچوں کے مختلف پسِ منظر کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ذخیرہ الفاظ کے لحاظ سے نصاب میں طے کیا گیا ہے کہ تیسری جماعت کے بچے اڑھائی ہزار الفاظ کو جانتے سمجھتے اور استعمال کرتے ہوں گے جب کہ پانچویں جماعت کے بچے پانچ ہزار الفاظ کو بولنے لکھنے پڑھنے میں استعمال کرسکیں گے۔ اب یہ اڑھائی ہزار یا پانچ ہزار الفاظ کون سے ہوں گے اس ذخیرہ الفاظ کی فہرست موجود نہیں ہے۔ یہ تحقیق کا کام ہے اور مختلف پس منظر کے بچوں کے لیے اس طرح کے ذخیرہ الفاظ کی فہرستیں تیار کرنا بڑی مہارت اور جان فشانی کا کام ہے۔ انگریزی کا نصاب اگر دیکھا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے کوئی لسانی پالیسی نہیں ہے۔ نیز لیول کے لحاظ سے شاید ان بچوں کو سامنے رکھا گیا ہے جن کے گھروں میں ماں باپ زیادہ تر انگریزی میں بات کرتے ہیں اور ان کے گھر میں انگریزی میڈیا کے پروگرام دیکھے سُنے جاتے ہیں۔ المختصر یہ کہ انگریزی کا نصاب بچوں کی ضروریات اور ذہنی سطح کے مطابق نہیں ہے بلکہ کسی مغربی انگلش سپیکنگ ملک کے لیے ہے۔

انگریزی، اردو، اسلامیات، معاشرتی علوم اور جنرل نالج کے نصابات کا تجزیہ کیا جائے تو افقی اور عمودی ربط غائب نظر آتا ہے۔ سارے مضامین اور سارا نصاب تو ایک ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بچے نے پڑھنا ہوتا ہے لہٰذا افقی اور عمودی ربط اشد ضروری ہے۔معلومات میں Gap یا Overlap نہیں ہونا چاہیے۔

معاشرتی علوم کا نصاب یکسر گنجلک نظر آتا ہے۔ ویلیوز ایجوکیشن میں دی گئی ویلیوز کو بچوں کے ذہنوں پر ٹھونسنے کی وجہ سے زبان و بیان میں پیچیدگی بڑھ گئی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب باتیں بچوں کے ذہنوں کے اوپر اوپر سے ہی گزر جائیں گی۔

معاشرتی علوم، جنرل نالج اور انگریزی کے نصاب میں کمپیوٹر کٹ پیسٹ کا کمال زیادہ ہے۔بعض امریکن ریاستوں، سکولوں اور سکول سسٹمز کے نصابی خاکے اٹھا کر ڈال دیے گئے ہیں جو حوالے اور ویب سائٹس بطور رہنمائی کے دیے گئے ہیں ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امریکی سکولوں کے نصاب کو پاکستانی بنائے بغیر ہی ڈال دیا گیا ہے۔

پاکستان میں پہلے جو نصابات بنائے جاتے تھے ان کے عمومی مقاصد اور خصوصی مقاصد اس طرح بیان کیے جاتے تھے کہ انہیں بچوں کو منتقل کرنے کے لیے بہت توضیح و تشریح کی ضرورت نہیں ہوتی تھی لیکن زیر نظر نصابی ڈرافٹ میں سٹینڈرڈ اور سٹوڈنٹس لرننگ آؤٹ کم (SLOs) کے نام سے طلبہ کے تعلیمی مقاصد دیے گئے ہیں جو کنفیوزنگ ہیں اور ان سے یہ پتہ بھی نہیں چلتا کہ کون سا لوازمہ درسی کتب کا حصہ بنے گا!

سائنس اور ریاضی کے نصاب کے متعلق فی الحال ہم یہ تبصرہ کریں گے کہ ان میں عمودی ربط کا فقدان ہے نیز کئی ایک تصورات غیر ضروری ہیں اور ماحول سے ہٹے ہوئے ہیں۔ اصل میں مسئلہ وہی ہے کہ امریکی سکولوں کا نصاب اٹھا کر ڈال دیا گیا ہے جس سے مقامی ماحول سے ان کی نامناسبت کھل کر سامنے آگئی ہے۔

مثالیں

یہاں ہم کچھ مثالیں پیش کرتے ہیں جن سے اس تاثر کو جو ہماری تحریر سے ابھرتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منطقی سپورٹ مہیا ہوگی:

۱۔ ڈیما کریسی، ہیومن رائیٹس اور رول آف لا کے تحت پہلی سے تیسری جماعت کے دوران بچوں سے جو اُن کی ذہنی سطح سے بلند اور غیر منطقی توقع کی جارہی ہے اس کی مثال حسب ذیل ہے:

"Understand what fairness is and what their responsibilities are to be fair in the class room and with their parents, siblings, friends, relatives and neighbours."

"Understand what basic human needs and basic human rights are"

۲۔ چوتھی اور پانچویں جماعت سے Diversity اور Tolerance کے حوالے سے مندرجہ ذیل توقع کی جارہی ہے:

""Define the term diversity and identify the key characteristics of diverse groups within societies."

۳۔ جنرل نالج کے نصاب کے تحت پہلی جماعت کے بچے سے ٹریفک رولز کے متعلق جو توقع کی جارہی ہے وہ یہ ہے:

"Identify the safety rules they should follow while walking on the road, crossing a road, travelling by bus etc".

۴۔ سوشل سٹڈیز میں سٹینڈرڈ 4 کے تحت چوتھی پانچویں جماعت کے طلبہ سے جو توقع کی جارہی ہے وہ یہ ہے:

""All students will identify the key characteristics and spirit of the constitution of Pakistan and understand the rights and responsibilities of citizens at local, national and global levels".

سٹینڈرڈ 5 کے تحت اسی سطح کے بچوں سے جو توقع کی جارہی ہے اس کا بیان اس طرح ہے:

""All students will describe how resources and choices regarding production, distribution and consumption of goods

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

and services affect the well being of the individuals and society".

۵۔ ارلی چائلڈ ہڈ ایجوکیشن کے نصاب میں تین چار سال کی عمر کے بچے کے لیے پرسنل اور سوشل ڈویلپمنٹ کے عنوان کے تحت متوقع نتیجہ (Expected Outcome) کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ:

"Develop problem solving skills by identifying problems and finding the best solutions".

۶۔ انگلش کا نصاب بڑی محنت سے کسی انگلش سپیکنگ ملک کے نصابی خاکے سے نقل کیا گیا ہے۔ پراگریشن میٹرکس جو نصابی کتابچے کے صفحہ ۱۵ سے ۶۰ تک دیا گیا ہے واقعی بڑا تفصیلی اور متاثر کن ہے لیکن یہ کسی ایسے ملک کے لیے نہیں ہے جہاں انگلش کو غیر ملکی زبان کے طور پر پڑھایا جاتا ہو اور جہاں پڑھانے کے لیے اساتذہ خود انگلش کو بطور مادری زبان استعمال نہیں کرتے۔ ہم اپنی بات کو سپورٹ کرنے کے لیے نصابی رپورٹ میں سٹینڈرڈ اور سٹوڈنٹس لرنگ آوٹ کم (SLOs) کا ذکر کریں گے۔ مثلاً کمپی ٹینسی (Competency)4 یعنی Writing skills کے تحت سٹینڈرڈ I کا بیان یوں ہے:

"Students produce academic, transacational and creative writing that is fluent, accurate, focused and purposeful and shows an insight into the writing process."

درج بالا سٹینڈرڈ کے تحت چوتھی جماعت کے لیے ایک سٹوڈنٹ لرنگ آوٹ کم کی مثال اس طرح ہے:

"Write short texts in speech bubbles and cartoon strips using vocabulary tone and style of expression appropriate to the communicative purpose of context."

اوّل تو ہمارے اساتذہ کے لیے یہ باتیں سمجھنا ہی ممکن نہیں ہے اور اگر وہ بالفرض سمجھ بھی جائیں تو طلبا سے یہ سب کچھ کروانا ممکن نہیں ہے۔ نصابی کمیٹی نے کسی انگلش سپیکنگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملک کا نصاب اٹھا کر دے دیا ہے، یہ سوچے بغیر کہ اسے پاکستان میں پڑھانا ہے جہاں ابھی تک مارننگ واک کا مضمون رٹا لگوا کر یاد کرایا جاتا ہے۔ نصاب اچھا اور معیاری ہونا چاہیے لیکن اسے زمینی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے قابل نفاذ بھی ہونا چاہیے۔

حاصل مطالعہ

پہلی سے پانچویں تک کے نصابی کتابچوں کو اور خاص طور پر ویلیو ایجوکیشن کے حصہ کو دیکھ کر نظر آتا ہے کہ:

۱۔ یہ نصاب مغربی تہذیب اور کلچر کے فروغ کے لیے بنایا گیا ہے۔

۲۔ نظامِ اقدار جس پر یہ مبنی ہے وہ ہیومنزم کی اقدار ہیں اور اسلامی تہذیب وتمدن کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

۳۔ نصابی خاکہ میں جو تصورات اور لوازمہ تجویز کیا گیا ہے وہ بچوں کی ضروریات، معاشرے کی ضروریات اور بچوں کے ذہنی لیول کے مطابق نہیں ہیں۔

۴۔ مغربی/ امریکی سکولوں کے نصابات کی بھونڈی نقل ہے جو ہمارے نظامِ تعلیم میں جگہ نہیں پا سکے گا۔

۵۔ نصاب میں افقی اور عمودی ربط کا خیال نہیں رکھا گیا۔

۶۔ یو ایس کمیشن آن ریلیجس فریڈیم کی سفارشات بلکہ ڈکٹیشن پر عمل کیا گیا ہے۔ اسلامی اقدار، اسلامی فکر اور خصوصاً جہاد کے تصور کو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا ہے۔

۷۔ اردو اور انگریزی کا نصاب بچوں میں مطلوبہ لسانی صلاحیتیں پیدا نہیں کر سکے گا خصوصاً متوسط اور نچلے متوسط گھرانوں کے بچے، دیہاتی سکولوں کے بچے اور اساتذہ اس نصاب کے تقاضوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکیں گے۔

کیا کیا جائے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۔ اس نصاب کو مکمل طور پر مسترد کر دیا جائے۔

۲۔ حکومتی زعماء کو احساس دلایا جائے کہ یکساں نظامِ تعلیم کا ان کا مستحسن فیصلہ اس نصاب کے ہوتے ہوئے نافذ نہیں ہو پائے گا۔

۳۔ چونکہ اس نصاب کی پشت پر امریکی/مغربی دباؤ ہے اور اندرون ملک سیکولر لابی اس نصاب کی سپورٹ میں ہوگی اس لیے ملک کی دینی اور محب وطن قوتوں کو میڈیا کے ذریعے سیمینارز اور کانفرنسوں کے ذریعے، اخباری مضامین کے ذریعے اور خصوصاً سوشل میڈیا کے بھرپور استعمال کے ذریعے اس احمقانہ نصاب کے خلاف ایک ماحول پیدا کرنا چاہیے۔

۴۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد سب اپنا اپنا نصابِ تعلیم بنانے میں قانوناً آزاد ہیں۔ اس سلسلہ میں پنجاب کے محکمہ تعلیم نے جو اپنا نصاب بنا رکھا ہے وہ وفاقی حکومت کے اس زیر غور نصابی مسودے سے بہتر ہے۔ اس حوالے سے صوبائی سطح پر بھی لابی اِنگ ہونی چاہیے تاکہ وفاق درست رویہ اختیار کرے۔ نیز دینی مدارس کے وفاقوں کو بھی متحرک کرنا چاہیے کیونکہ یہی نصاب انہیں بھی اپنے قائم کردہ سکولوں میں پڑھانا ہوگا۔ نیز ضروری ہے کہ اگر کوئی یکساں نصابِ تعلیم نافذ ہونا ہے تو وہ سب کی شراکت اور رضامندی سے نافذ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ملک محمد حسین

حکومتی یکساں نصاب

اس کی بنیاد اسلام کی بجائے مغربی اداروں کے دباؤ میں ہیومنزم پر رکھنا سادہ لوحی ہے یا سازش؟

تعلیم کا ذریعہ نصاب اور نصاب کی بنیاد متعلم کی نفسیات ، معاشرے کی نوعیت ، شناخت اور ضروریات اور سب سے بڑھ کر قوم اور معاشرے کا نظریۂ دین و مذہب ہوتا ہے۔ ہماری موجودہ حکومت نے پوری قوم کے لیے یکساں نصابِ تعلیم اور یکساں نصاب کا عزم کیا ہے جو بلاشبہ ایک مستحسن عزم ہے۔ اپنے اس عزم کے حصول کے لیے حکومت سنگل نیشنل کری کولم کے نام سے ایک نصاب تیار کروارہی ہے۔ اس نصاب کے حوالے سے حکومت جس نظریاتی اساس پر کام کرتی نظر آتی ہے وہ ہیومنزم (Humanism) ہے۔ حکومت نے اب تک پانچویں جماعت تک کا نصاب تیار کر کے اس کا پہلا مسودہ جاری کیا ہے۔ اس مسودے میں متعدد کتابچے شامل ہیں جن کا تعلق پڑھائے جانے والے مختلف مضامین سے ہے۔ ان کتابچوں میں ایک اہم کتابچہ ویلیوایجوکیشن (Value Elucation) پر ہے۔ ویلیوایجوکیشن کے تحت بارہویں جماعت تک ہیومنزم کی فلاسفی سے اخذ ہونے والی صلاحیتیں (Competencies) معیارات (Standards) اور سٹوڈنٹس لرننگ آؤٹ کم (SLOs) یعنی متعلمین جو کچھ سیکھیں گے اس کی تفصیلات دی گئی ہیں۔ اس رپورٹ کے تعلیم برائے مکمل نشوونما کے پیرا کے تحت کہا گیا ہے کہ ہیومنیٹرین اقدار (Values) (Humanitarian) کے تحت سماجی ہم آہنگی (Social cohesion) اور ارتباط (Harmony) پیدا کیا جائے گا۔ اعلیٰ ثانوی جماعت کے طلباء کے لیے جو مقصد بیان کیا گیا ہے اس کا بیان یوں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"Recognize and practice values and attributes such as tolerance, humanism, patience, equity, justice, honesty, empathy etc."

انگلش کے نصابی کتابچہ کے صفحہ اوّل پر ہی کہا گیا ہے کہ:

"The English curriculum emphasizes themes that promote values for peace and social cohesion. These cover the attributes such as humanism, patience, tolerance."

ہیومنزم کی فلاسفی کے تحت جو اقدار آتی ہیں ان کا ویلیوز ایجوکیشن اور دیگر مضامین کے نصاب میں تفصیل کے ساتھ ذکر کر کے انہیں تعلیم کے ذریعے نئی نسل کی شخصیت کا حصہ بنانے کا عزم کیا گیا ہے۔ نصابی کتابچوں میں ہیومنزم کے تحت ذیلی اقدار کو جو طویل فہرست دی گئی ہے وہ اس طرح ہے:

"Compassion and care, integrity and honesty, responsible citizenship, democratic values, human rights, peace education, gender equality, fairness, equity, respect, diversity, truthfulness, trust worthiness, rule of law, critical thinking, ethical development, empathy, humility, environmentalism, altruism, objectivity, human experience."

یہ جاننے کے بعد کہ ریاست مدینہ کا نعرہ لگانے والی حکومت یکساں نصاب تعلیم کی بنیاد ہیومنزم پر استوار کر رہی ہے، ہم جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہیومنزم کی فلاسفی اور تصور کیا ہے اور یہ جاننے کے لیے ہم انہی کی طرف رجوع کرتے ہیں جن کا یہ نظریہ اور فلاسفی ہے۔

امریکن ہیومنسٹ ایسوسی ایشن کی ہیومنزم کی تعریف کے مطابق ''ہیومنزم زندگی کا ترقی پسند فلسفہ ہے جس میں خدا پرستی اور مافوق الفطرت عقائد کی کوئی جگہ نہیں ہے۔''

امریکہ کے ہیومنسٹ میگزین میں ہیومنزم کی تعریف کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ عقل پر مبنی ایک ایسا فلسفہ ہے جس کا علم سائنس سے، حوصلہ افزائی فن سے اور جذبے کی فراہمی دوسروں کی اعانت سے ہوتی ہے۔ یہ انسان کو فطرت کا حصہ گردانتے ہوئے یقین رکھتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ اقدار چاہے مذہبی ہوں یا سماجی، سیاسی ہوں یا اخلاقی سب کی سب انسانی تجربے کا نتیجہ ہوتی ہیں اور ان کا کوئی تعلق نظریات یا ادیان سے نہیں ہوتا۔

ہیومنسٹ انٹرنیشنل کے مطابق ہیومنزم جمہوری اور اخلاقی لائف سٹائل کا نام ہے جس کے مطابق انسانوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی زندگی کی ترتیب اور مقصدیت خود طے کریں۔ یہ خدا پرست نہیں ہے اور یہ کسی مافوق الفطرت حقیقت پر یقین نہیں رکھتی۔ برٹش ہیومنسٹس گروپ کے مطابق ہیومنزم زندگی کی ایسی اپروچ کا نام ہے جس کے مطابق اخلاقی اقدار صرف انسانی فطرت اور تجربے پر مبنی ہوتی ہیں۔

سیفن شاورز مین کے مطابق ہیومنزم ایک فلسفہ ہے، ایک تصورِ کائنات ہے اور زندگی کا نقطۂ نظر ہے جس کی اساس نیچرلزم پر ہے یعنی صرف فطرت یا کائنات ہی حقیقت ہے۔ ہیومنزم بعض لوگوں کے لیے مذہب کی نفسیاتی اور سماجی ضرورت فراہم کرتا ہے، ایک ایسا مذہب جو خدا پرستی سے پاک، مافوق الفطرت تصورات سے ماوراء اور معجزات سے لاتعلق ہوتا ہے۔ اس تصور میں مرنے کے بعد کی زندگی اور سپر نیچرل خیالات کی کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ ہیومنسٹس کائنات کو تنقیدی سوچ، منطقی دلائل، عملی ثبوت اور شک پر مبنی تجزیے کے ذریعے جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہم نے سطورِ بالا میں مغربی فکر سے ہیومنزم کی چند ایک تعریفیں اور تصورات کا ذکر کیا ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱۔ ہیومنزم ایک فلسفۂ زندگی اور ایک تصورِ کائنات ہے۔

۲۔ اس فلسفۂ زندگی میں خدا پرستی اور خالق کائنات کے وجود کا مکمل انکار ہے۔

۳۔ ہیومنزم کسی مابعد الطبعیاتی یا مافوق الفطرت معاملات میں یقین نہیں رکھتا۔

۴۔ ہیومنزم میں زندگی بعد موت کا بھی کوئی تصور نہیں۔

۵۔ ہیومنزم ایک مکمل نظامِ زندگی ہے جس کی اپنی اقدار ہیں اور جس میں انسان مختارِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کل ہے۔

امریکن ہیومنسٹ ایسوسی ایشن کی ڈائریکٹر کرسٹینا ونٹر جوٹ نے امریکن تعلیم کے لیے بعض اقدار کی سفارش کی ہے جو یہ ہیں:

"Critical thinking, ethical development, peace and social justice, service and participation, empathy, humility, environmentalism, responsibility, altruism."

ہم نے زیرِ غور نصاب میں بیان کی گئی جو ویلیوز کی فہرست دی ہے وہ حیران کن حد تک مروجہ بالا ویلیوز سے مطابقت رکھتی ہیں۔

ہیومنزم کے متعلق یہ سب تفصیلات دینے کے بعد ہم اس طرف آتے ہیں کہ ہماری حکومت نے یکساں قومی نصاب کی بنیاد ہیومنزم کی فلاسفی پر رکھی ہے جب کہ یہ حکومت ایک طرف تو ریاست مدینہ کا نعرہ لگا رہی ہے اور دوسری طرف وہ قوم جس کی نمائندگی کا وہ دعویٰ کرتی ہے اس کی ۹۷ فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے جو توحید پرستی، خدا پرستی اور موت کے بعد کی زندگی کی قائل ہے۔

جس کے دستور میں اسلام ریاست کا دین ہے اور جس میں قراردادِ مقاصد کے ساتھ سیکشن ۳۱ موجود ہے، جس کا تقاضا ہے کہ ریاست اپنے شہریوں کو اس قابل بنائے گی کہ وہ اپنی زندگی اسلام کے مطابق، جیسا کہ قرآن وسنت میں بتایا گیا ہے، گزاریں اور دستور کے مطابق جس قوم کی زندگی میں کوئی غیر اسلامی اقدامات نہیں کیے جاسکتے۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وزارتِ تعلیم اور نصاب ساز کمیٹیوں میں کوئی ایک بھی پاکستانی نہیں بیٹھا جو توجہ دلاتا کہ نصاب تعلیم کے ذریعے غیر اسلامی اقدار اور غیر اسلامی فکر نئی نسل کو دے کر وہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متوالوں کے اس ملک میں ایسا بے دین اور مغربی فکر پر مبنی نصاب کیسے نافذ کریں گے؟ کیا ایمان، اتحاد اور جہاد فی سبیل اللہ کی علمبردار مقتدر قوتیں بے بس ہوگئی ہیں اور کیا دین کے محافظ علماء حق سو گئے ہیں اور خاتم النبیین کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاں نثار بے غیرت ہو گئے ہیں کہ یہاں اسلامی نظامِ زندگی کو چھوڑ کر ہیومنزم کے منکر خدا فلسفے کی کارفرمائی ہو گی۔ ہم وزیر اعظم جناب عمران خان کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اپنے اسلامی عزائم اور قومی آدرشوں کے خلاف امریکی اور مغربی ایجنٹوں کی سازش کا ادراک کریں اور قومی امنگوں، اسلامی جذبوں سے سرشار نصاب لانے کے لیے نصاب سازی کی پوری ٹیم کی چھٹی کرا کر اسلامی اور قومی نظریے سے سرشار افراد کو ذمہ داری سونپیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد امین

ہیومنزم کی حقیقت

جس پر حکومتی یکساں نصاب کی بنیاد ہے

ہیومنزم کلی طور پر ایک غیر اسلامی مغربی نظریہ ہے جس پر یکساں پاکستانی نصاب کی بنیاد رکھنا سراسر بے عقلی اور مغربی ایجنڈے کو پاکستان میں نافذ کرنے کے مترادف ہے

جو لوگ نہیں جانتے کہ ہیومنزم کیا ہے، مندرجہ ذیل سطور شاید ان کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہوں:

ہیومنزم کیا ہے؟

سادہ الفاظ میں ہیومنزم کا مطلب ہے وہ نظریہ جس میں انسان اور اس کی آزادی، اقدار اور خواہشات کو مرکزی حیثیت دی گئی ہو۔ چنانچہ اس نظریے کے آثار ہمیں یونانی فلسفے سے منتقل ہوتے نظر آتے ہیں۔ چودھویں صدی میں اس لفظ کا استعمال اطالوی ہیومنسٹ Petrach نے کیا جس نے علوم انسانی (Humanities) کے حوالے سے قدیم لاطینی دانش کے احیاء کی کوششیں کیں۔ لیکن تحریک نشاۃ ثانیہ اور مغرب میں سائنسی طرز فکر کے غلبے کے بعد انیسویں اور بیسوی صدی میں اس نظریے میں ہمیں سیکولرزم اور دین دشمنی کے رجحانات غالب نظر آتے ہیں (گو بعض ایسے ہیومنسٹ بھی ہیں جو مذہب کی تردید نہیں کرتے)۔ رواں صدی میں ہیومنزم کا اظہار کئی صورتوں میں ہوا ہے۔ موجودیت (Existentialism) اور مظہریت (Phenomenology) بھی اسی کا پرتو ہیں۔ سائنٹفک ہیومنزم کے علمبردار مذہب کو دیس نکالا دے کو سائنسی علوم کے ذریعے فرد کی آزادی اور اس کی بہتری کے لیے کام کرنے کے دعوے دار ہیں۔ (عیسائی) مذہب میں یقین رکھنے والے جن دانشوروں نے ہیومنزم کا علم سنبھالا (جیسے ارونگ بابط [Irving

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[Babbitt]اور جیکوز ماریتان[Jacques Maritain]انہوں نے خدا، چرچ، عبادت اور دعاء جیسی مذہبی اصطلاحات کو ان کے روایتی مفاہیم سے الگ کر کے انہیں نئے معانی پہنانے کی کوشش کی۔ (۱) کیرک گرڈ، کارل جاسپرز اور جبریل مارسل نے بھی ہیومزم اور عیسائی مذہب کے درمیان تلفیق کی ناکام کوشش کی تاہم مارٹن ہائیڈیگر اور ژاں پال سارتر نے کھلم کھلا ہیومزم کو الحادی رنگ دے دیا۔ ہائیڈیگر کے نزدیک انسان ایک شے نہیں بلکہ ایسا وجود ہے جو صاحب اختیار ہے اور قوت فیصلہ رکھتا ہے۔ وہ انسان کو صداقت کا موجد بھی سمجھتا ہے اور انسان کے مقابلے میں خدا کا بھی قائل نہیں ہے۔

سارتر نے اپنی تالیف (Existentialism as Humanisim) میں ہیومنزم کا موجودیاتی تصور پیش کیا ہے۔ وہ ہیومنزم کو انسان دوستی کی بجائے انسان پرستی تک پہنچا دیتا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے ''میرا عقیدہ یہ ہے کہ سوائے انسانی کائنات کے کوئی کائنات نہیں ہے اور یہی ہمارا ہیومنزم ہے جس سے ہم انسان کو یاد دلاتے ہیں کہ سوائے انسان کے کوئی اس کے لیے قانون نہیں بنا سکتا۔ ہم نے مذہب کو کھو دیا ہے لیکن ہیومنزم کو پا لیا ہے۔ اب اس بات کی ضرورت ہے کہ انسان کو آزاد کرایا جائے اور اسے قادر مطلق سمجھا جائے۔ ہم نے خدا کے وجود کا انکار کر دیا ہے تاکہ وجودِ انسان وجودِ مطلق بن جائے۔'' (۲)

سارتر کی مابعد الطبیعیات کا ایک اہم تصور یہ ہے کہ کائنات میں کسی قسم کا نظم و تناسب موجود نہیں ہے۔ اس میں جو توافق نظر آتا ہے وہ خود انسان کے ذہن کا دیا ہوا ہے۔ وہ اس بات کا بھی قائل نہیں ہے کہ کائنات عدم سے وجود میں آئی ہے وہ خدا کے وجود کا منکر ہے اور اپنے فلسفے کو ملحدانہ ہیومنزم کا نام دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ خدا کا وجود تسلیم کر لیا جائے تو انسان فاعل مختار نہیں رہتا۔ اس کے خیال میں یا تو انسان فاعل مختار ہے، خدا کا محتاج نہیں ہے اور

---

(۱) Paul A.Kurz, The Ethics of Humanism: Forbiddin Fruit, P-108

(۲) Jean Paul Sartre, Existentialism as Humanism, P-284

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یا وہ خدا کا محتاج ہے اور مجبور ہے۔ وہ پہلی شق کا قائل ہے۔ وہ خدا کا اس لیے بھی قائل نہیں ہے کہ وہ کسی ایسی ذی شعور ہستی کو تسلیم نہیں کر سکتا جو بیک وقت کائنات میں جاری وساری بھی ہو اور اس سے ماوراء بھی ہو جیسا کہ اہل مذہب کا ادعاء ہے۔ وہ معروضی قدروں کا بھی منکر ہے اور کہتا ہے کہ انسان اپنی ضرورت اور مرضی سے اپنی اخلاقی قدریں خود تخلیق کرتا رہتا ہے۔ اس وجہ سے سارتر کے نظام فکر میں کسی قسم کی ازلی وابدی صداقتوں کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (۱)

سارتر کے ان اقوال کو سامنے رکھا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ ہیومنزم صرف انسان دوستی اور انسان نوازی نہیں بلکہ یہ خدا کی خدائی کا انکار اور فرد کی کبریائی اور الوہیت کے اثبات کا نام ہے۔ یہ صرف وحی اور مذہب کی برتری کا انکار نہیں بلکہ خود اس کی جگہ لینے کا ادعاء بھی ہے۔

اسی طرح ولیم جیمز بھی کسی صداقت مطلقہ کا قائل نہیں ہے اور وجودِ مطلق یعنی خدا کو "مابعد الطبیعی عفریت" کا نام دیتا ہے (۲) جبکہ نطشے (Nietzsche) کہتا ہے کہ خدا مر چکا ہے۔ (۳)

ہیومنزم وہ اساسی نظریہ ہے جو یورپ میں سولہویں صدی میں ابھر کر سامنے آیا اور جدید مغربی تہذیب کی بنیاد بنا اور دوسرے سارے نظریات (سیکولرزم، لبرل ازم، کیپٹل ازم....وغیرہ) اسی سے پھوٹتے ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ ہیومنزم کا منبع یونانی فکر وفلسفہ ہے جو اگرچہ انسانی عقل ودانش کا بہترین نمونہ ہے لیکن وحی کی روشنی سے محروم ہونے کی وجہ سے

---

(1) Jean Paul Sartre, Being and Nothingness, P-122

(2) L. Zusne, Names in the History of Psychology, P-98

(3) Fredeick Nietzsche, The Gay Science, trans.ed. Walter Kaufmann),New York: Vintage, 1974) part III, sec. 125. (the Mad Man) 181.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذہبی حوالے سے منبع کفر وضلالت اور انسانی حوالے سے غیر فطری ہونے کی وجہ سے انسانی مسائل کا صحیح حل پیش نہیں کر سکتا۔ ہیومنزم کی ایک بنیادی خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ دین دشمن ہے اور اس وقت کی پاپائیت کو رد کر کے اس نے آگے بڑھنے کی راہ ہموار کی۔ ہیومنزم کی ابتدائی فکر اگرچہ یہ تھی کہ انسان کو کائنات میں مرکزی حیثیت حاصل ہے لیکن اس کے بنیادی تصور میں سوچ کی یہ خرابی موجود تھی کہ انسان عاقل ہے، اسے اپنے فیصلے خود کرنے چاہئیں اور وہ کسی غیر مرئی بالادست ذات (یعنی اللہ) کی ہدایت کا محتاج نہیں ہے یہ سوچ بتدریج تناور درخت بن کر سامنے آئی اور اس کا آخری نتیجہ وہ تھا جو نطشے، ہائیڈیگر اور سارتر کے الفاظ میں سامنے آیا کہ خدا مر چکا ہے اور انسان آزاد و خود مختار ہی نہیں مختار مطلق ہے۔ وہ اپنا خدا خود ہے اور اسے کسی اور خدا کی ضرورت نہیں۔

ظاہر ہے ہیومنزم کے یہ سارے افکار کفر والحاد ہیں بلکہ ہیومنزم آسمانی مذہب اور دین کے مقابلے میں خود ایک دین، اور نظامِ حیات بلکہ آسمانی خدا کے مقابلے میں ایک خدا بن کر سامنے آیا ہے۔

اس کے مقابلے میں اسلام ایک دین ہے جس کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ ایک اللہ انسان کا خالق و مالک و رب ہے، وہ اکیلا ہادی، معبود اور مطاع ہے۔ انسان اللہ کی حقیر مخلوق اور عبد ہے اور اس کا کام بلا چوں و چرا، بلا شرط و حدود، اللہ کی عبادت و اطاعت کرنا ہے۔ اللہ کی عبادت و اطاعت کا یہ رویہ لغوی اور اصطلاحی لحاظ سے 'اسلام' ہے اور جو اس اسلام کو اپنا لے وہ 'مسلم' کہلاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی اس حیثیت اور اپنی عبد ہونے کی حیثیت کو نہ مانے وہ گویا اس کی الوہیت کا انکار کرنے والا یعنی کافر ہے۔ کافر عربی لفظ ہے جس کا معنی ہے انکار کرنے والا یعنی کافر اور ملحد وہ شخص ہے جو اللہ کی الوہیت اور اس کی ہدایت کے پیکج یعنی دین اسلام کا انکار کرے۔

اس وضاحت سے یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ ہیومنزم کفر والحاد ہے۔ یہ خدا کا انکار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس کے مقابلے میں انسان کی خدائی کا اثبات ہے۔ اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ ہیومنزم اسلام سے متضاد ہے اور ہیومنزم کو ماننے والا کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔

مندرجہ بالا تجزیے سے ظاہر ہے کہ ہیومنزم سراسر ایک غیر اسلامی نظریہ ہے اور یہ اسلامی لحاظ سے قابل قبول نہیں ہے بلکہ یہ عین اسلام کی ضد ہے لہٰذا کلی طور پر قابل ردّ ہے۔

ہیومنزم کے بارے میں ایک مغالطہ (Misconception)

ہمارے ہاں بعض جدید تعلیم یافتہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہیومنزم تو مذہب انسانیت ہے اور ہر بشر پہلے انسان ہوتا ہے پھر مسلمان ہوتا ہے لہٰذا مذہب انسانیت اسلام کے مطابق ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مذہب انسانیت کا مطلب ہے انسانوں کے دکھ درد دور کرنا، ان کی بھلائی کے لیے کام کرنا اور وحدت انسانیت کے لیے کوشش کرنا اور یہ سارے کام اسلام کو مطلوب ہیں لہٰذا ہیومنزم عین اسلامی ہے۔

یہ ایک مغالطہ ہے اور اس کی وجہ ہیومنزم کو نہ سمجھنا ہے۔ ظاہر ہے ہیومنزم کا صحیح مطلب وہی ہوگا جو اہل مغرب ہمیں بتائیں گے کیونکہ یہ ان کا نظریہ ہے نہ کہ ہمارا۔ اور مغربی دانشوروں اور فلاسفہ نے ہیومنزم کی جو تعریف کی ہے وہ ہم نے سطور بالا میں بیان کر دی ہے۔ جو لوگ مغربی ہیومنزم کی حمایت کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی اکثریت نے مغرب کے نظریۂ ہیومنزم کا مطالعہ نہیں کیا ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں انسان اور انسانیت کا جو تصور ہے وہ مغربی ہیومنزم سے بالکل مختلف ہے۔ اسلام میں انسان اللہ کا عبد ہے جس کا کام خالق کی رضا کے لیے اس کے احکام کی تعمیل کرنا ہے۔ اسلام میں انسانیت کا مطلب یہ ہے کہ سارے انسان اللہ کی مخلوق ہیں اور اس کے عبد ہیں لہٰذا سب انسانوں کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت کریں، اس کی اطاعت میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں اور جو اس کام میں پیچھے رہ جائے اس کی مدد کریں۔ جو انسان اللہ کے مقابلے میں من مانی کرے اور اس کی مرضی کے مقابلے میں اپنی مرضی چلائے وہ انسان نہیں شیطان ہے، وہ طاغوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس کی مدد شیطان کی مدد ہے اور اس کی پیروی شیطان کی پیروی ہے۔ یہ بے دینی ہے، الحاد و زندقہ ہے۔ یہ عبدیت نہیں ہوسکتی۔ قرآن نے صاف کہا ہے اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار اس کی وضاحت کی ہے کہ جو توحید، رسالت اور آخرت کو نہ مانے اور دنیا میں انسانوں کے لیے بظاہر کچھ اچھے کام کرے بھی تو آخرت میں اس کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ لہٰذا ہیومنزم کو مذہب انسانیت سمجھ کر قبول کرنا نادانی ہے۔

علماء کرام اور دینی جماعتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کام لیتے ہوئے موجودہ حکمرانوں کو باور کرائیں کہ اسلام کی بجائے ہیومنزم کے نظریے پر مبنی نصاب کو اہل پاکستان قبول نہیں کریں گے اور اسے ردّ کر کے دم لیں گے، خواہ اس کے لیے انہیں کتنی ہی قربانی کیوں نہ دینی پڑے، ان شاء اللہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا زاہدالراشدی

یکساں نصاب تعلیم اور مدارس کی رجسٹریشن کا مسئلہ

ملک بھر کے دینی مدارس کی محکمہ تعلیم کے تحت از سر نو رجسٹریشن اور لازمی یکساں تعلیمی نصاب کے حوالہ سے دینی حلقوں بالخصوص اساتذہ وطلبہ میں بعض ابہامات کے باعث جو تشویش پائی جاتی ہے، اس کا مختلف دائروں میں اظہار ہو رہا ہے اور اس کا سلسلہ دن بدن پھیلتا جا رہا ہے۔ گزشتہ اتوار کو جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں میری معمول کی حاضری کے موقع پر ملی مجلس شرعی پاکستان کے سیکرٹری جنرل پروفیسر ڈاکٹر محمد امین تشریف لائے اور ملک کے مختلف شہروں میں اس سلسلہ میں آگاہی اور بیداری کو عام کرنے کے لیے علماء کرام، اساتذہ اور دینی جماعتوں کے رہنماؤں کے مشترکہ اجتماعات کی تجویز پر ہم نے باہم مشورہ کیا۔ اسی روز جمعیت اساتذہ پاکستان کے زیر اہتمام مکی مسجد ملتان روڈ لاہور میں مجلس مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا جبکہ اگلے روز پیر کو پاکستان شریعت کونسل گوجرانوالہ کی دعوت پر مرکزی جامع مسجد میں شہر کے تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام کے مشترکہ اجلاس میں اس صورتحال کا جائزہ لیا گیا۔ ان دونوں نشستوں کی مختصر رپورٹیں حافظ غضنفر عزیز اور حافظ امجد محمود معاویہ کے قلم سے پیش کی جا رہی ہیں۔

باقی باتوں سے قطع نظر اس وقت جو امور سب سے زیادہ تشویش کا باعث بن رہے ہیں انہیں مختصراً یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ سارا زور دینی مدارس کے نصاب میں عصری تعلیم کو لازمی طور پر شامل کرنے پر دیا جا رہا ہے، جبکہ ریاستی دائرے کے تعلیمی نظام ونصاب میں قرآن کریم، حدیث وسنت، فقہ وشریعت، تاریخ اسلام اور عربی زبان کی تعلیم کے اہتمام کا سرے سے کوئی تذکرہ نہیں ہے، جو ایک مسلم معاشرہ کی حیثیت سے ہم سب کی ذمہ داری ہونے کے ساتھ ساتھ دستور وقانون کا تقاضا بھی ہے۔ پرائیویٹ سیکٹر میں کام کرنے والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیکن ہاؤس طرز کے تمام نیٹ ورک لازمی یکساں نصاب تعلیم کے اس دائرے سے یکسر خارج ہیں اوران کی کوئی بات نہیں کر رہا۔

محکمہ تعلیم کے تحت تمام دینی مدارس کی لازمی رجسٹریشن کے لیے جو پروسیجر، شرائط اور فارم وغیرہ سامنے آئے ہیں وہ رجسٹریشن کے نہیں بلکہ الحاق کے دائرے میں آتے ہیں اور اکثر جگہ اسپیشل برانچ اور دیگر اداروں کا رویہ دینی مدارس کے ساتھ اس سلسلہ میں انتہائی توہین آمیز ہے۔

سب احباب سے گزارش ہے کہ اس پس منظر میں دونوں اجلاسوں کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں اور صورتحال کو دینی اور قومی حوالوں سے بہتر بنانے کے لیے اپنی اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے کچھ نہ کچھ کردار ضرور ادا کریں۔

گوجرانوالہ کے اجلاس کی رپورٹ

پاکستان شریعت کونسل گوجرانوالہ کی دعوت پر مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں تحفظ مدارس کے حوالہ سے منعقدہ اجلاس میں اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے نمائندگان اور تمام مسالک کے اکابر علمانے شرکت کی۔ اجلاس پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہدالراشدی کی تحریک پر علامہ خالد حسن مجددی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں دینی مدارس کی رجسٹریشن اور لازمی یکساں نصاب کے حوالے سے حکومتی اقدامات کے بارے میں تحفظات کا اظہار کیا گیا۔ عصری ادارے جن کا تعلیمی معیار روز بروز پستی کی طرف جا رہا ہے، اور ریاستی نصاب تعلیم سے اسلامیات کا نصاب مسلسل کم سے کم کیا جا رہا ہے، مگر ان کی اصلاحات اور بہتری کے لیے اقدامات کرنے کی بجائے بیرونی قوتوں کے ایما پر مدارس کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اہل مدارس وطن عزیز کی نظریاتی سرحدوں کے محافظ ہیں، ریاستی اداروں سے ہر معاملہ میں تعاون کرتے آرہے ہیں، اداروں کو بھی چاہیے کہ مدارس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے کوائف کے حصول کے لیے اور مدارس کے اساتذہ اور طلباء کی جملہ معلومات کی دستیابی کے لیے متعلقہ وفاق المدارس کے ذمہ داران سے رابطہ کرتے ہوئے ماحول کو انتشار سے محفوظ رکھیں۔ نصاب میں ترمیم یا تجویز کے حوالے سے FTFA کے ایجنڈے سے مکمل طور پہ آگاہ کیا جائے اور مبہم اشکالات کو دور کیا جائے۔ یکساں نظام تعلیم اگر مقصود ہے تو عصری اداروں میں بھی ترجمۂ قرآن، تفسیر اور احادیث وفقہ کی بنیادی تعلیمات کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔ شرکاء اجلاس معزز علماء کرام نے قومی سطح پر ہونے والے مذاکرات میں قائدین اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے اس موقف کی، کہ مدارس کی خود مختاری اور آزادی کو سلب نہیں ہونے دیں گے، بھرپور حمایت کی اور تحفظ مدارس کے لیے ہر سطح پر تعاون اور تائید کا یقین دلایا۔ اجلاس میں مولانا محمد امین محمدی، مولانا زاہد الراشدی، مولانا ضیاء الرحمن قاسمی، علامہ عارف حسین تائبی، مولانا ابرار احمد ظہیر، مولانا امجد محمود معاویہ، مولانا جواد محمود قاسمی، حافظ گلزار احمد آزاد، بابر رضوان باجوہ، جناب یوسف کھوکھر، قاری احسان اللہ قاسمی، ظہیر حسین نقوی، سید احمد حسین زید، مولانا نصیر الدین خان عمر، حافظ عبدالجبار اور محمد عثمان قادر نے شرکت کی۔

لاہور کے اجلاس کی رپورٹ

قومی نصاب تعلیم کی تشکیل قیام پاکستان کے بعد سے ایک مستقل حل طلب مسئلہ رہا ہے جس کے لیے مختلف سطحوں پر وقتاً فوقتاً مطالبہ کیا جاتا رہا لیکن حکومتی سطح پر مغربی قوتوں کے ساتھ فدویانہ تعلق کی نوعیت نے اس مسئلہ کو ناقابل حل بنا کر رکھ دیا ہے۔ موجودہ حکومت نے اسی عنوان سے یکساں نصاب تعلیم کی تشکیل کا اعلان کیا ہے لیکن سنجیدہ اور فہمیدہ طبقات میں اس حوالے سے خدشات سر اٹھا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں تمام قومی طبقات اور حلقوں کو اعتماد میں نہ لینے کی روش نے حکومت کی نیک نیتی اور سنجیدگی کو مشکوک بنا دیا ہے۔ مختلف سطحوں پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حوالے سے سنجیدہ اعتراضات اور شبہات سامنے آرہے ہیں۔ اس سلسلہ میں جمعیت اساتذہ ضلع لاہور نے مولانا زاہدالراشدی کے مشورہ سے گزشتہ روز مکی مسجد ملتان روڈ لاہور میں نصاب تعلیم اور قومی تقاضے کے عنوان پر مجلس مذاکرہ کا انعقاد کیا۔

مجلس کا آغاز قاری محمد ادریس کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ آغاز میں جمعیت اساتذہ ضلع لاہور کے صدر حافظ غضنفر عزیز نے مجلس کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالی۔

مجلس مذاکرہ سے تمہیدی گفتگو کرتے ہوئے حافظ عبدالخالق وٹو صدر جمعیت اساتذہ پاکستان پنجاب نے جمعیت اساتذہ کے قیام کے محرکات پر تفصیلی گفتگو کی اور تعلیمی اداروں میں اساتذہ اور طلباء کو درپیش نصابی اور اخلاقی مسائل ومشکلات کی نشاندہی کی۔ مولانا قاری جمیل الرحمن اختر نے اس سلسلہ میں مربوط کام کرنے کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس مجلس مذاکرہ کو خوش آئند قرار دیا۔ ڈاکٹر حافظ سمیع اللہ فراز نے اسلامی تھنک ٹینک کے قیام کی ضرورت کی نشاندہی کی۔ مولانا مفتی محمد اکرام نے مولانا زاہدالراشدی کے اس اقدام کو سراہا اور انہیں قدم بقدم ساتھ دینے کا یقین دلایا۔ مولانا عبداللہ مدنی ناظم اعلیٰ جامعہ فتحیہ نے بھی مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

آخر میں مولانا زاہدالراشدی نے اب تک قومی سطح پر یکساں نصاب تعلیم کی تشکیل، اس کے پس پردہ محرکات، اس سلسلہ میں عالمی طاقتوں کی مداخلت، جدوجہد کے مختلف دائروں اور راجتماعی محنت وکوشش کی ضرورت پر روشنی ڈالی اور مستقبل کے حوالے سے پیش بینی کرتے ہوئے صف بندی کی ضرورت پر زور دیا۔ ان کی پر مغز اور بامقصد گفتگو سے موضوع کی اہمیت اور جدوجہد کی ضرورت واضح ہوئی۔

چنانچہ اس سلسلہ میں اب تک ہونے والی سرکاری وغیر سرکاری سرگرمیوں اور مجوزہ نصاب تعلیم کا جائزہ لینے وغیرہ کے لیے ایک سات رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی جو اس سارے نصاب اور مغربی اداروں بالخصوص این جی اوز کی طرف سے شائع شدہ رپورٹس کا مطالعہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر کے ایک بریف رپورٹ مرتب کرے گی اور تجاویز بھی تیار کرے گی۔ اس کمیٹی کی سربراہی ڈاکٹر سمیع اللہ فراز کریں گے جبکہ بقیہ ارکان میں ڈاکٹر عبدالماجد ندیم، حافظ عبدالخالق وٹو، مفتی محمد اکرام، مولانا محمد عثمان رمضان، مولانا عبداللہ مدنی اور حافظ غضنفر عزیز شامل ہیں۔ امید ہے کہ قومی نصاب تعلیم کو قومی، سیاسی اور ادارہ جاتی حلقے قومی امنگوں کے مطابق تشکیل دیں گے اور سنجیدہ طبقات کے خدشات کو مدنظر رکھتے ہوئے قوم کو مزید کسی اضطراب میں مبتلا کرنے سے پرہیز کریں گے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر عبدالواحد سجاد

یکساں نصاب کا ہدف - دینی مدارس

''یکساں نصاب تعلیم کی تیاری کے حوالے سے دینی حلقوں کو اعتماد میں نہ لینے پر تشویش ہے۔ مدارس کی حریت و آزادی کے لیے وفاق المدارس کی قیادت کا بھرپور ساتھ دیں گے، اسلامی نظریاتی کونسل، وفاقی شرعی عدالت اور اس جیسے دوسرے اداروں کے خاتمے کی بات کرنے والے ملک کی نظریاتی اساس کے مخالف ہمیشہ کی طرح ناکام ہوں گے۔ دینی اداروں کو کنٹرول میں لینے کے خواب دیکھنے والے پہلے خود کو دوسروں کے کنٹرول سے آزاد کروائیں۔ مدارس کے داخلی نظام اور نصاب پر کوئی سمجھوتا نہیں کیا جائے گا۔ آئین کی اسلامی شقوں پر ان کی روح کے مطابق عمل کیا جائے۔ مولانا فداء الرحمن درخواستی اپنے والد حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کا پرتو تھے، انہوں نے اپنے والد کی طرح مساجد، مدارس اور دینی تحریکوں کی سرپرستی کی اور ملک کے طول وعرض میں متعدد دینی اداروں کی بنیاد رکھی اور کئی مساجد تعمیر کرائیں، ان کے اس مشن کو جاری رکھا جائے گا۔''

یہ ان خطابات کا خلاصہ ہے جو دارالعلوم فرقانیہ راولپنڈی میں مولانا فداء الرحمن درخواستی کے تعزیتی ریفرنس سے علماء کرام اور مشائخ عظام نے کیے۔ سینیٹر مولانا عطاء الرحمن، شریعت کونسل کے امیر مفتی اویس خان ایوبی، جنرل سیکرٹری مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالمجید ہزاروی، مولانا اشرف علی، مولانا مجیل الرحمن اختر، مولانا فداء محمد، مولانا عبدالرؤف محمدی، شیخ الحدیث مولانا قاضی مشتاق احمد، مولانا قاری عبدالحفیظ، مولانا محمد علی قریشی، مولانا محمد عمران سندھو، مولانا مفتی محمد عارف، مولانا عبید اللہ عامر، قاری محمد عثمان رمضان، حافظ علی محی الدین، پروفیسر منیر احمد، مولانا زبیر پیر احمد درخواستی، حاجی صلاح الدین فاروقی، مولانا الیاس چترالی، مولانا عبید اللہ عامر، مفتی محمد سعید سعیدی، راقم الحروف،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مولانا رضوان مکی، مولانا عبدالرشید جلال، مولانا احمد، مولانا محمد معاویہ اور عباس چترالی سمیت مقامی علماء کرام کی بڑی تعداد تعزیتی ریفرنس میں موجود تھی۔

مولانا فداء الرحمن درخواستی کی شخصیت کے حوالے سے ان شاءاللہ پھر کسی کالم میں گفتگو ہوگی۔ اس وقت حکومت دینی مدارس پر یکساں نصاب تعلیم کی آڑ میں جس طرح شب خون مارنے کے لیے کوشاں ہے، اس پر بات کرنا انتہائی ضروری ہے۔ دینی مدارس کے متعلق آقاؤں کا آموختہ حکمرانوں کی اکثریت دہراتی رہی ہے لیکن اس وقت جو صورت حال ہے وہ انتہائی خطرناک ہے۔ نئی حکومت کی تشکیل کے بعد یکساں نصاب تعلیم کا خوش نما نعرہ ایک بار پھر بلند ہوا ہے۔ بدقسمتی سے اس کا رخ مدارس کے نصاب ونظام کی طرف ہے۔ ہر گلی کوچے میں مشروم کی طرح اگنے والے اسکولز میں پڑھایا جانے والا نصاب ونظام الگ الگ ہے، مگر توپوں کا رخ صرف دینی مدارس کی جانب ہے جسے قرین انصاف قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ایسا لگتا ہے کہ یکساں نصاب تعلیم کا شوشہ اس لیے چھوڑا گیا ہے کہ مدارس کے نصاب ونظام پر کنٹرول حاصل کر کے رفتہ رفتہ اس سسٹم کا خاتمہ کر دیا جائے۔ جس حکومت کی مالی امداد سے چلنے والے ادارے منشیات، خودکشیوں، لسانی تعصّبات اور باہمی جنگ وجدل کے مرکز ہوں اور انہیں سنبھالا نہ جاسکے۔ وہ مدارس کی اصلاحات اور معاونت کی بات کرے تو حیرت ہوتی ہے، پرویز مشرف کے دور میں ''ماڈل مدارس'' جن کی تعداد غالباً تین تھی انہیں حکومت نہ سنبھال سکی تو دینی مدارس کو کیسے سنبھال سکے گی؟ حکومت یکساں نصاب کے تجربے پر اگر واقعی مخلص ہے تو اس پر بہت بڑی لاگت آئے گی، وہ حکومت کہاں سے لائے گی؟ سوال یہ ہے کہ اس وقت ۲ کروڑ ۲۰ لاکھ بچے جن کی عمریں ۵ سے ۱۶ برس تک ہیں، اسکول سے باہر ہیں ان کی تعلیم کا بندوبست کیوں نہیں کیا جارہا؟

سرکاری اور نجی سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی اکثریت غیر معیاری تعلیم حاصل کر رہی ہے۔ ان مسائل کو چھوڑ کر حکومت دینی مدارس کی ناکہ بندی پر تلی بیٹھی ہے۔ ان زمینی حقائق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو نظر انداز کرنے سے کیا یکساں نصاب تعلیم نافذ ہو سکے گا؟ پاکستان میں اس وقت سکولوں اور کالجوں میں پانچ قسم کے نصاب ہائے تعلیم پڑھائے جا رہے ہیں، ان کی طرف سے تغافل کیوں؟ ان نصاب ہائے تعلیم نے نہ صرف اخلاقی قدروں کا جنازہ نکال دیا ہے بلکہ اسے کاروبار بنا دیا ہے۔ اعلیٰ تعلیم قومی وسائل کو شیر مادر کی طرح ہضم کرنے والی ''اشرافیہ'' کے لیے مخصوص ہوگئی ہے۔ قومی اور صوبائی میزانیوں کا جائزہ لیں تو سب سے کم بجٹ تعلیم کا نظر آتا ہے جس سے سرکاری تعلیمی اداروں کی حالت دگرگوں ہوگئی اور ''کمرشل تعلیم'' کے راستے کھلے۔ غرباء اور امراء کے بچوں کی تفریق ختم کیے بغیر یکساں نصاب کی بات کرنا دیوانے کے خواب سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ تعلیمی ماہرین کا کہنا ہے کہ تعلیم کے شعبے میں تجارتی عنصر نے ہی مختلف نصاب ہائے تعلیم کو رواج دیا اور طبقاتی فرق بھی اسی کا شاخسانہ ہے۔

ایک اہم امر جس کی طرف نہ حکومت کی توجہ ہے اور نہ ہی دینی مدارس کی نصاب پر رائے زنی کرنے والوں کی، وہ یہ کہ ۱۸ ویں ترمیم کے بعد نصاب تعلیم کے حوالے سے وفاقی وزارت تعلیم کا کوئی کردار باقی نہیں رہا۔ اب آئین کے آرٹیکل 25 اے کے تحت نصاب و نظام تعلیم میں فیصلہ سازی کا اختیار صوبوں کو منتقل ہوگیا ہے، اب نصاب کا فیصلہ کرنا ان کے ذمہ داری ہے، اس لیے صوبوں کو آئین کے مطابق اپنا کردار ادا کرنے دینا چاہیے۔ پورے ملک میں 18 ویں ترمیم آرٹیکل 25 اے کی موجودگی کے باعث یکساں نصاب کا نفاذ ممکن ہی نہیں۔ اب تک تعلیمی وزراء اور قومی نصاب کونسل کے جتنے اجلاس ہوئے ان میں سندھ کے وزیر تعلیم نے اسی وجہ سے شرکت نہیں کی کہ نصاب کی ذمہ داری وفاقی حکومت کی نہیں بلکہ صوبوں کی ہے۔ جب صوبوں میں اتفاق نہیں تو یکساں نصاب کا نفاذ کیسے ممکن ہے؟ اس کے لیے ایک اعلیٰ تعلیمی کمیشن کی تشکیل کی ضرورت ہے جو تمام اسٹیک ہولڈرز کو اعتماد میں لے اور اتفاق رائے ہونے کی صورت میں یکساں نصاب کے حوالے سے فیصلہ کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے نہ کہ شب خون مارنے کی کیفیت برپا کی جائے۔

دینی مدارس کے نصاب کی تبدیلی کی بات ہو رہی ہے، مگر دینی حلقوں کو اعتماد میں لینا گوارا نہیں کیا گیا۔ ویسے بھی نصاب میں بتدریج تبدیلی ہوا کرتی ہے، یک دم سب کچھ ممکن نہیں ہوتا۔ پاکستان میں تعلیم کے حوالے سے اظہاریے جو صورت حال پیش کرتے ہیں وہ کچھ یوں ہے: صرف واجبی خواندہ افراد جو اپنا نام لکھنا اور پڑھنا جانتے ہوں، انہیں خواندہ تسلیم کر کے اعداد و شمار نکالے جائیں تو یونیسکو کی 2013ء کی رپورٹ کے مطابق شرح خواندگی میں پاکستان 221 ممالک میں 180 ویں نمبر پر تھا۔ 2014ء میں شرح خواندگی 56.98 فیصد تک تھی جبکہ غیر سرکاری اعداد و شمار شرح خواندگی اس سے کہیں کم بتاتے ہیں۔ یوں سرکاری اور نجی سطح پر تعلیم کے باوجود جس ملک کی شرح خواندگی یہ ہو وہ کیسے ترقی کر سکتا ہے؟ حکومت یہاں تو سرمایہ کاری کر نہیں سکتی تا کہ شرح خواندگی بڑھے، وہ مدارس کو کیسے افراد کار اور وسائل مہیا کر سکے گی؟ اس وقت حکومتی موقف سامنے رکھا جائے تو مدارس کے ذمہ داران اور وفاقوں کے تحفظات بجا نظر آتے ہیں۔

بی بی سی اردو ڈاٹ کام کے ایڈیشن کا عنوان ملاحظہ ہو''کیا اس بار حکومت مدارس پر اپنی رٹ قائم کر سکے گی؟ اس میں سابق ڈی جی آئی ایس پی آر میجر جنرل آصف غفور کا یہ جملہ نقل کیا گیا کہ''پاکستان نئی پالیسی متعارف کروا رہا ہے، جس سے 30 ہزار مدارس پر ریاست کا کنٹرول بڑھے گا، یہ مدارس دنیا میں عسکریت پسندی برآمد کرنے کے نام سے پہچانے جا رہے ہیں۔'' پھر وفاقی وزیر تعلیم شفقت محمود کا یہ بیان بھی اس ایڈیشن کا حصہ ہے کہ پیغام بالکل واضح ہے کہ جو مدرسہ رجسٹریشن نہیں کروائے گا اسے بند کر دیا جائے گا، مدارس کو ملکی قانون کا احترام کرنا ہوگا، نفرت آمیز زبان اور ریاست مخالف کارروائیاں برداشت نہیں کی جائیں گی، مدارس کو نصاب، طلبہ کی تعداد، ان کا پس منظر اور فنڈنگ کے ذرائع ظاہر کرنا ہوں گے۔ ممکن ہے کہ ان تمام طلبہ کو ملک کے دیگر مدارس میں منتقل کر دیا جائے جن کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومت کے پاس رجسٹریشن ہوگی۔

اس سے حکومت کے ارادوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یکساں نصاب کا کلہاڑا صرف مدارس کے لیے ہوگا۔ جب امریکی ادارہ ''یوایس کمیشن برائے انٹرنیشنل ریلیجس فریڈم'' نصاب کی تیاری اپنے کارندوں کے ذریعے کررہا ہوتو اس کے مقاصد سمجھنے میں کوئی مشکل نہیں ہوتی۔ دینی مدارس کے وفاقوں کو محب وطن دینی حلقوں کے تحفظات پر نظر رکھتے ہوئے اس حکومتی اقدام کے خلاف رائے عامہ کو منظم کرنا چاہیے تھا۔ وفاق المدارس العربیہ کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کا یہ کہنا کہ ''معاہدات'' پر ان کی روح کے مطابق عمل نہ ہوا تو ''اتحاد تنظیمات مدارس'' اس کا پابند نہیں ہوگا، درست قدم ہے اور یہ تمام دینی مدارس کے ذمہ داران اور طلبہ کی دل کی آواز ہے۔ یکساں نصاب تعلیم سے جب تمام پرائیویٹ تعلیمی نیٹ ورک باہر کردیے گئے ہیں تو اسے کیسے یکساں نصاب قرار دیا جاسکتا ہے؟ اس کی روک تھام کے لیے جدوجہد کی ضرورت ہے تاکہ دینی حلقوں کا اضطراب ختم ہو۔

میرے صیاد کی تعلیم کی ہے دھوم گلشن میں
یہاں جو آج پھنستا ہے وہ کل صیاد ہوتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ملک محمد حسین

تعلیمی اور اسلامی معاملات کے ذمہ داروں سے

ایک مدرس کی اپیل

علماء کرام، دینی جماعتوں، دینی مدارس اور ان کے وفاقوں، اسلامی سکولوں اور ان کی چینز، اسلامی ذہن کے صحافیوں اور اینکر پرسنز سے درخواست ہے کہ وہ یکساں نصاب کے نام پر پاکستانی نظام تعلیم کو مغربی سیکولر لابی کی دست برد سے بچانے کے لیے متحرک ہوں

یکساں قومی تعلیمی نصاب کے نفاذ کا مستحسن حکومتی نظم بد قسمتی سے سیکولر اور بے دینی لابی کا یک طرفہ عمل بنتا نظر آ رہا ہے۔ دسمبر ۲۰۱۹ء میں سنگل نیشنل کری کولم کا پہلا مسودہ جاری کیا گیا جس پر تنقید اور تبصرہ جاری ہے۔ ۲۰ جنوری بروز سوموار نیشنل کری کولم کونسل کا اسلام آباد میں اجلاس ہوا جس کی صدارت معروف سیکولر دانشور جناب جاوید جبار، ایڈوائزر وفاقی وزارت تعلیم و پروفیشنل ٹریننگ نے کی۔ اس اجلاس میں آغا خان فاؤنڈیشن، لمز، ایس ڈی پی آئی، بیکن ہاؤس سکولز، سول سوسائٹی، پرائیویٹ سیکٹر، خیبر پختون خواہ، گلگت بلتستان اور پنجاب لوک سنگت کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اوپر دی گئی شرکاء کی فہرست سے صاف ظاہر ہے کہ صرف لبرل اور بے دین سیکولر لابی کے نمائندوں کو بلایا گیا جب کہ مذکورہ یکساں قومی نصاب تعلیم تمام سرکاری وغیر سرکاری سکولوں بشمول دینی مدارس میں نافذ ہونا ہے۔ اس اجلاس میں نصابی مسودات کے ریویو کے ساتھ فیصلہ کیا گیا کہ نصاب میں مقامی صوبائی زبانوں کو پڑھانا بھی شامل کیا جائے اور صوبائی حکومتیں اگر چاہیں تو مادری زبان کو وسیلہ تعلیم (Medein of instsuction) کے طور پر اختیار کر لیں تاہم ریاضی اور سائنس پہلی جماعت سے ہی انگریزی میں پڑھائی جائیں گی۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب تمام سرکاری سکول دستور کے مطابق اسلام اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظریہ پاکستان کے مطابق تعلیم دینے کے پابند ہیں اور پرائیویٹ سیکٹر کے تقریباً ڈیڑھ لاکھ سکولوں میں بچانوے فیصد سکول راست اسلامی فکر رکھنے والے افراد اور این جی اوز کے تحت چل رہے ہیں۔ ساتھ ہی ۳۵ ہزار کے لگ بھگ دینی مدارس ہیں جن میں حکومتی عزم کے مطابق یہی یکساں قومی نصاب نافذ ہونا ہے تو اس یکساں قومی نصاب کی تشکیل و تدوین کے فیصلے لبرل سیکولر لابی کے ہاتھوں میں کیوں دیے جا رہے ہیں؟ ہماری تحقیق کے مطابق ہمارے تعلیمی نصاب اور درسی کتب پر پچھلی تین دہائیوں سے مغربی، امریکی اور لبرل سیکولر لابی نظر رکھے ہوئے ہے۔ بیرونی سطح پر یو ایس کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی (USCIRF)، مذہبی امتیاز کا بین الاقوامی سنٹر (IRDC) برطانیہ کا ڈی ایف آئی ڈی (DFID) اور جرمنی کا بین الاقوامی امداد کا ادارہ GTZ کام کرتے رہے ہیں جب کہ اندرون ملک ایس ڈی پی آئی (SDPI) اور بعض دیگر این جی اوز جنہیں بیرونی فنڈنگ ہوتی ہے ہمارے نصاب اور درسی کتب کو ہدف تنقید بناتی رہی ہیں۔ بہانہ یہ بنایا جاتا ہے کہ نصاب اور درسی کتب میں اقلیتوں کے خلاف نفرت آلود مواد ہے نیز اسلامیات اور اسلامی تصورات کو سکولوں میں پڑھایا جاتا ہے جس سے اقلیتوں کے حقوق متاثر ہوتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جس ملک میں ۹۷ فیصد مسلمان ہوں اور تین فیصد غیر مسلموں میں بھی کوئی ایک مذہب کے پیروکار بھی پوری ملکی آبادی کا ایک فیصد بھی نہ ہوں تو کیا ۹۷ فیصد آبادی کے حقوق سلب کرتے ہوئے ان کی آئندہ نسلوں کو اپنے دین، اپنے نظریۂ حیات اور اپنے کلچر سے بے بہرہ رکھا جائے۔ حد یہ ہے کہ یو ایس کمیشن برائے بین الاقوامی مغربی آزادی کی ۲۰۱۹ء کی رپورٹ میں سکولوں میں قرآن کی لازمی تعلیم کو سخت ہدف تنقید بنایا گیا ہے اور اسے ختم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مذکورہ امریکی کمیشن نے اپنی اسی ۲۰۱۹ء کی رپورٹ میں پاکستان کی درسی کتب میں شامل ۷۰ اسلامی تصورات کو بھی ہدف تنقید بنایا ہے اور انہیں درسی کتب سے نکالنے کا حکم دیا ہے۔ وفاقی وزارت تعلیم کے نئے نصابی مسودے کا جائزہ بتاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ امریکی حکومت کی تابعداری کرتے ہوئے مذکورہ ۷۰ اسلامی تصورات کو خارج کردیا گیا ہے۔ ثبوت کے لیے اسلامیات کے نصاب کا ملاحظہ ہی کافی ہے جس سے جہاد اور غزوات خارج کردیے گئے ہیں۔

ہم نصاب سازی کے جس پہلو کی طرف خصوصی توجہ دلانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر مجوزہ یکساں قومی نصاب تعلیم تمام تعلیمی اداروں بشمول دینی مدارس میں نافذ ہونا ہے تو تمام سرکاری اور غیر سرکاری تعلیمی ادارے نیز دینی مدارس سٹیک ہولڈرز (Stake Holders) ہیں جب کہ نیشنل کری کولم کونسل اور نصابی کمیٹیوں میں شامل کیے جانے والے لبرل سیکولر حضرات وخواتین سٹیک ہولڈرز نہیں ہیں۔ نام نہاد سول سوسائٹی کن سکولوں کو چلارہی ہے۔ آغا خان فاؤنڈیشن کے کتنے سکول ہیں؟ وہ کن سکولوں کا انتظام وانصرام چلاتی ہے؟ بیکن ہاؤس سکولز کی تعداد دو چار سو ہوگی لیکن وہ تو اولیول اور اے لیول کے برٹش سسٹم کے ساتھ ہیں۔ اور یہ پنجاب لوک سنگ والے کس تعلیمی نظام کے سٹیک ہولڈرز ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ وفاقی وزارت تعلیم اور شعبہ نصابات میں موجود سرکاری کارندے اپنی پسندیدہ لابی کی خوشنودی پوری قوم پر لادنا چاہتے ہیں۔

یہ ایس ڈی پی آئی، جی ٹی زیڈ اور یو ایس کمیشن فار انٹرنیشنل ریلیجس فریڈم والے اس لحاظ سے تعریف کے قابل ہیں کہ وہ عشروں سے پاکستان کے تعلیمی نصاب، درسی کتب اور خصوصاً دینی مدارس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ سال ۲۰۰۰ء سے پہلے انہیں بہت زیادہ کامیابی نہیں مل رہی تھی لیکن جنرل مشرف کے دور میں یہ ادارے کافی آگے بڑھے اور جی ٹی زیڈ کی عملی کوششوں سے ۲۰۰۶ء کا نصاب تیار کر کے سکول سطح پر نافذ کیا گیا۔ یو ایس کمیشن کے مطابق یہ مثالی تو نہیں تھا لیکن اسّی فیصد ان کی خواہشات پوری کرتا تھا۔ اب یہ ۲۰۱۹ء کا نصاب بنیادی طور پر ۲۰۰۶ء کا نصاب ہی ہے لیکن اس میں بڑھی ہوئی امریکی ترجیحات اور اندرون ملک سیکولر لابی کے اہداف کو سامنے رکھتے ہوئے کافی تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ خاص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طور پر ویلیوز ایجوکیشن کے عنوان کے تحت ہیومنزم کے بے خدا اور کافرانہ نظریات اور اقدار کو نصاب کی اساس بنایا گیا ہے۔

ہم یہاں دینی مدارس، دینی مدارس کے پانچوں وفاقوں، علماء کرام اور اسلامی جذبے سے سرشار سکول سسٹمز خصوصاً حرا سکولز، دارِ ارقم سکولز، منہاج سکولز، دعوہ سکولز، نالج سکولز، الائیڈ سکولز، نیشنل ایسوسی ایشن فار ایجوکیشن کے ہزاروں سکولز اور اسلامی ذہن رکھنے والے ہزاروں انفرادی سکولوں کے منتظمین سے گزارش کرتے ہیں کہ یکساں قومی تعلیمی نصاب کے خوبصورت نام کے تحت لبرل سیکولر اور ہیومنزم کی آئیڈیالوجی پر مبنی نصاب کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں نیز ہم وفاقی وزارتِ تعلیم کے اربابِ حل وعقد سے بھی گزارش کرتے ہیں کہ وہ اس عظیم قومی اور قابل مبارک باد منصوبے کو لبرل سیکولر لابی کے عزائم کی بھینٹ نہ چڑھنے دیں۔ نیشنل کری کولم کونسل اور نصابی کمیٹیوں میں حقیقی سٹیک ہولڈرز کو شامل کر کے اسلامی بنیادوں پر ایک اعلیٰ قومی تعلیمی نصاب تشکیل دیں تا کہ یہ منتشر قوم اتحاد و یکجہتی کی طرف قدم بڑھائے نیز آمرانہ حکومتی پالیسیوں کی وجہ سے خدانخواستہ ہم کسی اور عفریت کا شکار نہ ہو جائیں۔ ہم قومی سطح کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے اربابِ حل وعقد، کالم نگاروں اور راست فکر اینکر پرسنز سے بھی استدعا کرتے ہیں کہ وہ اپنا قومی فریضہ ادا کرنے میں ہماری آواز میں اپنی توانا آواز ملائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ملک محمد حسین

قومی تعلیم ہیومنزم اور لبرل ازم کے نرغے میں

علماء کرام اور محب اسلام حلقوں کے لیے الرٹ نوٹس

مرکزی وزارت تعلیم اور پروفیشنل ٹریننگ حکومت کے یکساں نظام تعلیم کے عزم کی تکمیل کے لیے آج کل واحد قومی نصاب (سنگل نیشنل کریکولم) کے نام سے نصاب سازی کے آخری مراحل میں ہے۔ سنگل نیشنل کریکولم کے مسودے پر البرہان میں ہم اپنے تحفظات کا اظہار کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک کے باخبر تعلیمی حلقوں، بعض جید علماء کرام اور بعض اساتذہ تنظیموں نے بھی مذکورہ سنگل نیشنل کریکولم کے مواد، بنیادی ڈھانچے اور اس میں کارفرما ہیومنزم پر مبنی ویلیوز پر اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ وزیراعظم عمران خان تو اسلام، نظریہ پاکستان اور ریاست مدینہ کی بات کرتا ہے لیکن اس کے ساتھی، اس کی ٹیم اور وفاقی وزارتِ تعلیم خصوصاً نیشنل کریکولم کونسل میں کام کرنے والے لوگ سیکولر، لبرل اور فارن ڈونر ایجنسیوں کے ساتھ بعض بیرونی قوتوں کے زیر اثر کام کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ جو نصاب بنایا جا رہا ہے وہ خدا منکر نظریے یعنی ہیومنزم کے نظریے پر تیار کیا جا رہا ہے۔ اس میں کارفرما اقدار مکمل طور پر برطانیہ اور امریکہ کے ہیومنسٹ مراکز اور آسٹریلین ایجوکیشن سے لی گئی ہیں۔ پاکستان مسلمانوں کا ملک ہے اور اس کا دستور تقاضا کرتا ہے کہ اسلامی اقدار کو اساس بناتے ہوئے تعلیم کی تشکیل کی جائے اور نصاب سازی، درسی کتب اور تعلیمی اداروں کا سماجی ماحول اسلامی اقدار کا آئینہ دار ہو تبھی جناب وزیراعظم عمران خان کے ریاست مدینہ کے عزم کی تکمیل ہوگی ورنہ صورتِ حال یہ ہوگی کہ حکومت کے عزائم کچھ ہوں گے، دستوری تقاضے اور قومی تقاضے کچھ اور ہوں گے اور تعلیم کا پورا عمل کچھ اور ہی راگ الاپ رہا ہوگا۔ یہ نصاب چونکہ واحد قومی نصاب ہوگا اور سرکاری اور پرائیویٹ سکولوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ دینی مدارس میں بھی نافذ ہوگا تو موجودہ سیکولر، لبرل اور ہیومنزم کی بنیاد پر بنایا گیا نصاب اسلامی ذہن کے سکولوں اور دینی مدارس میں قابل قبول نہیں ہوگا۔ ہم حکومت کو بروقت خبردار کررہے ہیں کہ وفاقی وزارتِ تعلیم کے شعبہ نصاب کی کارستانیوں کی بروقت خبر لے اور پیشتر اس کے کہ وزیر اعظم عمران خان کا یکساں نظامِ تعلیم کا قابل تبریک تصور ناکامی سے دوچار ہو اس پر ابھی سے توجہ دی جائے اور قومی امنگوں، اسلامی نظریے اور عصری تقاضوں کے مطابق موزوں نصاب تعلیم قوم کو دیا جائے۔

اس ضمن میں مزید اطلاعات یہ ہیں کہ آغا خان فاؤنڈیشن کے کچھ کارندے بھاری مشاہروں پر نیشنل کریکولم کونسل میں برسرِ کار ہیں نیز مذکورہ نصاب کو فائن ٹیوننگ اور ویلیوایڈیشن کے لیے آغا خان یونیورسٹی کو ٹھیکہ دیا گیا ہے نیز انٹر بورڈ کمیٹی آف چیئرمین کی سربراہی آغا خان یونیورسٹی ایگزامی نیشن بورڈ کو سونپ دی گئی ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جناب وفاقی وزیر تعلیم نے کارِ تعلیم آغا خان یونیورسٹی اور اس کے اعضا و جوارح کو سونپ دیا ہے۔ اگر وطن عزیز کے تمام سکولوں میں بشمول دینی مدارس یکساں نصاب، یکساں درسی کتب اور یکساں امتحانی نظام نافذ ہونا ہے تو آغا خان ٹولے کی بالادستی کسی صورت قبول نہیں کی جائے گی خصوصاً اسلامی ذہن کے پرائیویٹ سکولز اور دینی مدارس تو آغا خانی انتظامات تعلیم کے آگے سر نہیں جھکائیں گے حتیٰ کہ سرکاری سکول اور سرکاری سکولوں کی اساتذہ تنظیمیں بھی احتجاج کریں گی اور آغا خانی اقدامات کے ساتھ لبرل سیکولر اور ہیومنزم کی کافرانہ آئیڈیالوجی کو وفاقی وزارتِ تعلیم کے منہ پر دے ماریں گے اور نیشنل کریکولم کے حوالے سے یوایس کمیشن آن ریلیجس فریڈم کے ساتھ برطانیہ کی این جی او واٹر ایڈ (Water Aid) کی ڈکٹیشن پاکستان کے غیور اساتذہ، طلبہ اور ان کے والدین کبھی قبول نہیں کریں گے۔

بدقسمتی یہ ہے کہ مذکورہ نصاب چونکہ کمپیوٹر کٹ اینڈ پیسٹ (Cut and Paste) کے ذریعے امریکن اور آسٹریلین نصاب کی نقل کرکے بنایا جارہا ہے اس لیے وہ ہماری قومی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دینی اور معاشرتی ضروریات پوری نہیں کرتا نیز اس نصاب کی تشکیل میں نہ ماحول کا خیال رکھا گیا ہے نہ طلباء کی ذہنی سطح کا خیال رکھا گیا ہے۔تو اس وجہ سے ہم سمجھتے ہیں کہ نصاب کا موجودہ مسودہ ناقابل عمل ہے اور اگر اسے آمرانہ طریقے سے قوم کے بچوں کے سر تھوپا گیا تو معیارِ تعلیم اور مقدارِ تعلیم کا رہا سہا بھرم ختم ہوجائے گا اور نتیجہ تعلیمی انتشار ہوگا۔سب سے بڑا خدشہ یہ ہے کہ وزیر اعظم کا یکساں قومی نظامِ تعلیم کا خواب پورا نہیں ہو پائے گا۔ بیرونی قوتوں کا تو اپنا ایجنڈا ہوتا ہے اور آغا خان لابی کا اپنا ایجنڈا ہوگا لیکن ہمارا ایجنڈا تو یکساں نصاب اور یکساں نظام تعلیم ہے جس کے نتیجے میں ہم قومی یکجہتی اور قومی ترقی چاہتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے ذہن، اپنے کلچر اور اپنی قومی روایات کا تسلسل بھی چاہتے ہیں۔کہیں ایسا نہ ہو کہ ویلیوز ایجوکیشن کے نام پر ہماری نوجوان نسل کو کسی اور ہی راستے پر لگا دیا جائے لہٰذا ہم علماء کرام اور محب وطن محب اسلام حلقوں سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ بروقت نوٹس لیں اور تعلیم کے شعبے کو غیروں کے ہاتھوں اغوا ہونے سے بچائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد امین

تعلیم کی اہمیت سے انکار خودکشی ہے

علماء کرام اور دینی قوتیں توجہ فرمائیں

یکساں نصاب کے نام پر حکومت اسلام کی بجائے غیر ملکی ایجنڈا قوم پر مسلط کر رہی ہے۔ دینی قوتیں اسے ہلکا نہ لیں بلکہ مل کر تحریک چلائیں تاکہ حکومت کو یہ نصاب واپس لینا پڑے

کوئی بھی شخص جو عاقل ہو تعلیم کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا۔ فرد اسی سے بنتا ہے، معاشرہ اسی سے قوی ہوتا ہے اور ریاست اسی سے پروان چڑھتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں چار دفعہ اپنے آخری پیغمبر سے فرمایا کہ لوگوں کو کتاب وحکمت کی تعلیم دو اوران کی تربیت وتزکیہ کرو۔ صحیح تعلیم وتربیت انسان کی دنیا وآخرت میں کامیابی کی کلید ہے اوراس کے بغیر ناکامی ورسوائی ہے۔ اس لیے دوسری قومیں بھی تعلیم کو اہمیت دیتی ہیں اور تعلیم کا نظام اپنے نظام عقائد پر استوار کرتی ہیں۔ خود ہم اپنے حالات کا جائزہ لیں تو دیکھ سکتے ہیں کہ انگریز نے ہمیں غلام بنائے رکھنے کے لیے ہمارا نظام تعلیم بدلا اور اسے اپنے عقیدے اور اپنی تہذیب پر استوار کیا۔

ہمیں اگر دنیا میں سربلندی اور آخرت کی کامیابی درکار تھی تو قیام پاکستان کے ساتھ ہی ہمیں پہلا قدم یہ اٹھانا چاہیے تھا کہ اپنا نظام تعلیم درست کر لیتے۔ انگریز حکومت کے بنائے ہوئے نظام تعلیم کو خیرباد کہتے اور اسلامی تناظر میں اس کی تشکیل نو کرتے لیکن ہم نے کچھ نہ کیا اور قسطوں میں تھوڑا تھوڑا پیچ ورک کرتے رہے۔ دینی مدارس کا نظام جو ہم نے انگریزی دور میں عارضی طور پر مسلم معاشرے کے تحفظ وبقا کی خاطر صرف چند بنیادی مضامین کی تدریس کے لیے بنایا تھا، اسے بھی جامع بنا لیتے تاکہ نوزائیدہ مسلم مملکت کو اسلام کے مخلص اور جانثار کارکن میسر آتے لیکن ہم نے سستی دکھائی اور اسے جوں کا توں جاری رکھا۔ ہم بانگ دہل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں کہ پاکستان کے ایک موثر اسلامی ریاست نہ بننے کی بنیادی وجہ اس کے نظام تعلیم کا درست نہ ہونا ہے اور پاکستان کو اس وقت تک ترقی دے کر ایک مستحکم ملک نہیں بنایا جاسکتا جب تک اس کے نظام تعلیم کو اسلامی اصولوں پر استوار نہیں کیا جاتا کیونکہ پاکستانی معاشرے میں ۹۷ فیصد لوگ مسلمان ہیں اور وہ مسلمان رہنا چاہتے ہیں۔

ہماری بدقسمتی کہ جو حکومت بھی آتی ہے وہ اس ضمن میں پہلی سے زیادہ کوتاہی کی مرتکب ہوتی ہے۔ تحریک انصاف کی حکومت آئی تو اس نے قومی یکجہتی کے لیے یکساں نصاب کا نعرہ لگایا۔ ظاہر ہے ہمارے درمیان یکسانی اور یکجہتی کی سب سے بڑی قوت ہماری اسلام سے وابستگی اور مسلمان ہونا ہے لیکن اس ملک کے سیکولر حکمرانوں نے یکساں نصاب کو اسلام پر استوار کرنے کی بجائے مغربی تہذب کے ہیومنزم اور سیکولرزم پر استوار کرنا شروع کر دیا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ مغرب زدہ جدید تعلیم کو اسلام کے مطابق ڈھالتی، اس نے دینی مدارس کے نظام کو بدل کر اسے عصری تعلیم کے نام پر سیکولر اور لبرل بنانا شروع کر دیا ہے۔

حکومت یہ تو نہیں کہتی کہ ہم انگلش میڈیم سکول بند کر دیں گے، اے اور او لیول کے امتحان بند کر دیں گے لیکن یہ ضرور کہتی ہے کہ دینی مدرسے بھی اس مغرب زدہ جدید نظام تعلیم کو اپنالیں تا کہ وہ بھی سیکولر اور لبرل ہو جائیں۔ یہ الٹی گنگا بہانے کا طریق کار ہے کہ یکساں نصاب کے نام پر دینی مدارس اور پبلک و پرائیویٹ سکولوں میں جو بچا کھچا اسلام تھا اسے بھی نکال دو اور اس کی جگہ ہیومنزم اور اس کی اقدار لے آؤ۔

ہم دینی قوتوں سے کہتے ہیں کہ وہ بیدار ہوں، مل کر تحریک چلائیں اور حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ یکساں نصاب کے نام پر ہم مغربی فکر و تہذیب کی بالادستی کو قبول نہیں کریں گے۔ ہمیں ہیومنزم اور اس کی اقدار نہیں، اسلام اور اس کی اقدار چاہئیں تا کہ ہمارے بچے مسلمان بنیں نہ کہ کالے انگریز یا آدھے تیتر آدھے بٹیر بن کر غیر مؤثر ہو جائیں اور بے کردار بن جائیں۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ یہ نظریاتی سطح پر ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام اور اسلامی اقدار کو چھوڑ کر مسلمان بچوں کو ہیومنزم جیسے انکارِ خدا پر مبنی مغربی فلسفے اور اس کی اقدار کی تعلیم دینا نظریاتی خودکشی ہے جس سے ہمیں اپنے آپ کو بچانا ہے۔ یہ ہماری نسلوں کی بربادی کا مسئلہ ہے لہٰذا ہم اس پر بے حسی اختیار نہیں کر سکتے اور خاموشی سے یہ سب کچھ ہوتا نہیں دیکھ سکتے۔

ہم مولانا فضل الرحمن صاحب سے کہتے ہیں کہ وہ صرف دینی مدارس کا مسئلہ ہی نہ اٹھائیں بلکہ جدید تعلیم کو اسلام کے مطابق بنانے کا ایشو بھی اٹھائیں۔ یہ بھی اہم ہے بلکہ اہم تر ہے کیونکہ دینی مدارس میں چند لاکھ بچے پڑھتے ہیں جبکہ جدید تعلیمی اداروں میں ہمارے ۴ کروڑ بچے زیر تعلیم ہیں۔ ہم جماعت اسلامی کے سراج الحق صاحب سے، ساجد میر صاحب سے، دینی مدارس کے وفاقوں کے سربراہوں سے اور دیگر ساری دینی جماعتوں اور اداروں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس مسئلے پر متحد ہوں، اسے اٹھائیں اور حکومت کو مغربی ایجنڈا مسلمانوں پر مسلط نہ کرنے دیں۔ اگر ہم نے یہ جنگ بھی ہار دی تو پھر ہم کہیں پیر نہ ٹکا سکیں گے۔ ہمارے دفاعی مورچے ایک ایک کر کے گرتے جا رہے ہیں۔ اگر یہی حالت رہی تو اسلام اور نظریۂ پاکستان کے لیے بحر ہند کی لہریں ہی بچیں گی۔ اور ظاہر ہے ہمیں اپنے آپ کو اس انجام سے بچانا ہے۔ لہٰذا خدا کے لیے اٹھیے اور حرکت میں آیئے۔ یہ وقت دوا بھی ہے اور وقت دعا بھی ورنہ مغربی تہذیب کا ریلا ہمیں سمندر میں بہا لے جائے گا اور پھر ہم نوحے لکھتے رہ جائیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالخالق وٹو

پاکستان کے تعلیمی نصاب کے لیے 'امریکی کمیشن برائے مذہبی آزادی' کی تجاویز

نصاب کی تیاری (کیریکولم ڈیولپمنٹ) کے عنوان پر امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی (یوایس سی آئی آر ایف) نے مقامی این جی او (پی ای ایف) کی مشاورت کے ساتھ پاکستانی نصاب میں اپنی پیش کردہ تجاویز کو شامل کرنے پر اصرار کیا ہے جیسا کہ

(۱) سکولوں کی کتب میں سے ''صرف اسلام ہی سچا مذہب ہے'' جیسی باتوں پر زیادہ اصرار ختم کیا جائے۔

(۲) تمام جماعتوں کی نصابی کتب میں جنگوں اور جنگی ہیروز کو زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق محمد بن قاسم کی فتحِ سندھ اور سلطان محمود غزنوی کا 17 مرتبہ سندھ پر حملہ فخریہ انداز سے ہر نصابی کتاب میں موجود ہے۔ فنونِ لطیفہ، تعمیرات اور ثقافت کو نظر انداز کر کے صرف فتح سندھ اور 17 حملوں کو برِصغیر میں تہذیب کا آغاز قرار دینا نصاب کتب کا بنیادی مسئلہ ہے۔

(۳) یہ کہ آزادی کے بعد کی تاریخ میں بھارت کے ساتھ جنگوں پر بھی زیادہ زور دیا گیا ہے جبکہ امن کے اقدامات کی کوششوں کو زیادہ تر نظر انداز کیا گیا ہے جس سے غیر متوازن تاریخی نصاب سامنے آتا ہے جس میں تمام تر توجہ دیرینہ تنازع پر مرکوز رکھی گئی ہے۔ یہ تنگ نظر قوم پرستی پاکستانیوں کو صرف سطحی حد تک تعلیم دینے کے کام آتی ہے۔

(۴) رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اسی این جی او نے جو پہلے سفارشات پیش کی تھیں ان ہی کی بنیاد پر پنجاب اور خیبر پختونخوا کے سرکاری اسکولوں کی نصابی کتب میں تبدیلیاں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جا چکی ہیں۔

(۵) رپورٹ کے مطابق، معاشرتی علوم، مطالعہ پاکستان اور تاریخ کی نصابی کتب کے ذریعے طلبا کو تاریخ کا وہ رُخ پڑھایا جاتا ہے جو پاکستان کی قومی مذہبی شناخت کو فروغ دیتا ہے اور اکثر بھارت کے ساتھ تنازعات کو مذہبی تناظر میں پیش کیا جاتا ہے۔

(٦) رپورٹ میں قومی نصاب میں اسلامی عقیدے پر اصرار کی مخالفت کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ پاکستان میں مذہبی تنوع کے باوجود نصاب کے ذریعے اسلامی عقیدہ پڑھانے پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے، اسلام کو پاکستان اور اس کی شناخت کی اعلیٰ ترین خاصیت قرار دیا جاتا ہے۔

(۷) رپورٹ میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی اردو کی کتاب برائے دسویں جماعت صفحہ 23 کی مثال پیش کی گئی ہے: ''اسلامی مذہب، ثقافت اور معاشرتی نظام غیر مسلموں کے نظام سے مختلف ہے؛ لہٰذا، ہندوؤں کے ساتھ تعاون کرنا ان کیلئے ممکن نہیں۔''

(۸) رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ تازہ ترین تحقیق کے نتیجے میں وہ سب درست ثابت ہوا ہے جو 2011ء کی تحقیق میں سامنے آیا تھا اور نصابی کتب میں فرقہ پرستی اور اسلام کے نظریات اور خیالات پر زیادہ توجہ مرکوز رکھی جاتی ہے، ان خیالات کا اختلاط ایک ایسی ریاست بنانے کی کوشش ہے جس کی بنیاد مذہب ہے اور اسی پالیسی پر بھٹو، ضیاء، نواز شریف اور مشرف حکومت نے 1971ء سے 2008ء تک عمل کیا۔ . رپورٹ میں مندرجہ ذیل سفارشات بھی پیش کی گئی ہیں:

(۱) آئین میں تمام پاکستانیوں کو جس طرح کی مذہبی آزادی کی ضمانت فراہم کی گئی ہے اس کی جھلک نصابی کتب کے مواد میں بھی نظر آنی چاہئے۔ پاکستان کے آئین میں جس طرح کی مذہبی آزادی اور برداشت اور بین الاقوامی ذمہ داریوں کے حوالے سے تحفظ کی بات کی گئی ہے وہ تمام باتیں طلبا کو بھی پڑھائی جانی چاہئیں، آئین میں اقلیتوں کو حاصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقوق اور ضمانتوں پر عملدرآمد کے ذمہ دار صوبائی وزرائے تعلیم ہونا چاہئیں، طلبا کو دیگر مذاہب کی قیمت پر کوئی بھی مذہبی مواد نہیں پڑھانا چاہیے، آئینِ پاکستان کی ضمانت کے مطابق، غیر مسلم طلبا کو اسلامی نصاب نہیں پڑھانا چاہیے۔

(۲) عقیدے کی منفی تلقین (نیگیٹو اِن ڈاکٹری نیشن) کا سلسلہ بند ہونا چاہیے اور تعلیم و تربیت کیلئے ایسا غیر جانبدار مواد اختیار کیا جائے جس سے تعلیم کیلئے تنقیدی نقطہ نظر بیدار ہو۔

(۳) نصاب کے ذریعے خوف کے احساس کی بجائے تعمیری حب الوطنی کا جذبہ بیدار ہونا چاہیے، مغربی ممالک اور عیسائیت کے حوالے سے تعلیمی لحاظ سے زیادہ بہتر اور درست رویہ اختیار کیا جانا چاہیے تاکہ طلبا کو سنی سنائی باتوں سے باز رکھا جا سکے جو انہیں سازشی نظریات سوچنے پر مجبور کرتی ہیں۔

(۴) نصاب کتب میں ''صرف اسلام ہی درست مذہب ہے'' پر زیادہ اصرار دینے کا سلسلہ بند کیا جائے، پرامن بقائے باہمی اور پاکستان کے مذہبی تنوع کا اعتراف کر کے طلبا کو تمام مذاہب کا احترام سکھایا جائے، نصابی کتب میں اقلیتوں کے ہیروز کا ذکر بھی مناسب حد تک شامل کیا جائے، سائنس، ادب، طب اور کھیلوں کے شعبے سے تعلق رکھنے والی تمام عقائد سے تعلق رکھنے والی شخصیات کے متعلق بھی پڑھایا جانا چاہیے۔

(۵) حذف کردہ تاریخی باتیں اور مختلف واقعات کو غلط طریقے سے پیش کرنے جیسی باتیں بھی نصابی کتب سے خارج کی جائیں تاکہ متنازع تاریخ نویسی سے گریز کیا جا سکے، ساتھ ہی مختلف نقطہ ہائے نظر بھی پڑھائی میں شامل کیے جانا چاہئیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 2010ء اور 2011ء میں، انٹرنیشنل سینٹر فار ریلیجن اینڈ ڈپلومیسی (آئی سی آر ڈی) نے پاکستان کے پرائمری اور سیکنڈری تعلیمی نظام کا جائزہ لیا تاکہ اساتذہ، جماعت کے ساتھیوں اور نصاب میں مذہبی اقلیتوں بالخصوص ہندوؤں اور مسیحی افراد کے ساتھ روا رکھے جانے والے تعصب اور عدم برداشت کا جائزہ لیا جا سکے۔ اس ضمن میں کی جانے والی تحقیق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے نتائج اور آئی سی آر ڈی کے تجزیات اور سفارشات پر مشتمل رپورٹ 2011ء میں یو ایس سی آئی آر ایف نے ''تصویر کشی: پاکستان میں تعلیم اور مذہبی امتیاز'' کے عنوان سے شایع کی تھی۔ بعد میں یہ بتایا گیا تھا کہ مذہبی عدم برداشت پر مشتمل مثالوں میں اکثریت یعنی 16رکو نصابی کتب سے خارج کر دیا گیا ہے، جبکہ تین مثالوں کے حوالے سے کم وبیش کوئی تبدیلی نہیں کی گئی جبکہ 6رکو اس انداز سے تبدیل یا ان میں اضافہ کیا گیا ہے کہ اصل قابل اعتراض مواد بدستور برقرار ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ پنجاب اور خیبر پختونخوا کے نصابی بورڈز نے کسی حد تک موثر انداز سے قابل اعتراض مواد خارج کر دیا ہے جبکہ سندھ اور بلوچستان کے ٹیکسٹ بورڈز نے تعصب پر مشتمل مواد ختم کرنے کیلئے بہت کم یا پھر کوئی کوشش نہیں کی۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ نئی رپورٹ کی تیاری کیلئے 78رنئی نصابی کتب کا جائزہ لیا گیا جس سے مذہبی عدم برداشت کی 70رمزید مثالیں سامنے آئی ہیں جبکہ 24رکتب میں تعصب پر مشتمل مواد پایا گیا ہے، یہ تقریباً وہی مواد ہے جو ابتدائی طور پر کی گئی تحقیق میں سامنے آیا تھا۔ 70رمثالوں میں سے 58ریعنی 84رفیصد بلوچستان اور سندھ کی نصابی کتب جبکہ باقی پنجاب (7رمثالیں) اور خیبر پختونخوا (5 مثالیں) سے ملی ہیں۔ پنجاب اور خیبر پختونخوا کے حوالے سے کامیابیوں کا سہرا پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن (پی ای ایف) کی کوششوں کو جاتا ہے جس سے صوبائی سطح پر اس موقع پر کام کیا جب ''تصویر کشی: پاکستان میں تعلیم اور مذہبی امتیاز'' کے عنوان سے رپورٹ جاری کی گئی تھی۔ پی ای ایف کے صدر نے گورنر پنجاب چوہدری محمد سرور سے ملاقات کی اور انہیں اس رپورٹ کی نقل فراہم کی اور انہیں اقلیتوں کیخلاف نصاب میں پائے جانے والے مذہبی تعصب اور عدم برداشت سے آگاہ کیا۔ پی ای ایف نے پنجاب اور خیبر پختونخوا کے بااثر شراکت داروں کے ساتھ بھی مل کر کام کیا اور تعلیمی نصاب میں اقلیتوں کے ساتھ رکھے جانے والے ناروا سلوک اور تعصب پر مبنی مواد ختم نہ کیے جانے کی صورت میں اقلیتوں کیخلاف پرتشدد واقعات کے ممکنہ خطرات کے متعلق آگاہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھیلائی۔ اسی طرح، پی ای ایف نے خیبر پختونخوا کے کئی دورے کیے اور ایلیمنٹری اور سیکنڈری تعلیم کی وزارتوں کے حکام سے ملاقات کر کے انہیں "تصویر کشی: پاکستان میں تعلیم اور مذہبی امتیاز" کی رپورٹ فراہم کی اور ان سے درخواست کی کہ نصابی کتب سے تعصب پر مشتمل مواد خارج کیا جائے۔ رپورٹ کے مطابق، اس کے علاوہ پی ای ایف کے صدر نے پاکستان تحریک انصاف کے انتہائی سینئر مشیر سے بھی ملاقات کی اور انہیں نصابی کتب سے تعصب اور عدم برداشت پر مشتمل مواد خارج نہ کیے جانے کی صورت میں اقلیتوں کیخلاف ممکنہ تشدد کے خطرات سے آگاہ کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا سردار محمد خاں لغاری

یکساں نظامِ تعلیم اور دینی مدارس

مدارس دینیہ اسلام کے قلعے ہیں جو دینی اقدار کے امین اور ملک میں دینی تعلیم کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں۔ قال اللہ اور قال الرسول ان کی بنیاد ہے۔ مدرسہ صفہ سے شروع ہونے والے ان مدارس نے کئی نشیب وفراز دیکھے، اسلامی تعلیم کے راستہ میں بار ہا رکاوٹیں کھڑی کی گئیں۔ علماء کرام کو کلمۃ الحق کے اعلان اور دینی تعلیم نہ روکنے پر سزائیں سہنا پڑیں اور مصائب وآلام کو برداشت کرنا پڑا۔ اسباق کے پڑھانے پر پابندیاں عائد کی گئیں مگر یہ نظام تند وتیز ہواؤں کو چیرتا ہوا اپنا راستہ بناتا رہا۔ صراط مستقیم پر چلنے چلانے والوں کے قافلے تیار ہوتے رہے۔ آج بھی دینی مدارس اسی راستے پر گامزن ہیں۔ مشکلات میں گھرے ہیں مگر اسلاف کی امانت کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ سیدنا امام اعظمؒ اور سیدنا احمد بن حنبلؒ کو ملنے والی سزائیں دینی مدارس اور علمائے حق کا راستہ نہ روک سکیں۔ حضرت بقی بن مخلد بغداد میں حضرت احمد بن حنبلؒ سے سبق پڑھنے کے لیے طویل راستہ طے کرکے پہنچے تو ان کو حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے گھر کا راستہ کوئی نہیں بتاتا تھا۔ وہ لوگوں سے امام کے گھر کا راستہ پوچھتے تو لوگ راستہ بتانے کی بجائے منہ پھیر لیتے۔ بالآخر راستہ معلوم ہوگیا تو بقی بن مخلد نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت امام باہر تشریف لائے تو بقی نے عرض کیا میں دور سے آیا ہوں اور علم دین کے حصول کی طلب لے کر آیا ہوں آپ مجھے علم پڑھائیں۔ آپ نے فرمایا افریقہ سے آئے ہوگے تو بقی نے جواب دیا افریقہ سے بھی آگے سمندر کشتیوں پر عبور کرکے آیا ہوں (گویا اندلس سے آئے تھے)۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا آپ کو شاید معلوم نہیں بادشاہ نے میرے پڑھانے پر پابندی لگا رکھی ہے۔ آپ کیسے پڑھو گے؟ بقی نے عرض کیا آپ پڑھانے کے لیے تیار ہوجائیں تو میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کی گلی میں بھکاری کے بھیس میں آؤں گا، خیرات مانگتا ہوا جب آپ کے دروازے پر پہنچوں تو آپ کے دروازے پر دستک دوں گا۔ جتنی دیر کسی بھکاری کو خیرات دی جاتی ہے اتنے وقت میں سبق پڑھا دینا۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے پڑھانا قبول فرمالیا۔ بقی بن مخلد بھکاری کے روپ میں حاضر ہوتا آپ خیرات دینے کے وقت میں سبق پڑھا دیتے۔ یہ نظام پابندیوں کے باوجود رکا نہیں۔ عزیمت کے راستے پر چلنے والوں نے مشکلات کے باوجود حق کے راستے پر چلنا نہیں چھوڑا۔

برصغیر میں جو مشکلات حکومتی حلقے نے دینی تعلیم کے راستے میں کھڑی کیں، استعماری اور مغربی قوتیں رسوا ہوئیں اور ناکامی ان کا مقدر بنی۔ تعلیم کے دلدادہ رسول عربی ﷺ کے غلاموں کو کوئی طاقت متزلزل نہ کرسکی۔ اب استعماری اور مغربی قوتوں نے دینی مدارس کے نصاب اور نظام میں تبدیلی کی ٹھانی ہے۔ تنظیمات مدارس عربیہ نے حکومت سے معاہدہ کرلیا ہے۔ دینی مدارس کے زعما سے مشورہ کیے بغیر بغیر حکومت نے پرائمری سطح تک کورس مکمل کر کے شائع کردیا ہے جس کی بنیاد ہیومنزم اور لبرل ازم پر ہے حالانکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلام کے مطابق ہونا چاہیے تھی۔ کورس کے شائع ہونے پر تنظیمات مدارس دینیہ نے احتجاج تو درکنار ناپسندیدگی کا اظہار بھی نہیں کیا۔ نصابی تجاویز میں تعلیمی اقدار یعنی ویلیو ایجوکیشن کے نام سے ایک علیحدہ نصابی کتابچہ دیا گیا ہے اور دعویٰ کیا گیا ہے مجوزہ ویلیوز سارے نصاب میں پھیلا دیئے گئے ہیں۔ نصاب جسے یکساں نظام تعلیم کا نام دیا گیا ہے الفاظ کا گورکھ دھندا ہے۔ اس پر دینی طبقوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی، چنانچہ گزشتہ دنوں سنجیدہ علمی طبقہ نے ایک اجلاس منعقد کیا جس میں علامہ زاہد الراشدی، ڈاکٹر محمد امین، پیر سید محمد محفوظ مشہدی، ڈاکٹر حسن مدنی، ملک عبدالرؤف، ملک محمد حسین ماہر تعلیم، سید صالح دین، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا محمد سبطین، مولانا محمد سرفراز، حافظ انور ساجد سمیت علماء حضرات زعما کرام جبکہ راقم الحروف بھی موجود تھا۔ اجلاس نے اس تشویش کا اظہار کیا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومتی حلقے ہمیشہ اپنی رائے کو دینی مدارس پر مسلط کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر تنظیمات مدارس عربیہ پر اب کون سا دباؤ تھا یا کس خوش فہمی نے ان کو حکومتی معاہدہ پر دستخط کرنے پر مجبور کیا۔ سید محمد محفوظ مشہدی، اور راقم الحروف نے پچھلے دنوں حضرت مولانا عبدالمالک سربراہ رابطہ المدارس سے ملاقات کی تو انہیں اپنی تشویش سے آگاہ کیا تو ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ البتہ آخر میں گویا ہوئے کہ ضرورت پڑی تو مزاحمت کریں گے۔ جناب مولانا فضل الرحمن نے مدارس دینیہ کے اتحاد کے ذمہ داروں سے ملاقات کی انہوں نے سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا حکومت مدارس عربیہ کی آزادی سلب کرنے کے درپے ہے۔ مدارس پر اپنا نصاب اور نظام مسلط کرنا چاہتی ہے۔ جو حکومت خود شدید معاشی بحران کا شکار ہے ملک معاشی نقصان سے دوچار ہے غریب عوام کا گزارہ مشکل ہو چکا ہے۔ حکومت مدارس کو کچھ دے تو سکتی نہیں ان سے نصاب اور نظام بھی چھیننے کے درپے ہے۔ طرفہ تماشا کہ اس کا نام یکساں نصاب تعلیم رکھ دیا ہے حالانکہ اب بھی بہت سے ادارے حکومتی نصاب کے پابند نہیں۔ ایچیسن کالج، بیکن ہاؤس، آغا خان سکولز کا اپنا نصاب ہے تو یکساں نصابِ تعلیم کا لفظ استعمال کر کے کسے خوش کیا جا رہا ہے۔ یاد رکھیے دینی مدارس سے نصاب چھین کر آپ ان کو اپنا مخالف بنا رہے ہیں۔ حکومت کو سوچنا ہوگا کہ وہ رکاوٹیں کھڑی کر کے اس نظم کو ختم نہیں کر سکتی۔ حکومت استعمار اور مغرب کو خوش کرنے کی بجائے دینی طبقات کے شبہات دور کرے اور دینی مدارس کے نصاب اور نظام میں مداخلت سے باز رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد امین

فرد کی دنیا و آخرت میں کامیابی اور معاشرے و ریاست کو اسلام کے مطابق چلانے کے لیے

پاکستان میں تعلیم کی اسلامی تشکیلِ نو ناگزیر ہے ①

پاکستان کو درپیش چیلنجز میں سے ایک اہم چیلنج ہمارا آج کا نظام تعلیم ہے۔ یہ نظام تعلیم نہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے اور نہ مسلمانوں کی عصری ضروریات پوری کرتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اس نظام تعلیم کو بدلیں اور اسلامی تقاضوں اور عصری ضروریات کے مطابق اس کی تشکیلِ نو کریں۔ اس کے لیے ناگزیر ہے کہ تعلیم کی غایت و اہمیت اور اس کی موجودہ صورت حال کو سمجھا جائے اور اس کی اسلامی تشکیلِ نو کے منہج اور طریق کار پر غور کیا جائے۔ اس کے لیے درکار اہلیتوں کا تعین کر کے ان کے حصول کی تگ و دو کی جائے اور یہ سوچا جائے کہ اس کام کو کون کرے گا؟ اس مقالے میں انہی سوالات کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

تعلیم کی نوعیت، غایت اور اہمیت

تعلیم کے لغوی معنی ہیں ابلاغِ علم، ترسیلِ علم یا انتقالِ علم۔ اس میں رسمی تعلیم کے علاوہ غیر رسمی تعلیم جیسے دعوت و تبلیغ، تعلیمِ بالغان اور میڈیا بھی شامل ہیں، تاہم اس مضمون میں ہم رسمی تعلیم تک محدود رہیں گے۔

تعلیم کی تعریف اور دائرہ کار کے حوالے سے یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا تربیت بھی تعلیم کا جزو ہے؟ یعنی کیا تعلیم کی غایت محض فراہمیٔ معلومات اور انتقالِ علم ہے یا انتقالِ اقدار بھی اس کا حصہ ہے؟

① گفٹ یونیورسٹی گوجرانوالہ کی نیشنل کانفرنس کے لیے لکھا گیا مقالہ، نظرثانی کے بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہماری رائے میں تربیت بھی تعلیم ہی کا ایک حصہ ہے جس کے دلائل درج ذیل ہیں:
قرآن حکیم نے جہاں انبیاء کے مقاصدِ بعثت کا ذکر کیا ہے وہاں تعلیم ودعوت کے ساتھ تزکیہ کا ذکر بھی کیا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کوفرمایا:

﴿اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى﴾[النازعات:۱۷،۱۸]

''فرعون کے پاس جاؤ کیونکہ اس نے سرکشی کی ہے۔ پس کہو کیا تیری خواہش ہے کہ تو پاک ہو۔''

اور حضرت محمد ﷺ کے بارے میں فرمایا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ﴾[البقرہ:۱۵۱]

''جیسا کہ ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔''

آپ ﷺ کے لیے یہ حکم تین دوسری جگہوں پر بھی آیا ہے[1] اور ہر جگہ تعلیم (تعلیمِ کتاب وحکمت وتلاوتِ آیات) کے ساتھ تزکیہ کا لفظ آیا ہے جس سے تعلیم وتزکیہ کی قربت، یکسانیت اور یک جان ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ بلکہ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ تعلیم کی غایت تزکیہ ہے کیونکہ ان آیات میں تزکیے کا ذکر تعلیم سے پہلے بھی آیا ہے اور بعد میں بھی، جو اس بات کا قرینہ ہے کہ تعلیم سے اصل مقصود تزکیہ ہی ہے۔

یہ بات اہل علم سے مخفی نہیں کہ تزکیہ وتربیت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ تزکیہ قرآنی اصطلاح ہے اور تربیت کا لفظ تعلیمی حلقوں میں زیادہ معروف ہے۔ راقم ۱۹۷۷ء میں جب اعلیٰ تعلیم کے لیے سعودی عرب گیا تو اس نے وزارت تعلیم کے باہر بورڈ لگا ہوا دیکھا جس پر

[1] البقرہ۲:۱۲۹، البقرہ۲:۱۵۱، آل عمران۳:۱۶۴، الجمعہ ۶۲:۲

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لکھا تھا ''وزارۃ التربیۃ والتعلیم''۔ ہمارے ہاں بھی جن تعلیمی اداروں کو آج کل 'کالج آف ایجوکیشن' کہا جاتا ہے پہلے انہیں 'ٹریننگ کالج' کہا جاتا تھا۔ سعوی عرب کے جس تعلیمی ادارے (جامعہ الریاض) سے ہم نے ماجستیر (ایم فل) کا امتحان پاس کیا وہ اصلاً تدریب المعلمین کا ادارہ تھا اور اس کا نام تھا 'کلیۃ التربیۃ' (نہ کہ 'کلیۃ التعلیم')۔ مغرب میں بھی استاد کو معلم (ٹیچر) ہونے کے ساتھ مربی (Mentor) سمجھا جاتا ہے اور تدریس یعنی پڑھانے کے ساتھ تربیت یعنی اقدار کی منتقلی کو بھی عمل تعلیم کا ایک حصہ لازمی سمجھا جاتا ہے۔ تعلیم کی غایت کے لحاظ سے بھی تعلیم و تربیت کا ایک ہونا سمجھ میں آتا ہے۔ ان باتوں سے ظاہر ہے کہ تربیت، تعلیم کا لازمی جزو ہے اور 'تعلیم و تربیت' کی اصطلاح اسی پر دلالت کرتی ہے۔

تعلیم کا مقصد ہر معاشرے میں یہی ہوتا ہے کہ ایسا فرد تیار کیا جائے جو ان عقائد و نظریات میں یقین رکھتا ہو جن میں وہ معاشرہ یقین رکھتا ہے اور تعلیم اس کی ایسی تربیت کرے جس سے وہ اس معاشرے کا کارآمد اور مفید رکن بن سکے۔ اس بات کو اسلامی تناظر میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ اسلام میں علم سے مرادِ علمِ ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سورۃ الفاتحہ میں یہ سکھایا کہ ہم اللہ سے ہدایت مانگیں ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ [الفاتحہ:۵] اور اگلی سورۃ کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لو یہ ہے کتابِ ہدایت۔ ﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۝ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ [البقرہ:۲] یعنی تمہاری ہدایت طلبی کی درخواست کے جواب میں ہم تمہیں یہ کتاب عطا کررہے ہیں جو حتمی طور پر ہدایت اور یقینی علم کی حامل ہے اور اس میں شک و شبے کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔

علم کے دائرہ کار اور غایت کی بحث میں قرآن حکیم ہماری یہ رہنمائی بھی فرماتا ہے کہ علم کا منبع صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے چنانچہ فرمایا:

﴿اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ [الملک:۲۶]

''بلاشبہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تعالیٰ کے العلیم اور اعلم ہونے کا ذکر قرآن حکیم میں ۱۲۱ سے زیادہ دفعہ آیا ہے اور یہ علم برائے عمل ہے نہ کہ علم برائے علم یا علم برائے معلومات و ذہنی تعیش جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص علم رکھتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا اس کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو علم یعنی کتابوں کا انبار اٹھائے ہوئے ہو[1] اور فرمایا کہ تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات انتہائی ناپسند ہے کہ تم وہ کہو جس پر تم عمل نہیں کرتے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ [الصف:۳]

''اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک بڑی ناپسند بات ہے جو کہو اس کو کرو نہیں۔''

قرآن حکیم کی بے شمار آیات سے پتہ چلتا ہے کہ علم عمل کے لیے ہے۔ دیکھیے مثلاً:

﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾ [النساء:۴۳]

''اے ایمان والو! جس وقت تم نشہ میں ہو تو نماز کے نزدیک نہ جاؤ یہاں تک کہ سمجھ سکو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔''

﴿وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾ [النساء:۸۳]

''اور اگر اسے رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچاتے تو وہ اس کی تحقیق کرتے جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں۔''

﴿وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ [البقرہ:۱۸۴]

''اور سچ میں جھوٹ نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔''

﴿وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ [البقرہ:۲۸۰]

''اور روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔''

---

[1] الجمعہ ۶۲:۵

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾[البقرہ:۱۹۴]

''اور بخش دو تو تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔''

چونکہ اس مضمون کی آیات قرآن حکیم میں کثرت سے ہیں لہٰذا ہم انہی پر کفایت کرتے ہیں۔

علم کا عمل کے لیے ہونا اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ تعلیم عمل کے لیے ہے اور تعلیم و تعلم کا لازمی نتیجہ اس علم پر عمل کرنا ہونا چاہیے۔ علم و عمل کے اس لزوم سے ہمیں تعلیم کی اہمیت کا بھی پتہ چلتا ہے کیوں کہ اخروی زندگی میں نجات کا دارومدار عمل پر ہے یعنی اگر ایک شخص دنیا کی زندگی اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق گزارے گا اور اعمال صالحہ انجام دے گا تو ہی اس کا نتیجہ اخروی نجات یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی نعمتوں (یعنی جنت) کے حصول کی صورت میں نکلے گا۔ اس سے تزکیہ و تربیت کی اہمیت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ یعنی اگر علم عمل میں نہ ڈھلے اور تعلیم کا نتیجہ تربیت اور تزکیۂ نفس کی صورت میں ظاہر نہ ہو تو ایسا علم بے کار محض ہے۔ بلکہ جس علم پر عمل نہ کیا جائے وہ انسان کے لیے وبال ہے جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا کہ جس شخص کا علم اسے ادراک حق اور اعمال صالحہ کی منزل تک نہیں پہنچاتا وہ انسان ہی نہیں جانور ہے.... بلکہ قرآن کے الفاظ میں جانوروں سے بدتر ہے [الفرقان ۲۵: ۴۴] اور قرآن ان کی تشبیہ گدھے اور کتے سے دیتا ہے [الجمعہ ۶۲: ۶ اور الاعراف ۷: ۱۷۶]۔

یہی وجہ ہے کہ ہم نے اپنے ایک مضمون میں بین الاقوامی ادارہ فکر اسلامی (International Institute of Islamic Thought) واشنگٹن کے بارے میں عرض کیا تھا کہ اس ادارے نے عصر حاضر میں علوم کی اسلامائزیشن کے لیے بہت عمدہ کام کیا ہے لیکن اس کے کام کے زیادہ موثر اور مثمر (Productive) نہ ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اس نے علم و فکر کی اسلامائزیشن پر تو اصرار کیا لیکن تعلیم و تربیت کی اسلامائزیشن کو کماحقہ اہمیت نہ دی اور نہ ماڈل تعلیمی ادارے قائم کیے جن کا قیام تعلیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وتربیت کی اسلامی تشکیلِ نو کے لیے ناگزیر تھا۔[1] یہ بھی واضح رہے کہ ہم تعلیم کی اسلامائیزیشن (Islamization) کی بجائے تعلیم کی اسلامی تشکیلِ نو (Reconstruction in Islamic Perspective) کی اصطلاح کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ تعلیم کی اسلامائیزیشن کا مطلب ہے موجودہ مغربی یا مغرب زدہ تعلیم کو اسلامی بنانا جس میں یہ خدشہ موجود ہے کہ ہم مغرب کی کچھ چیزوں کو رد نہ کرسکیں اور قبول کرلیں اور نظریاتی سطح پر یہ امر بھی غور طلب ہے کہ کیا کفر والحاد پر مبنی[2] نظام تعلیم کو اسلامیا یا جا بھی سکتا ہے یا نہیں؟ اور کس حد تک اسلامیا یا جاسکتا ہے؟ کیونکہ اس منہج میں اس امر کا بھی امکان ہے کہ اس نہج پر کام کرنے والا کوئی شخص اگر مغربی فکر وتہذیب سے متاثر ومرعوب ہو تو وہ کہیں مغربی تصورات کو مطابقِ اسلام ہی نہ قرار دے دے یا اسلامی اصول واقدار کی ایسی تشریح کردے جو مغربی اصولوں واقدار کے مطابق ہو اور یوں وہ مغربی اصول واقدار کو اسلامیانے (Values Islamization of Western Thought) کی بجائے اسلامی تعلیمات کی مغربائیزیشن یعنی انہیں مغربی تہذیب کے مطابق ڈھالنے (Values Westernization of Islamic Thought) کا مرتکب نہ ہوجائے۔ اس لیے ہماری رائے میں موجودہ تعلیم کو اسلامیانے (Islamization of Western or Westernized Education) کی بجائے تعلیم کی اسلامی تشکیلِ نو (Reconstruction of Education in Islamic Perspective) کی اصطلاح استعمال کی جانی چاہیے۔

---

[1] ڈاکٹر محمد امین، فلسفۂ علم۔ چند اہم مباحث، ماہنامہ البرہان، لاہور، جون 2016ء ص: 11۔23

[2] مغربی فکر وتہذیب کے الحادی اور اسلام سے متضاد ہونے کا مسئلہ واضح ہے لیکن یہ اس کا محل نہیں کہ ہم اس کی تفصیل میں جائیں، تفصیلات کے لیے دیکھیے مصنف کی کتاب ''اسلام اور تہذیب مغرب کی کشمکش'' کتاب محل، دربار مارکیٹ، لاہور، ص: 20 ومابعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعلیم کی موجودہ صورتِ حال

مسلمانوں میں تعلیم کا سنہری دور وہ تھا جو غروبِ آفتابِ نبوت کے بعد صحابہ وتابعین کے عہد میں تھا۔ اگلی چند صدیوں تک اس نے خوب از دہار دیکھا جس میں دینی ودینوی تعلیم کی ثنویت نہ تھی اور جو مسلم معاشرے اور ریاست کو بہترین اور باکردار افراد فراہم کرتا تھا جنھوں نے مسلم تہذیب کو بھی میرٹ پر عروج بخشا اور لوگوں کو اخروی نجات کے لیے بھی تیار کیا۔ سقوطِ بغداد نے اسے ایک زوردار جھٹکا ضرور دیا لیکن اس کے باوجود وہ گرتا گرتا بھی مزید پانچ چھ صدیاں نکال گیا۔ پھر مسلمان زوال پذیر ہوئے تو ان کے زوال میں اس نظامِ تعلیم وتربیت کے انحطاط کا بھی دخل تھا۔ پھر مسلم دشمن ترقی یافتہ مغربی اقوام نے مسلم تہذیب کے عظیم الشان محل کی کمزور دیواروں کو دھکا دے کر گرا دیا اور مسلم ممالک پر قبضہ کر لیا۔

فاتح عیار تھا اس نے صرف علاقے فتح نہیں کیے بلکہ مسلمانوں کو تادیر غلام رکھنے کے لیے ان کے دل ودماغ کو فتح کرنے کی بھی کوشش کی۔ اس غرض سے اس نے مسلمانوں کے نظام تعلیم وتربیت پر کاری وار کیا۔ اس نے مسلم تعلیمی ڈھانچے کو منہدم کر کے مغربی فکر وتہذیب کی بنیادوں پر اسے استوار کیا۔ خصوصاً برصغیر میں جب اس نے دیکھا کہ مسلمان کسی قیمت پر مذہب تبدیل نہیں کرتے تو لارڈ میکالے نے اپنی رپورٹ میں یہ تجویز کیا کہ نظام تعلیم وتربیت ایسا بنایا جائے کہ مسلمان ہماری فکر وتہذیب کے رسیا ہو جائیں خواہ نام کے مسلمان رہیں۔[1] چنانچہ انگریزوں نے ذریعہ تعلیم انگریزی کر دیا اور ملازمتیں صرف انگریزی خواندوں کے لیے رہ گئیں۔ اسی لیے یہ محاورہ مروج ہوا کہ 'پڑھیں فارسی بیچیں تیل'۔ سرسید احمد خاں جیسے لوگوں نے مسلمانوں کو ملازمتیں دلوانے کی فکر کی اور اس کا کچھ

---

[1] محمد دین جوہر (مرتب)، ہندوستانی تعلیم پر منٹ، کتاب محل، دربار مارکیٹ، 2017ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فائدہ بھی ہوالیکن مغرب سے مرعوبیت بلکہ فکری غلامی اس جدید تعلیم کے جلو میں آئی۔ چنانچہ علی گڑھ نے جو تعلیمی ماڈل اپنایا وہ مغرب زدہ ماڈل آج تک ہر'جدید' مسلم تعلیمی ادارے کے لیے مشعل راہ بنا ہوا ہے اور مسلم نشاۃ ثانیہ کی راہ کھوٹی کر رہا ہے۔

دینی مدارس نے، جو حکومت اور معاشرے کی سرپرستی سے محروم ہو چکے تھے، درختوں کے نیچے اور مٹی کے حجروں میں بیٹھ کر اور استادوں نے پیٹ پر پتھر باندھ کر دین کی شمع روشن رکھنے کی کوشش کی جس نے بالآخر جڑ پکڑ لی۔ لیکن اس کا مقصد محض دفع الوقتی تھا تا کہ ہندوستان کا حال مسلم اندلس کا سا نہ ہو جائے۔ اس میں انہوں نے جدید مغربی علوم سے اعتناء نہ کیا کہ استعماری حکومت کے لیے کارکن تیار کرنا ان کے پیش نظر تھا ہی نہیں۔ پھر بھی اہل علم چونکہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ تعلیمی ثنویت غیر اسلامی ہے اس لیے انہوں نے مسلمانوں کے لیے موحد (Integrated) نظام تعلیم کی کوششیں جاری رکھیں۔ دیوبند کے بانی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کہا کرتے تھے کہ: ''قدیم منطق وفلسفہ کی بجائے انگریزی پڑھنا بہتر ہے کہ اس سے کچھ دنیاوی فائدہ تو ہوگا لیکن یہ منطق وفلسفہ پڑھنے کا نہ تو کوئی دینی فائدہ ہے اور نہ دنیاوی۔''[1] ایک کوشش شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے علی گڑھ کے ساتھ معاہدہ کر کے کی کہ دونوں طرف کے طلبہ کو ایک دوسرے کے تعلیمی اداروں میں بھجوایا جائے گا لیکن بوجوہ یہ بیل منڈھے نہ چڑھ سکی۔ پھر ندوہ اور جامعہ ملیہ کی صورتوں میں قدیم وجدید میں انسجام اور ثنویت کے خاتمے کی کوشش ہوئی لیکن اول الذکر عربیت اور ثانی الذکر قومیت اور جدیدیت کی طرف لڑھک گیا اور مطلوبہ نقطۂ وسط واعتدال میسر نہ آسکا۔ یہ صورتِ حال تقسیم ہند تک جاری رہی۔

ہم بعض اوقات تاریخ کے جبر پر حیران ہوتے ہیں کہ ہمارے جہاں دیدہ علماء کرام

---

[1] مولانا مناظر احسن گیلانی، سوانح قاسمی 2/299، دار العلوم دیوبند 1373ھ، بحوالہ دیوبند کی سالانہ رپورٹ برائے 1870ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس معاملے کی ضرورت واہمیت کو سمجھنے کے باوجود اس پر عملاً پیش رفت نہ کرسکے مثلاً مولانا حسین احمد مدنیؒ نے سلہٹ میں ۱۹۳۳ء میں دینی مدارس کے لیے ایک نصاب ترتیب دیا جس میں جدید وقدیم علوم کو جمع کرنا تجویز کیا[۱] لیکن بعد میں جب وہ دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس ہوگئے تو وہاں کوئی تبدیلی نہ لاسکے۔ اسی طرح شیخ الہند مولانا محمود حسن نے ۱۹۲۰ء میں علی گڑھ میں جامعہ ملیہ کے تاسیسی خطبے میں یہ کہا کہ جس درد نے میری ہڈیاں پگھلادی ہیں، مَیں دیکھتا ہوں کہ میرے اس درد کو سمجھنے والے مدرسوں کی بجائے کالجوں میں زیادہ ہیں تو میں نے یہ چاہا کہ ایک قدم آگے بڑھ کر ان کی طرف جاؤں تاکہ ہم ایک دوسرے کے قریب آسکیں[۲] بلکہ تقسیم ہند کے بعد اس مقصد کے لیے بھارت کے وزیر تعلیم مولانا ابو الکلام آزادؒ نے اس غرض سے سید سلیمان ندویؒ، مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ اور مولانا سید حسین احمد مدنیؒ پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جس نے اس کے لیے متفقہ سفارشات تیار بھی کیں لیکن بوجوہ ان پر عمل درآمد کی نوبت نہ آسکی۔[۳]

پاکستان بننے کے بعد منطقی طور پر اس صورت حال کو ختم ہوجانا چاہیے تھا لیکن مسلم لیگ اور بعد میں آنے والی حکومتوں نے پاکستان میں نظام زندگی کو عموماً اور نظام تعلیم کو خصوصاً اسلامی خطوط پر استوار کرنے کی کوئی کوشش نہ کی اور معمولی رُخ اندوزی (Patch Work) تک خود کو محدود رکھا۔ علماء کرام نے جب دیکھا کہ نظامِ تعلیم میں اسلامی لحاظ سے کوئی خاطرخواہ تبدیلی نہیں آئی تو انہوں نے بھی پرانی ڈگر پر چلتے رہنے کا فیصلہ کرلیا اور یہ نہ سوچا کہ اب حکومت انگریز کی نہیں مسلمانوں کی ہے، خواہ غیر صالح ہی سہی۔ یہ چیز تعلیمی

---

[۱] ڈاکٹر محمد امین، نصاب مدنی، مکتبہ البرہان، لاہور

[۲] گیلانی، مناظر احسن، مولانا، پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، دوست ایسوسی ایٹس، لاہور

[۳] ان سفارشات کا ایک نسخہ رام پور لائبریری میں موجود ہے، بحوالہ عابد رضا بیدار، ہندوستانی مسلمانوں کے ریفارم کے مسائل، رام پور انسٹی ٹیوٹ آف اورینٹل سٹڈیز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثنویت کے جاری رہنے کا سبب بنی اور بدقسمتی سے ابھی تک جاری ہے۔ اگرچہ بعض علماء کرام کو اس کا احساس بھی ہے جیسا کہ مولانا مفتی محمود مرحوم (صدر جمعیت علماء اسلام) نے ایک دفعہ دینی مدرسوں اور کالجوں کے طلبہ کے مشترکہ اجتماع میں کہا تھا کہ جب تک تم دونوں ایک دوسرے کی طرف نہیں بڑھو گے اور جدید تعلیم یافتہ دین نہیں سیکھیں گے اور مدارس کے طلبہ جدید علوم کی تفہیم پیدا نہیں کریں گے تو تم لوگ خلافت کے مستحق کیسے بنو گے؟[1] لیکن عملاً اس طرف کوئی بڑی پیش رفت نہ ہو سکی۔ چند لوگوں نے البتہ سکول وغیرہ بھی ساتھ قائم کر لیے لیکن یہ سکول اسی مغرب زدہ نظام تعلیم کی پیروی کر رہے ہیں جو علی گڑھ کی نقل میں معاشرے میں مروج ہے۔ ظاہر ہے یہ اسلوب درپیش تعلیمی چیلنج کا کوئی جواب نہیں ہے بلکہ یہ مزید خرابیوں کو جنم دے رہا ہے۔

راقم نے اصلاح تعلیم کا ایک ادارہ بنا کر حکومت کو اس کا فرض یاد دلانے کی کوشش کی اور علماء کرام کی خدمت میں بھی بارہا عرض کیا کہ اگر حکومت تعلیم کی اسلامی تشکیل نو کا کام نہیں کرتی تو وہ خود کریں کہ یہ ان کی بھی دینی ذمہ داری ہے لیکن بقول اقبال ؎

آئینِ نو سے ڈرنا، طرزِ کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

چنانچہ علماء کرام دینی مدارس میں اپنی پرانی روش پر آج بھی گامزن ہیں اور مغرب زدہ جدید تعلیم کو یار لوگوں نے کاروبار بنا رکھا ہے لہٰذا تعلیمی ثنویت آج بھی جاری ہے اور اس بھنور سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی الا یہ کہ اللہ تعالیٰ غیب سے کوئی انتظام فرما دیں یا کوئی بڑا دھچکا مسلمان حکومتوں اور علماء کرام کو جھنجھوڑ ڈالے۔ ہم جیسے طالب علم اور قلم کار تا ہم اپنا فرض ادا کرنے کی خاطر، معذرةً الی اللہ [الاعراف: ۱۶۴] مذکورہ فریقین کو اس بہت اہم

[1] فضل الرحمان، مولانا، الجمعیہ، افضل شریف پرنٹرز، لاہور، 1990ء، ص:39

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کام کی طرف متوجہ کرتے رہیں گے خواہ اس کا کوئی نتیجہ نکلے یا نہ نکلے۔

عصر حاضر میں تعلیم کی تشکیلِ نو

عصر حاضر میں تعلیم کی تشکیل نو کا مطلب یہ ہے کہ جدید تعلیمی اداروں کی مغرب زدہ تعلیم کی اسلامی تناظر میں تشکیلِ نو کی جائے۔اسی طرح دینی مدارس کی تعلیم کو جدید علوم کی تفہیم سے محروم نہ رکھا جائے اور خالص دینی علوم کی تعلیم بھی عصری تقاضوں اور ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر دی جائے۔

تعلیم کی تشکیلِ نو کا مقصد

تعلیم کی تشکیل نو کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ نئی نسل کے طلبہ وطالبات کل کے عملی مسلمان بنیں۔دورانِ تعلیم ان کی اس طرح تربیت کی جائے اور انہیں اس طرح کی تعلیم دی جائے کہ آئندہ زندگی میں ان پر شریعت کے احکام پر عمل کرنا سہل ہو جائے۔

تعلیم کی تشکیلِ نو کا منہج

یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ تعلیم کی اسلامی تشکیل نو کا ہدف تعلیم کے کسی ایک جزو یا پہلو کی اصلاح سے حاصل نہیں ہوسکتا بلکہ اس کے لیے نظام تعلیم کے سارے اجزاء (یعنی،انتظامیہ،استاد،نصاب،طالب علم،نصابی وہم نصابی سرگرمیوں اور تعلیم گاہ کے ماحول) کی اسلامی تناظر میں تشکیلِ نو ضروری ہے۔پیشتر اس کے کہ ہم نظام تعلیم کے ان اجزاء کی تشکیل نو اور اصلاح کی بات کریں،ضروری محسوس ہوتا ہے کہ تشکیلِ نو کے اس کام کے بنیادی اصول واضح کر دیے جائیں۔

تعلیم کی تشکیلِ نو کے بنیادی اصول

1۔ پہلو اصول یہ ہے کہ ہمیں یہ تشکیلِ نو اسلامی تناظر میں کرنی ہے۔یعنی اس تشکیلِ نو کی بنیاد قرآن وسنت ہوں گے گویا کہ Back to Roots کے اصول پر عمل ہو کیونکہ ہر قوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وتہذیب کی بقاء کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ وہ اپنے نظریۂ حیات سے جڑی رہے اور افراد اس کے مطابق اپنی زندگی گزاریں۔

2۔ ضروری ہے کہ تشکیلِ نو کا یہ کام کرتے ہوئے مغربی فکر وتہذیب کو اصولی طور پر رد کرنے کا فیصلہ کیا جائے کیونکہ مغربی فکر وتہذب بنیادی طور پر اسلامی تعلیمات کی ضد ہے۔ یہ اصول طے کرنے کے بعد اور اس پر عمل کرتے ہوئے البتہ یہاں ایسی کچھ چیزیں مشروط ومحدود طور پر لینے کا سوچا جا سکتا ہے جو مباحات، معروفات اور انسانی تجربات کی نوعیت کی ہوں اور ویلیو لوڈڈ (Value Loaded) نہ ہوں۔ اس بات سے بھی صَرف نظر نہیں کیا جا سکتا کہ نہ صرف مغربی فکر وتہذیب غیر اسلامی اور مبنی بر الحاد ہے بلکہ اس کی علم بردار مغربی قوموں کا رویہ بھی مسلم امہ کے ساتھ دشمنی پر مبنی ہے اور یہ مسلم امہ کی نشاۃ ثانیہ میں بھی مزاحم ہیں۔

3۔ تعلیم کی اسلامی تشکیل نو کا تیسرا بڑا اصول وحدتِ تعلیم کا تصور ہے کیونکہ تعلیم کی ثنویت کا تصور اسلامی تعلیمات کے صریحاً خلاف ہے۔ تعلیم کی موجودہ صورتِ حال مغرب کی الحادی فکر وتہذیب سے مرعوبیت کا نتیجہ ہے اور یہ اسلامی سپرٹ کے بھی خلاف ہے کیونکہ اسلام میں نہ تو سیکولرزم ہے اور نہ دین ودنیا کی کوئی تفریق۔

4۔ تعلیم بذاتہٖ مطلوب اور آخری غایت نہیں بلکہ یہ ذریعہ ہے تربیت اور تزکیۂ نفس کا جیسا کہ قرآن حکیم نے واضح کیا ہے کہ تعلیمِ کتاب وحکمت کا اصل مطلوب تزکیۂ نفس ہے تاکہ یکسو مسلم شخصیت پروان چڑھ سکے۔ ہمارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ صرف تعلیم کی اسلامی تشکیل نو ہی کافی نہیں بلکہ نظامِ تربیت کی تشکیل نو بھی ضروری ہے۔

تعلیم کی تشکیلِ نو کا طریق کار

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر نصاب اچھا ہو یعنی اسلامی تعلیمات اور تقاضوں کے مطابق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو اور مغربی فکر و تہذیب سے متاثر نہ ہو تو اس سے تعلیم کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ یہ صحیح نہیں ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ نظام تعلیم میں نصاب بنیادی اہمیت رکھتا ہے اور اس کا صحیح ہونا ضروری ہے.... لیکن ہماری سوچی سمجھی رائے یہ ہے کہ نظام تعلیم سے موثر نتائج لینے کے لیے صرف نصاب کی اصلاح کافی نہیں بلکہ نظامِ تعلیم کے سارے اجزاء کی اصلاح اور ان کا صحیح خطوط پر استوار ہونا ضروری ہے۔اَب ہم اختصار کے ساتھ ایک ایک کر کے نظامِ تعلیم کے ان اجزاء کا ذکر کریں گے کہ وہ کس طرح تعلیم کی اسلامی تشکیلِ نو میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں:

1۔ تعلیمی انتظامیہ: تعلیم کی اسلامی تشکیلِ نو کے کام میں بنیادی ذمہ داری تعلیمی انتظامیہ (مالک یا منتظم/ ڈائریکٹر یا پرنسپل) کی ہے کیونکہ اساتذہ کے انتخاب، نصابی کتب کے تعین، طلبہ کی داخلہ پالیسی، نصابی و ہم نصابی سرگرمیوں اور تعلیمی ادارے کے ماحول کے بارے میں بنیادی فیصلے ڈائریکٹر یا پرنسپل نے ہی کرنے ہوتے ہیں۔ اگر اس کے پیشِ نظر تعلیم کی اسلامی تشکیلِ نو ہو تو وہ دین دار اساتذہ تلاش کرے گا اور ان کی تربیت کرے گا۔ وہ ایسی نصابی کتب تلاش کرے گا جو اسلامی تناظر میں مدون کی گئی ہوں، وہ ادارے کے ماحول کو اسلامی تقاضوں کے مطابق ڈھالے گا اور نصابی سرگرمیوں کا اہتمام بھی اسلامی تناظر میں کرے گا۔

2۔ معلم کا کردار: معلم تعلیم کی اسلامی تشکیلِ نو میں اہم ترین کردار ادا کر سکتا ہے۔ اگر نصاب اسلامی لحاظ سے ناقص ہو تو وہ اس کی کمی پوری کر سکتا ہے اور اپنے پاس سے نصاب میں ضروری اضافے کر سکتا ہے۔ یا اگر نصابی کتب میں اسلامی لحاظ سے غیر مفید اور قابل اعتراض مواد موجود ہو تو وہ صحیح اسلامی تناظر میں اس مواد کو اس طرح پڑھا سکتا ہے کہ طلبہ اس غیر معیاری اور غیر مفید نصاب سے متاثر نہ ہوں۔ معلم طلبہ کی اسلامی تربیت کر سکتا ہے اور اپنے اچھے کردار سے ان کے لیے بہترین نمونہ بن سکتا ہے۔ بلکہ ہم تو یہاں تک کہتے ہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر انتظامیہ طلبہ کو 'صالح مسلمان' بنانے میں دلچسپی نہ رکھتی ہو اور نصاب بھی موزوں نہ ہو تو اس کے باوجود ایک متدین استاد سلیقے اور حکمت سے اپنا کردار موثر انداز میں ادا کر سکتا ہے بشرطیکہ اسے اپنی ذمہ داری کا احساس ہو اور وہ اپنا کام سلیقے اور حکمت سے کر سکتا ہو۔

3۔ نصاب: نصاب ایسا ہونا چاہیے جو اسلامی ضرورتوں اور تقاضوں کو پورا کر سکتا ہو۔ اس کے دو اہم پہلو ہیں: ایک تو یہ کہ ضروری دینی معلومات اس کا حصہ ہونی چاہئیں جیسے قرآن حکیم کی تعلیم (ناظرہ، تجوید، ترجمہ اور حفظ) اور احادیث رسول ﷺ کی تعلیم، حلال وحرام کا علم۔ نماز، روزے، زکوٰۃ، حج کے مسائل جاننا.... وغیرہ۔ اور دوسرے یہ کہ سماجی وسائنسی علوم کو اسلامی تناظر میں مدون کیا جانا ضروری ہے اور دینی علوم میں تخصص کا انتظام بھی ناگزیر ہے۔ خواتین کے لیے الگ نصاب بنایا جانا چاہیے جو اِن کی صنفی ضرورتوں کو پورا کرتا ہو۔

4۔ طلبہ: تعلیمی ادارے کی پالیسی ایسی ہونی چاہیے کہ ذہین، طبع سلیم رکھنے والے، محنتی اور دینی ذہن کے طلبہ کی حوصلہ افزائی ہو۔ طلبہ کی عمر ایسی ہوتی ہے کہ اگر تعلیمی ادارہ، استاد یا پرنسپل محبت وشفقت سے اسے بدلنا چاہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ اس ضمن میں ضرورت ہو تو طلبہ کے والدین سے بھی مدد لینی چاہیے۔ تعلیمی ادارے کا کام جہاں اچھے طلبہ کی صلاحیتوں کو جلا دینا ہے وہاں برے اخلاق کے حامل طلبہ کی اصلاح بھی اسی کا فریضہ ہے۔ بگڑے بچے کی اصلاح مسلسل اور دیر پا محنت کی متقاضی ہوتی ہے۔ یہ محنت صبر واستقلال سے جاری رہنی چاہیے تاہم اگر کوئی طالب علم تعلیمی ادارے میں دوسرے طلبہ کے اخلاق خراب کرنے کا سبب بن رہا ہو اور پیہم کوششوں کے باوجود اصلاح قبول نہ کرے تو بطور استثنیٰ اس سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔

5۔ نصابی وہم نصابی سرگرمیاں: نصابی وہم نصابی سرگرمیاں طلبہ کی تعمیر سیرت میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ مطلب یہ کہ صرف نصاب کا اسلامی ہونا کافی نہیں اور صرف استاد کا ایسا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نصاب پڑھا دینا اور زبانی وعظ و نصیحت کر دینا ہی کافی نہیں بلکہ ایسی تعلیمی سرگرمیاں ضروری ہیں جو طالب علم کی تعمیر سیرت کے کام میں ممد و معاون ہوں جیسے مختلف ایام کے موقع پر تقریبات کا انعقاد (مثلاً یومِ بدر، یومِ استقبال رمضان وغیرہ) یا جیسے مختلف جگہوں اور کاموں کے مقامات کا دورہ کرنا یا طلبہ کی تقریری، تحریری اور تفریحی سرگرمیوں کی تنظیم وغیرہ۔ ان سرگرمیوں کے انجام دینے کا رخ اور انداز اگر مقصدیت لیے ہوئے ہو اور انتظامیہ اور استاد ایسے مواقع پر طلبہ کی رہنمائی کریں تو یہ سرگرمیاں طلبہ کی اسلامی ذہن سازی میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔

6۔ تعلیمی ادارے کا ماحول: اگر مذکورہ بالا عوامل صحیح رخ میں کام کر رہے ہوں اور تعلیمی ادارے کے ماحول کو تعمیری اور اسلامی بنانے کی طرف انتظامیہ اور استاد کچھ مزید توجہ دیں تو طلبہ کی صحیح رخ میں ذہن سازی ہو سکتی ہے جیسے سکول آتے ہوئے وقت کی پابندی، تعلیمی ادارے کی صفائی کے لیے قریب ترین بچے کی ذمہ داری، طالب علم کے جسم و لباس کی صفائی، مخلوط تعلیم اور سرگرمیوں سے پرہیز وغیرہ تو درس گاہ کا ماحول بھی طلبہ کی اسلامی تربیت میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

نئے رول ماڈل تعلیمی ادارے کا قیام ناگزیر ہے

تعلیم کی اسلامی تشکیل نو کے جو اصول ہم نے ذکر کیے ہیں وہ کتابی اور اصولی طور پر صحیح ہیں، لیکن عمل کی دنیا میں ان کا وزن تبھی محسوس ہوگا اور وہ موجودہ نظام تعلیم کی اصلاح میں اسی وقت ممد و معاون ثابت ہوں گے جب ان پر عمل کر کے دکھایا جائے اور ان اصولوں پر ایک رول ماڈل تعلیمی ادارہ عملاً قائم کر کے دکھایا جائے اور عام لوگ اس کے اثرات و نتائج کا بچشمِ خود مشاہدہ کریں۔ چونکہ اس وقت ہمارے ہاں (برصغیر میں خصوصاً اور عالم اسلام میں عموماً) جدید مغرب زدہ نظام تعلیم اور دینی مدارس کا نظام تعلیم دونوں بیک وقت جاری ہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا مناسب ہوگا کہ دونوں کا ایک ایک رول ماڈل تعلیمی ادارہ قائم کیا جائے یعنی ایک ایسے سکول ، کالج، یونیورسٹی کا قیام جو علی گڑھ ماڈل کو ترک کر کے مذکورہ اصولوں پر کام کرے۔اور اسی طرح دیوبند کی بجائے ایک ایسے دینی مدرسے کا قیام جو ابتدائیہ سے لے کر تخصص تک مذکورہ بالا اصولوں پر کام کرے۔ہم نے ان دونوں نئے تعلیمی رول ماڈلز کے قیام پر تفصیل سے کام کیا ہوا ہے جو ہماری متعلقہ کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ (۱)

تعلیم کی اسلامی تشکیلِ نو کے لیے درکار صلاحیتیں

ہر کام کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ صلاحیتیں درکار ہوتی ہیں۔تعلیم کی اسلامی تشکیلِ نو کا کام تو بہر حال ایک بڑا اور چیلنجنگ کام ہے۔اور تعلیمی عمل کے جن چھے (۶) اجزاء یا محاذوں کا ہم نے اُوپر ذکر کیا ہے ان میں سے ہر ایک کے لیے خصوصی صلاحیت، محنت اور مہارت درکار ہے تاہم طوالت سے بچتے ہوئے یہاں ہم بطور مثال صرف نصابات اور تربیت کی تشکیلِ نو کے لیے درکار اہلیتوں کا ذکر کریں گے۔

نصاب کی اسلامی تشکیلِ نو کے لیے درکار اہلیت

یہ صحیح ہے کہ انفرادی سطح پر ایک سکول یا کالج خود اپنا نصاب اور نصابی کتب تیار نہیں کر سکتا بلکہ حکومت یا پرائیویٹ سطح پر نصابی کتب تیار کرنے والے ادارے جو کتابیں تیار کرتے ہیں سکول و کالج وہی کتابیں خرید کر پڑھاتے ہیں (یاد رہے یونیورسٹی کا معاملہ اس سے الگ ہوتا ہے کیونکہ ہر یونیورسٹی ایک خود مختار ادارہ (Autonomous body) ہوتی ہے اور اپنے نصابات خود تشکیل دے سکتی ہے) تاہم کوئی حکومتی یا پرائیویٹ ادارہ، اگر نصابی کتب اسلامی تناظر میں تیار کرنا چاہتا ہو تو اسے اس کام کے دائرہ کار اور مقاصد کا ادراک ہونا چاہیے جس کا ذکر پہلے ہو چکا (یعنی 1 متون قرآن وسنت کا مطالعہ، 2 عمرانی وسائنسی علوم

(۱) ''ہمارا تعلیمی بحران اور ان کا حل''، مطبوعہ کتاب محل، دربار مارکیٹ، لاہور۔''ہمارا دینی نظام تعلیم'' مکتبہ البرہان، 97/A نیلم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی اسلامی تناظر میں تدوین، تعلیمی ثنویت کا خاتمہ (یعنی دینی ودنیاوی علوم دونوں کی بیک وقت تدریس) اور تربیت وتزکیہ (یعنی علم کے ساتھ اقدار کی طلبہ تک منتقلی) تا کہ بچہ جب تعلیم کے مرحلے سے فارغ ہو اور عملی زندگی میں قدم رکھے تو ضروری علمی وفنی مہارتیں رکھنے کے ساتھ وہ صالح مسلمان بھی ہو۔ بہر حال نصاب کی اسلامی تناظر میں تدوین وتشکیلِ نو پر کام کرنے والے افراد میں مندرجہ ذیل اہلیتیں یا خوبیاں ہونی چاہئیں۔ یاد رہے کہ بین الاقوامی ادارہ فکر اسلامی امریکہ کے بانی ڈائریکٹر پروفیسر ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی شہیدؒ نے علوم کی اسلامائیزیشن کرنے والے فرد میں دس خصوصیات کا ذکر کیا ہے [1] جنھیں ہم نے اختصار کے ساتھ چار نکات میں سمو دیا ہے۔

ا۔ اس کا اسلامی علوم ومعارف کا گہرا اور وسیع مطالعہ ہونا ضروری ہے تا کہ اسے اندازہ ہو کہ وہ کون سی بنیادی اور ضروری دینی تعلیمات ہیں جو اسے طلبہ تک منتقل کرنی ہیں۔اس کام میں تربیت اور تعمیر سیرت کا ہدف بھی اس کے سامنے رہنا چاہیے۔

۲۔ ایسا شخص مغربی فکر وتہذیب کا وسیع اور گہرا مطالعہ رکھتا ہو بلکہ اس نے اسلام اور مغربی فکر وتہذیب کا تقابلی مطالعہ کر رکھا ہو تا کہ اسے بخوبی اندازہ ہو کہ مغربی افکار وتصورات اسلامی تعلیمات سے مختلف ومتضاد ہیں اور الحاد ودہریت پر مبنی ہیں۔ لہٰذا وہ شعوری طور پر اسلامی افکار، تصورات اور اصطلاحات بچوں کے سامنے لائے اور مغربی تہذیب کے افکار ،تصورات اور اصطلاحات بچوں کے سامنے نہ لائے۔ یا اگر کسی سطح پر ان کا لانا ناگزیر ہو تو ان پر تنقید کرتے ہوئے بتائے کہ یہ غلط اور خلاف اسلام ہیں لہٰذا ایک مسلمان کے لیے قابل قبول نہیں بلکہ قابل رد ہیں۔

۳۔ اسے بچوں کی عمر اور ذہنی سطح ونفسیات کا اندازہ ہو تا کہ اسے پتہ ہو کہ کون سی بات

---

[1] ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی، علوم جدیدہ کی اسلامی تشکیل۔عمومی اصول اور خطوط کار (مترجم پروفیسر محمد سلیم) مطبوعہ ادارہ تعلیمی و تحقیق، تنظیم اساتذہ پاکستان، 1989ء

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

طلبہ کو کب بتانی اور سکھانی ہے؟

۴۔ نصاب سازی اور نصابی کتاب کی تدوین خود ایک فن ہے۔ جو اس شخص اس فن میں مہارت نہ رکھتا ہو وہ اس کام کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

تربیت کرنے والے مربی استاد کی اہلیت

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ ہر استاد اور معلم کو مربی ہونا چاہیے تاہم اگر تعلیمی ادارے کے سربراہ کو اللہ تعالیٰ توفیق دیں اور وہ اپنے سکول میں ایک 'تربیت کمیٹی' قائم کرے اور اس کمیٹی کی سربراہی کی ذمہ داری کسی استاد بالخصوص اسلامیات کے استاد کو دے تو اسے ذہن میں رکھنا چاہیے کہ طلبہ کی اسلامی تربیت کے لیے کیا اہلیتیں درکار ہیں؟ ہماری رائے میں یہ صفات درج ذیل ہیں جو ہر استاد اور بالخصوص مربی استاد میں ہونی چاہئیں۔ [1]

ا۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے کہ" فاقد الشیئ لا یعطیہ" یعنی اگر کسی شخص کے پاس کوئی شے موجود ہی نہ ہو تو وہ اسے دوسروں کو کیسے دے سکتا ہے؟ مطلب یہ کہ جس شخص کی اپنی تربیت نہ ہوئی ہو وہ دوسروں کی تربیت نہیں کر سکتا۔ تربیت، تعمیر سیرت اور کردار سازی تعلیمی اصطلاحات ہیں جبکہ اس مقصد کے لیے قرآن حکیم نے 'تزکیۂ نفس' کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ تزکیۂ نفس کا مطلب بھی یہی ہے کہ انسان قرآن وسنت کے مطابق اچھے اخلاق اور تعمیری رویوں کو پروان چڑھائے اور اخلاق رذیلہ اور برے رویوں کو ترک کرے یعنی فضائل کا اکتساب اور رذائل کا ترک اور یہی تعلیم وتربیت کا مقصود ہوتا ہے لہٰذا ایک مربی استاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ طلبہ کی تربیت سے پہلے اپنی تربیت کرے، طلبہ کے نفوس کا تزکیہ کرنے سے پہلے خود اپنے نفس کا تزکیہ کرے اور اپنے نفس کو بڑی حد تک عیوب اور خامیوں سے پاک کرے۔

---

[1] ہماری کتاب "تعلیمی ادارے اور کردار سازی" اور "تعلیمی اداروں میں تعمیر سیرت" تربیہ ہینڈ بک وگائیڈ کا ضمیمہ اول، مطبوعہ کتاب محل، دربار مارکیٹ، لاہور، 2018ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ ہر استاد کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ چاہے نہ چاہے طلبہ اس کو آئیڈیلاز کرتے ہیں یعنی وہ اس جیسا بننا چاہتے ہیں، ہر معاملے میں استاد کی نقل کرنا چاہتے ہیں لہٰذا اگر وہ اپنا تزکیۂ نفس نہیں کرتا اور اپنی اصلاح و تربیت کر کے خود کو عیوب سے پاک نہیں کرتا اور اس کی وجہ سے اس کے طلبہ کی بری اور غیر اسلامی تربیت ہوتی ہے تو اس کا وبال اس کے سر پر ہے اور آخرت میں وہ اس وجہ سے مستحق عقاب ہوگا کیونکہ جس طرح صدقۂ جاریہ ہوتا ہے اسی طرح گناہِ جاریہ بھی ہوتا ہے یعنی اگر استاد اچھے کام کرتا ہے اور اس کو دیکھ کر اس کے شاگرد وہی اچھے کام کرتے ہیں تو استاد اگر فوت بھی ہو جائے تو اس کے تلامذہ کے نیک کاموں کی وجہ سے ان کا اجر و ثواب اس فوت شدہ استاد کو ملتا رہے گا۔ اور اس کے برعکس بھی صحیح ہے یعنی اگر استاد برے کام کرتا ہے اور اسے دیکھ کر اس کے شاگرد بھی برے کام کرتے ہیں تو اس استاد کی زندگی میں بھی اور اس کے مرنے کے بعد بھی ان کا گناہ اس کے کھاتے میں جمع ہوتا رہے گا اور اس کی سزا اسے بھگتنا ہوگی۔ اس لیے ضروری ہے کہ استاد اپنا تزکیۂ نفس کرے اور تعمیری عادتیں اپنائے۔

۳۔ مربی استاد کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ کس عمر کے طالب علم کو کون سی اقدار کب سکھائے اور ان پر عمل کرائے۔ گویا طالب علم کی عمر، اس کی ذہنی و نفسی حالت اور اس کی علمی سطح کو اسے ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ اس کا کردار ایک طبیب حاذق کا سا ہونا چاہیے کہ وہ ایک مرض میں مبتلا ہر مریض کو ایک ہی دوا نہیں دیے چلا جاتا بلکہ ہر مریض کی عمر، جنس، مزاج، ماحول اور پس منظر کا لحاظ رکھتا ہے۔

۴۔ بچوں کی تربیت کا کام صرف شفقت و محبت سے ہو سکتا ہے۔ ڈنڈے کا استعمال یہاں نقصان دہ ہوتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ استاد حلیم الطبع ہو اور خوش گوار مزاج رکھتا ہو۔ اس کا معیار یہ ہے کہ جس طرح وہ خود جہنم کی آگ سے بچنا چاہتا ہے اور اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے بچانا چاہتا ہے اسی طرح اسی جذبے سے وہ اپنے شاگردوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوشش کرے اور جس طرح اپنی سگی اولاد سے محبت اور خیر خواہی کرتا ہے اسی طرح اپنے شاگردوں سے محبت اور خیر خواہی کرے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو یقیناً طلبہ کی اچھی تربیت کرنے پر قادر ہو جائے گا۔

۵۔ اپنا تزکیہ کرنا بھی ایک مشکل کام ہے اور خصوصاً دوسروں کا تزکیہ کرنا تو بہت ہی مشکل کام ہے اور اس کے لیے خصوصی مہارت درکار ہوتی ہے۔ یہ ایک فن ہے اور دیگر فنون کی طرح اس کے لیے بھی کتابی علم کافی نہیں ہوتا بلکہ کسی ماہر فن کے ساتھ کام کر کے اس کی مہارت اور تربیت حاصل کرنا ناگزیر ہوتا ہے لہٰذا اس امر کی طرف دھیان دینا بھی ضروری ہے۔

تعلیم کی اسلامی تشکیلِ نو کس کی ذمہ داری ہے؟

پبلک اور پرائیویٹ سیکٹر کا کردار

تعلیم کی اسلامی تشکیل نو پر بحث کو سمیٹتے ہوئے اب ہم اس کے آخری جزو کی طرف آتے ہیں کہ مان لیا کہ تعلیم کی اسلامی تشکیل نو کا معاملہ بہت اہم ہے۔ اہم ہی نہیں اہم ترین ہے۔ یہ مسلمانوں کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے کیونکہ دنیا و آخرت میں ان کی کامیابی کا انحصار اسی کام پر ہے لیکن سوال یہ ہے کہ یہ اہم ترین کام کرنا کس کی ذمہ داری ہے؟ اسے کون کرے گا؟

ہمارے نزدیک یہ ہر مسلم حکومت کے کرنے کا کام ہے کیونکہ اس کام کے لیے جتنے وسائل درکار ہیں وہ ایک حکومت ہی آسانی سے فراہم کر سکتی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے مسلم ممالک میں اکثر حکومتوں کو اس کام کا اور اس کی اہمیت کا احساس نہیں۔ ان کو اس کام کی اہمیت کا احساس دلانا چاہیے لیکن اگر وہ پھر بھی نہ سمجھیں اور یہ کام نہ کریں تو خاموش ہو کر اور ہاتھ توڑ کر بیٹھ نہیں رہنا چاہیے بلکہ پرائیویٹ سیکٹر کو اس کام کے لے آگے آنا چاہیے۔ سکول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چینز (School Chains) کو خود آگے بڑھنا چاہیے اور اس غرض سے نصاب سازی کا ایک شعبہ قائم کرنا چاہیے جو اسلامی تناظر میں نہ صرف اسلامی نصابی کتب تیار کرے بلکہ تعلیم کے دوسرے شعبوں کے لیے بھی اسلامی معیارات (Islamic Standards) تیار کرے اور جو تعلیمی ادارے ان معیارات کے حصول کے لیے کام کرنا چاہیں وہ ان کی مدد کرے۔ یہ کام چونکہ فی سبیل اللہ نہیں ہوسکتا لہٰذا وہ اپنے اخراجات بعد میں ملحقہ سکولوں سے وصول کر سکتا ہے لیکن ہماری رائے میں یہ عظیم کام کاروبار بہر حال نہیں ہے کہ اسے بزنس کی طرح نفع اندوزی کی نیت سے چلایا جائے۔ تعلیم و تربیت مسلم روایت میں کبھی کاروبار نہیں رہی اور نہ اسے کاروبار بنانا چاہیے۔ بُرا ہو مغربی فکر و تہذیب کا جس نے تعلیم کو کاروبار بنا دیا ہے اور اللہ ہدایت دے ان مسلمانوں کو جنھوں نے مغرب کی پیروی کرتے ہوئے مسلم معاشروں میں تعلیم کو کاروبار بنا لیا ہے۔

تاہم پرائیویٹ سیکٹر میں نصابات اور تعلیم کی تشکیلِ نو پر کام کرنے والے افراد میں وہ صفات لازماً ہونی چاہئیں جن کا ہم نے سطور بالا میں ذکر کیا ہے۔ خصوصاً تعلیم کے ان چار وں اہداف کو پیش نظر رکھنا ہوگا جن کا ذکر ہم نے اس مقالے کے شروع میں کیا ہے یعنی اسلامی تناظر کو ملحوظ رکھنا، مغربی فکر و تہذیب کا ردّ، تعلیمی ثنویت کا خاتمہ اور تربیت و تزکیہ کو اہمیت دینا۔

پاکستان کے ممتاز اسلامی سکالر مرحوم ڈاکٹر محمود احمد غازی نے اس کام کی اہمیت اور Urgency یعنی اسے فوری کیے جانے کے حوالے سے ایک دفعہ کہا تھا: ''علوم کی تنقید و تنقیح کے اس عظیم الشان کام کے لیے اب تاریخ ہم کو شاید مزید مہلت نہ دے۔ اگر مستقبل قریب میں بھی ہم کچھ کر لینے میں کامیاب ہو گئے تو خیر ورنہ اسلامی اقدار اور اسلامی تہذیب کا احیاء ایک خواب و خیال ہو کر رہ جائے گا بلکہ تغیر پیہم کی اس دنیا میں ہمارے لیے اپنا ملی وجود

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

برقرار رکھنا بھی ممکن نہ رہے گا۔"[1]

لہٰذا ہماری یہ سوچی سمجھی رائے ہے کہ پاکستان کی بقا، استحکام اور ترقی معلق ہے تعلیم کی اسلامی تشکیلِ نو پر۔ اگر ہم نے یہ کام صحیح خطوط پر (جن کا ذکر ہم نے سطور بالا میں کیا ہے) کرلیا تو ان شاء اللہ ہم دنیا میں بھی کامیاب ہوں گے اور آخرت میں بھی۔ لیکن اگر ہم نے یہ کام نہ کیا اور نہ اس کی اہمیت کو محسوس کیا تو اللہ تعالیٰ کے اس انتباہ کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اپنے نافرمانوں کو اس طرح سزا دیتا ہے کہ آج ہم ان کی بھنک بھی نہیں پاتے[مریم: ۹۸]۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس انجام سے محفوظ رکھے، اسلام پر عمل کی توفیق دے، خصوصاً اسلامی نظامِ تعلیم کی تشکیلِ نو کی توفیق دے اور ہمیں دنیا و آخرت کی رسوائی سے بچائے۔

[1] غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضرات تعلیم (مرتبہ سید عزیز الرحمن) زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی، 2017ء ص: 243

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ملک محمد حسین

یکساں نظامِ تعلیم ۔نجی شعبے کی ترجیحات اور مشکلات

تحریک انصاف کی موجودہ حکومت اپنے منشور میں بھی اور حالیہ اعلانات میں بھی مسلسل اعلان کرتی رہی ہے کہ وہ کئی طرح کے نظام ہائے تعلیم کو ختم کر کے ملک میں یکساں نظامِ تعلیم رائج کریں گے۔ ہماری نظر میں ان کا یہ عزم قومی یکجہتی اور ملکی ترقی کے لیے ایک احسن عزم ہے۔اس سے پہلے محب وطن ماہرین تعلیم اور اساتذہ تنظیمیں اس کے حق میں آواز بلند کرتی رہی ہیں۔ ہماری نظر میں یکساں نظامِ تعلیم سات عناصر ہیں جو یہ ہیں:

۱۔ یکساں نصاب	۲۔ یکساں درسی تکب
۳۔ یکساں ذریعہ تعلیم	۴۔ یکساں تعلیمی سہولتیں
۵۔ یکساں تعلیمی اور طبعی ماحول	۶۔ یکساں اساتذہ
۷۔ یکساں امتحان اور سرٹیفکیشن	

آئیڈل صورتِ حال میں ان ساتوں عناصر کا ماحقہ موجود ہونا ضروری ہے تب ہم کسی نظام تعلیم کو یکساں نظام تعلیم کا درجہ دیں گے تاہم اگر بعض حالات میں کچھ عناصر کے سلسلہ میں صرفِ نظر کرنا ضروری ہو تو کم از کم چار عناصر ایسے ہیں جن پر یکساں نظام تعلیم کے سلسلہ میں کوئی سمجھوتا ہو سکتا وہ ہیں:

۱۔ یکساں نصاب	۲۔ یکساں درسی کتب
۳۔ یکساں ذریعہ تعلیم	۴۔ یکساں امتحان اور سرٹیفکیشن

ہم سمجھتے ہیں کہ ۵ سے ۱۶ سال کی عمر کے طلبہ یعنی دستور کی شق 25-A کے مطابق لازمی تعلیم کی عمر کے طلباء کے لیے یکساں نظام تعلیم دستوری تقاضا ہے۔ بعد کی تعلیم میں بھی یکسانیت ضروری ہے لیکن اعلیٰ تعلیم میں قومی نظریہ حیات، اسلامی اقدار اور مخصوص قومی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضروریات کے فریم ورک میں رہتے ہوئے تنوع کی اجازت ہونی چاہیے۔

اب جو اعلانات سامنے آ رہے ہیں اور جو اقدامات کنکریٹ شکل میں ہمارے سامنے آئے ہیں وہ ہماری رائے میں محل نظر ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے وفاقی وزیر تعلیم جناب شفقت محمود سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ:

۱۔ نیشنل کریکولم کونسل بنائی گئی ہے جس میں تمام صوبوں کی دو سطحوں پر نمائندگی ہے۔ اعلیٰ سطح پر مصروف دانشور، صحافی، سیاستدان، علماء اور بیوروکریٹ شامل ہیں جب کہ دوسری سطح پر پروفیشنلز اور ماہرین تعلیم ہیں۔ نیشنل کریکولم کونسل یکساں نصاب کا تعین کرے گی۔

۲۔ یکساں نصاب کے لیے پانچ یا چھ لازمی کورسز کا تعین کیا جائے گا جو تمام سکولوں میں سب طلبہ کے لیے لازمی ہوں گے۔ اس کے علاوہ تعلیمی ادارے جو کچھ پڑھانا چاہیں اس میں وہ آزاد ہوں گے۔

۳۔ وقت کے ساتھ ساتھ سکول سطح پر یکساں امتحان اور سرٹیفکیشن نافذ کرنے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

پہلے قدم کے طور پر حکومت نے نصاب سازی کا کام شروع کر دیا ہے۔ دسمبر میں پری سکول سے پانچویں جماعت تک نصاب کا ابتدائی مسودہ جاری کیا گیا ہے اور ساتھ ہی اقدار کی تعلیم (Value Elucation) کا بارہویں جماعت تک تفصیلی فریم ورک دے دیا ہے۔ مڈل اور ثانوی جماعتوں کے لیے نصاب سازی کا کام جاری ہے۔

پرائمری سطح کے نصاب کا جو ابتدائی مسودہ جاری کیا گیا ہے اس کے مطابق:

- پہلی اور دوسری جماعت میں انگریزی، اردو، ریاضی اور معلومات عامہ (جنرل نالج) کے مضامین تجویز کیے گئے ہیں۔

جنرل نالج میں معاشرتی علوم، سائنس اور اسلامیات کی معلومات دی گئی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- تیسری جماعت میں انگریزی، اردو، ریاضی، معلومات عامہ اور اسلامیات کے مضامین تجویز کیے گئے ہیں۔
- چوتھی اور پانچویں جماعت میں انگریزی، اردو، ریاضی، سائنس، اسلامیات، معاشرتی علوم کے مضامین تجویز کیے گئے ہیں۔

نصابی تجاویز میں تعلیمِ اقدار یعنی ویلیو ایجوکیشن (Value Elucation) کے نام سے ایک علیحدہ نصابی کتابچہ دیا گیا ہے اور دعویٰ کیا گیا ہے کہ مجوزہ ویلیوز (Values) سارے نصاب اور سارے مضامین میں اساسی فکر کے طور پر نصابی بُنت میں پھیلی ہوں گی اور یہی اقدار طلبہ کی شخصیت کا حصہ بنائی جائیں گی۔

- ویلیو ایجوکیشن، جنرل نالج، معاشرتی علوم وغیرہ کی تفصیلات دیکھ کر یہ واضح ہوجاتا ہے کہ نصاب کی تشکیل ہیومنزم (Humanism) کے فلسفے کی بنیاد پر کی گئی ہے۔

ویلیو ایجوکیشن میں جن ویلیوز کو طلبہ کی شخصیت اوران کی فکر وخیال میں جاگزیں کرنے کا عزم کیا گیا ہے وہ روٹ ویلیوز یا اساسی اقدار حسب ذیل ہیں:

1. Compassion and Care
2. Integrity and Honesty
3. Responsible Citizenship

ذیلی اقدار میں جن قدروں کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہیں:

Compassion and care for self, compassion and care for others, compassion and care for environment, safety and security, truthfulness, trustworthiness, fairness, hard work, pursuit of excellence, say no to corruption, understanding the organization of society, respect for law, rules and regulations, collaboration, respect for diversity, tolerance, peace and social cohesion, democratic values, human rights, local and global citizenship, health education, gender equality, equality, digital citizen, cyber citizen.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بتایا گیا ہے کہ ویلیوز یا اقدار نظامِ عقائد (Belief System) کی توضیح کرتی ہیں، ایسا نظامِ عقائد جو ہمارے رویوں، فکر وتدبر اور اعمال کی تشکیل کرتا ہے۔ اقدار ہمیں اس قابل بناتی ہیں کہ ہم منصفانہ اور غیر منصفانہ میں تمیز کر سکیں اور ٹھیک اور غلط میں فرق سمجھ سکیں۔ نیز اقدار مضبوطی سے پکڑے ہوئے وہ اصول ہوتے ہیں جو ہماری زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

نصابی کتابچے میں جا بجا کہا گیا ہے کہ مذکورہ اقدار پورے نصاب میں (Cross cutting themes) کے طور پر پھیلا دی جائیں گی اور جب ہم جنرل نالج، معاشرتی علوم حتیٰ کہ اسلامیات کے مجوزہ نصاب پر نظر ڈالتے ہیں تو ویلیو ایجوکیشن کے یہ تصورات ہر طرف بکھرے اور اُبھرتے نظر آتے ہیں۔

یہ بات علمی حلقوں میں اظہر من الشّمس ہے کہ ہیومنزم (Humanism) باقاعدہ ایک فلسفہ ہے جو ایک مربوط نظام حیات کا تقاضا کرتا ہے۔ اس کا اپنا ایک ورلڈ ویو یعنی تصورِ کائنات ہے اور یہ کسی خدائی سکیم کو نہیں مانتا۔ یہ آج کے دور میں مغرب کا نظامِ حیات ہے۔ ہیومنزم اپنے عملی اقدامات میں انسانوں کی مخلوق کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ پہلی قسم ہے Humans، دوسری قسم ہے Sub-Humans اور تیسری قسم ہے Non-Humans۔ مغربی لوگ اپنے آپ کو ہیومنز کہتے ہیں۔ ایشیائی لوگ ان کے نزدیک Sub-Humans ہیں اور غیر ترقی یافتہ معاشرے مثلاً افریقی Non-Humans ہیں۔ دنیا میں اس وقت جو جنگ وجدل، قتل وغارت اور ظلم وستم نظر آ رہا ہے وہ ہیومنزم کے انہی تصورات کی وجہ سے ہے۔ ہمارے مقتدر حلقے ہیومنزم کے فلسفۂ حیات کو اور ہیومنزم کی اقدار کو ہماری تعلیم کی بنیاد بنانا چاہتے ہیں جب کہ اس کے مقابلے میں:

۱۔ ہمارا نظامِ حیات ۲۔ ہمارا ورلڈ ویو ۳۔ اور ہمارا آئین اور معاشرتی نظام جس فلسفۂ حیات پر مبنی نظامِ تعلیم اور نصابِ تعلیم کو متشکل کرنا چاہتا ہے وہ اسلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔نظریۂ پاکستان، قائداعظم کے تصورات، قرارداد مقاصد، آئین کا آرٹیکل 31 تقاضا کرتا ہے کہ ہمارا قومی نظامِ تعلیم اور ہمارا قومی نصاب اسلام کے نظامِ حیات پر مبنی ہوگا جس کی اساسی اقدار یا پرائیم ویلیوز توحید، سالت، آخرت اور عبادت ہیں جن میں انسان بنیادی طور پر اللہ کا عبد ہے اور اس کا مقصد زندگی اللہ کی عبادت یعنی بندگی اور اطاعت ہے اور جن کی ذیلی اقدار میں حلال، حرام، عدل، ظلم، گناہ، ثواب، خیر، شر، دیانت، امانت، صدق، تعاون، اعتدال وغیرہ ہیں اور یہی وہ اقدار ہیں جو پورے نصاب کے تانے بانے میں پھیلی ہوں گی اور تعلیم کا مقصد انہی اقدار کو نئی نسل کے رویوں اور فکر و عمل میں جاری و ساری کرنا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بالکل مختلف ذہن اس نصابی کام پر حاوی ہے جو ہماری آئندہ نسلوں کو اپنے دین، اپنے کلچر، اپنی روایات اور اپنے تصورِ کائنات سے دور لے جانا چاہتا ہے۔ اگر ہم پچھلے چند سالوں پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ مغربی این جی اوز اور خاص طور پر یو ایس کمیشن آن انٹرنیشنل ریلیجس فریڈم US Commission on International (Religious Freedom) یعنی ''امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی'' نے ہماری تعلیمی پالیسیوں پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ مذکورہ امریکی کمیشن نے ۲۰۱۵ء میں جو ہماری نصابی اور درسی کتب پر تحقیقات کروائیں ان کے مطابق تقریباً ۷۰ موضوعات کو قابل اعتراض گردانا گیا۔ یہ سب کے سب موضوعات مذہبی موضوعات ہیں نیز جن اقدار کو ہمارے نصاب اور درسی کتب میں نافذ کرنے کی سفارش کی گئی وہ سارے کے سارے وہی ہیں جو ہم نے ان کی ویلیو ایجوکیشن کے تحت گنوائے ہیں۔ امریکی مذکورہ کمیشن کی رپورٹوں میں جہاد کو خصوصی نشانہ بنایا گیا نیز احمدیوں کے متعلق اعتراض اٹھائے گئے۔ مذکورہ کمیشن کی ۲۰۱۹ء کی رپورٹ میں پاکستان کے اس قانونی اقدام کی سخت مخالفت کی گئی ہے جس کے مطابق قرآن ناظرہ اور ترجمۂ قرآن سکولوں میں لازمی مضمون کے طور پر پڑھایا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے زیر نصابی خاکے میں پوری اطاعت گزاری کے ساتھ امریکی سفارشات پر عمل کیا گیا ہے۔

نصاب کے اجمالی ذکر کے بعد ہم نجی شعبہ کے سکولوں کی کیفیت اور نوعیت پر نظر ڈالتے ہیں پاکستان میں پرائیویٹ سیکٹر میں قائم سکولوں کی تعداد کم وبیش ایک لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ان ایک لاکھ سکولوں میں تقریباً ۵۵ ہزار سکول صوبہ پنجاب میں واقع ہیں۔ایک محتاط اندازے کے مطابق پرائیویٹ سیکٹر کے سکول، سکول سطح پر پڑھنے والے کل طلبہ کی ۴۰ فیصد تعداد کو خدمات مہیا کر رہے ہیں۔ پرائیویٹ سیکٹر میں قائم سکولوں کے علاوہ دینی مدارس ہیں جنہیں نجی شعبہ کے ادارے ہی شمار کیا جا سکتا ہے اگر چہ یہ ادارے نجی شعبہ کے سکولوں کی طرح کمرشل ادارے نہیں بلکہ مخیر ادارے ہیں جو طلبہ کو تعلیم کے علاوہ رہائش اور کھانا بھی مفت فراہم کرتے ہیں۔ دینی مدارس کی تعداد اس وقت ۳۵ ہزار کے لگ بھگ ہے اور ان میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی تعداد بھی ۲۵ لاکھ سے زیادہ ہے۔

پرائیویٹ سیکٹر میں قائم سکولوں کی نوعیت اور کیفیت ایک جیسی نہیں ہے۔ ان میں غالب تعداد تو ان سکولوں کی ہے جو انفرادی حیثیت میں کام کر رہے ہیں اور شہروں دیہاتوں کے گلی محلوں میں کھلے ہوئے ہیں۔ کچھ سکول ایسے بھی ہیں جو ہیں تو انفرادی ملکیت میں یا کسی چھوٹی این جی او کے تحت کام کر رہے ہیں۔ تین سے دس پندرہ تک ایک گروپ کی شکل میں کام کرتے ہیں۔

ایک کافی بڑی تعداد ان سکولوں کی ہے جو سکول چین کی شکل میں کام کرتے ہیں۔ ہم ان سکول چینز کو دو گروپوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ایک وہ جنہیں پوش چینز کہہ سکتے ہیں اور دوسرے وہ جو مڈل کلاس خاندانوں کی توجہ حاصل کرتے ہیں۔

پوش چینز میں:

بیکن ہاؤس سکولز، سٹی سکولز، گرامر سکولز (مثلاً لاہور گرامر) پنجاب سکولز، آرمی پبلک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سکولز، گریژن سکولز، کیڈٹ کالجز، چاند باغ سکول، ایچیسن کالج، آغا خان فاؤنڈیشن سکولز، انٹرنیشنل سکول آف شوئیفات، نرویل سکول، ہیڈ مقاوٹ سکول وغیرہ۔

مڈل کلاس اور اپر مڈل کلاس لوگوں کو متوجہ کرنے والے سکولوں کے سسٹمز میں دارِارقم سکولز، حرا سکولز، الائیڈ سکولز، نالج سکولز، لیڈ سکولز، عثمان سکولز، قومی فاؤنڈیشن سکولز، ریئز فاؤنڈیشن سکولز، انٹرنیشنل اسلام یونیورسٹی سکولز، ریفا سکولز، دعوہ سکولز، منہاج سکولز، دی ایجوکیٹرز، یقین ماڈل سکولز، نفاع سے منسلک ہزاروں سکولز، اس کے ساتھ لوئر کلاس آبادی کو خدمات دینے والے ریڈ فاؤنڈیشن سکولز، غزالی سکولز، ہلال سکولز وغیرہ شامل ہیں۔

نیم سرکاری اور نیم نجی سکول جو ڈی پی ایس کہلاتے ہیں وہ بھی پنجاب کے ہر ضلع میں قائم ہیں۔ اب آیئے دیکھتے ہیں کہ ان اداروں کی کیفیت کیا ہے۔ بنیادی طور پر ان اداروں کو تین الفاظ میں مکمل طور پر بیان کیا جاسکتا ہے اور وہ تین الفاظ ہیں کمرشلائزیشن، ڈلیبرانائزیشن اور لبرالائزیشن۔ مخلوط تعلیم اور انگلش میڈیم ان تینوں اصطلاحوں کے تانے بانے میں شامل ہے۔ جن اداروں نے اسلامائزیشن کا نعرہ بھی بلند کر رکھا ہے وہ بھی امرودوں کی ایک قسم کی طرح باہر سے سبز لیکن اندر سے سُرخ ہی ہیں۔ اسلام بطور دین تو دینی مدارس میں بھی ناپید ہے پرائیویٹ سیکٹر کے نام نہاد انگلش میڈیم سکولوں میں اسلامیت تلاش کرنا سراسر کارِ عبث ہے۔

تمام پرائیویٹ سیکٹر کے سکولوں کی ترجیح اوّل مال کمانا اور محض مال کمانا ہے جب کہ پوش سکولوں میں اپنے بچے داخل کرانے والوں کی چار ترجیحات ہوتی ہیں۔ پہلی سٹیٹس، دوسری بیرونی تعلیمی اداروں میں بلا روک ٹوک داخلہ، تیسری بیرونی ملکوں خصوصاً مغربی ملکوں کا بلا روک ٹوک ویزا اور چوتھا با اثر خاندانوں کے سپوتوں سے دوستی اور سماجی رابطے کے مواقع۔

پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی کمائی کی ایک جھلک اگر پیش کی جائے تو مثلاً بیکن ہاؤس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سکول سسٹم کی ماہانہ فیسوں کا ٹرن اوور ایک اندازے کے مطابق تین ارب ہے جب کہ کتابوں کا پیوں ، نال پوائنٹوں ، یونیفارم اور بوٹوں وغیرہ سے بھی سالانہ اربوں کماتے ہیں۔ دوسری طرف اگر مڈل کلاس اسلامی چہرے والے سکول سسٹم یعنی دارِ ارقم کو دیکھا جائے تو ان کی فیسوں کا ماہانہ ٹرن اوور بھی ۲۸ سے ۳۰ کروڑ سے کم نہیں ہے جس میں سے شاید دس فیصد انتظامیہ کو جاتا ہے، کتابوں کا پیوں وغیرہ کی آمدن اس کے علاوہ ہے اور فرنچائیز فیس لاکھوں کروڑوں بھی اکٹھے ہوتے ہیں۔ پرائیویٹ سسٹم میں اس وقت تقریباً ۲ کروڑ بچے پڑھ رہے ہیں۔ اگر پورے پرائیویٹ سسٹم کی ماہانہ اوسط فیس فی طالب علم ایک ہزار بھی تصور کی جائے تو پرائیویٹ سکولوں کو ہر ماہ والدین ۲۰ ارب روپے اور سال بھر ۲۴۰ ارب روپے ادا کرتے ہیں۔ ایڈمشن فیس اور دیگر اخراجات اس میں شامل نہیں ہیں۔ بہت سارے پوش سکولز اپنے بچوں کو اولیول ۔ اے لیول، آئی جی سی ایس ای (IGCSE) اور فرانس، جرمی، کینڈا کے بیرونی امتحانات دلاتے ہیں۔ صرف اولیول اور اے لیول کے کیمبرج یونیورسٹی کے امتحانات کے لیے یہ غریب پاکستانی قوم سالانہ کم ازکم ۱۶۰ ارب روپے ادا کرتی ہے۔

پرائیویٹ تعلیمی اداروں کا نصاب

پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں انگلش میڈیم نصاب ہی چلتا ہے جب کہ مڈل اور اپر مڈل کلاس کے تعلیمی اداروں میں درسی کتب کے حوالے سے ترجیح اول آکسفور یونیورسٹی پریس کی کتابیں ہیں۔ والدین بھی جب اپنا بچہ داخلے کرانے کسی سکول میں جاتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ آپ نے نصاب کون سا لگا رکھا ہے۔ اگر جواب ملے کہ آکسفورڈ کا نصاب ہے تو والدین مطمئن ہوکر بچہ داخل کرواتے ہیں۔ دیگر بک سیریز بھی دستیاب ہیں مثلاً آفاق، گابا وغیرہ۔ اب تو سب سسٹمز نے ورک بکس کے نام پر اپنی اپنی سیریز بھی شروع کر رکھی ہیں۔ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب کا ذکر اس لیے کیا جا رہا ہے کہ اگر یکساں نظام تعلیم لاگو کرنا ہے تو کم از کم نصاب اور کتاب تو ایک جیسے کرنے پڑیں گے نیز ذریعۂ تعلیم میں یکسانیت کے ساتھ بیرونی امتحانات بھی ختم کرنا ہوں گے۔

مشکلات

اب ہم یکساں نظام تعلیم نافذ کرنے کی راہ میں مشکلات کا ذکر کرتے ہیں اور آخر میں دیکھتے ہیں کہ ممکنات کیا ہیں۔

یکساں نظامِ تعلیم کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ پرائیویٹ سیکٹر کے مالی مفادات ہیں۔ جیسا کہ اوپر ہم نے ایک چھوٹی سی جھلک دکھائی یہ مالی مفادات بہت زیادہ ہیں نیز ان مالی مفادات کی پشت پر بااثر اور مقتدر لابی ہے۔

دوسرا عام انفرادی سکولوں اور مڈل کلاس کے سکول سسٹمز کو چھوڑ کر جو پوش سطح کے سکول سسٹمز ہیں جن میں بیکن ہاؤس سکولز، سٹی سکولز، آرمی پبلک سکولز، ڈویژنل اور ڈسٹرک پبلک سکولز، کیڈٹ کالجز، ایچیسن کالج، چاند باغ سکول، فروبل سکول، شوئیفات سکول، ہیڈ شفاوت سکول اور اسی طرح کے چند اور سکول او سکول سسٹمز گنوائے جا سکتے ہیں جن میں سول اور فوجی بیوروکریسی، جاگیردار اور ارب پتی کاروباری مقتدر سیاستدان، ججز اور جرنلسٹس کے چشم و چراغ پڑھتے ہیں اور جنھوں نے ثانوی سکول کے مغربی اور امریکن یونیورسٹیوں میں داخلہ لینا ہوتا ہے وہ ہی تو ہیں جنھوں نے فیصلہ سازی کرنا ہوتی ہے۔ اس لیے وہ اس کی کبھی بھی اجازت نہیں دیں گے۔ چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر ہمارے ملک کا تاریخی طور پر سب سے زیادہ طاقت ور حکمران ہوتا ہے۔ جنرل ضیاء الحق نے اپنے اقتدار کے دوران فیصلہ کیا کہ میٹرک تک ذریعہ تعلیم اردو ہوگا اور مقرر کیا کہ فلاں سال سے میٹرک کا امتحان پورے ملک میں صرف اردو میں ہوگا لیکن ہوا یہ کہ ساتھی جرنیلوں اور ان کی بیگمات نے دو تین سالوں میں ہی فیصلہ واپس کرا دیا۔ موجودہ حکومت جو اپنے احکامات کے نفاذ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کمزور ترین حکومت ہے اور ان کی مرہون منت ہے جو اصل حکمران ہیں تو یہ ان حکمرانوں کے مفادات کے علی الرغم اتنا دور رَس فیصلہ کیسے نافذ کرسکتی ہے جس کے نتیجہ میں محمود و ایاز ایک صف میں کھڑے ہو جائیں۔

تیسرا اہم طبقہ مدارس کا ہے اور جس سیکولر اور لبرل انداز میں موجودہ حکومت نصاب سازی کر رہی ہے اور جس طرح ہیومنزم کے دین کو نصاب کے تانے بانے میں جاری کیا جارہا ہے اس کے نتیجے میں دینی مدارس اپنے سسٹم میں اس کو کیسے قبول کریں گے۔ معاشرے کی موجودہ صورتِ حال اور طبقاتی مفادات کے پیش نظر یکساں نظام تعلیم کا خواب فی الحال تو دیوانے کا خواب ہی نظر آتا ہے۔

کیا ممکن ہے اور کیسے ممکن ہے؟

اگر کوئی حکومت عزم بالجزم کے ساتھ یکساں نظام تعلیم نافذ کرنا چاہے تو اس کے لیے کچھ اقدامات اور کچھ سخت فیصلے کرنے ہوں گے جو یہ ہیں:

۱۔ نصاب سازی، درسی کتب کی تدویس اور نظام امتحان کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے قراردادِ مقاصد، آئین کے آرٹیکل 31 اور دیگر دستوری شقوں کو سامنے رکھتے ہوئے نیشنل کریکولم پالیسی فریم ورک تیار کیا جائے جس کی تیاری میں محب وطن اور محب اسلام اعلیٰ تعلیم یافتہ ایجوکیشنل پروفیشنلز، علماء کرام اور دانشور حضرات شامل ہوں۔ یہ نیشنل کریکولم پالیسی فریم ورک ایکٹ کی شکل میں پارلیمنٹ سے منظور کرایا جائے۔

۲۔ مذکورہ نیشنل کریکولم فریم ورک کے تحت نصاب سازی کی جائے۔ قرآن وحدیث سے اسلامی اقدار اخذ کی جائیں اور یہ اقدار درسی مواد کے پورے تانے بانے میں شامل کی جائیں۔ اسلامی اقدار کو اس طرح سمونے سے شخصیت جنم لے گی اس میں رواداری، برداشت، قناعت، صبر، احترام اور معاشرتی خیر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ ہر قسم کے بیرونی امتحانات پر پابندی لگادی جائے۔ ہر سطح پر واحد قومی امتحان اور یکساں سرٹیفکیشن کا نظام لایا جائے۔

۴۔ کسی مجبوری کے تحت بیرون ملک سے پڑھ کر آنے والے طلباء کے لیے ملکی سطح کا اردو، اسلامیات اور پاکستان سٹڈیز کا امتحان پاس کرنا لازمی ہو تب ہی انہیں آئی بی سی میٹرک اور انٹر کی مساوی حیثیت تسلیم کرے۔

۵۔ ہائر ایجوکیشن کے اداروں اور ملازمتوں میں داخلے کے لیے میٹرک اور انٹر کا پاکستانی سرٹیفکیٹ لازمی ہو۔

۶۔ میٹرک تک انگلش میڈیم کا نظام بالکل ختم کر دیا جائے۔

۷۔ دینی مدارس کے ثانویہ اور خاصہ کے لیے لازمی ہو کہ وہ متعلقہ بورڈ کا میٹرک اور انٹر کا امتحان کے مساوی ہو۔

۸۔ دینی مدارس کے شہادۃ العالمیہ پاس نوجوانوں کو ایم۔ ایس، ایم فل، پی۔ ایچ ڈی عام یونیورسٹیوں سے کرنے کی اجازت ہو نیز سول سروس کے تمام درجوں کے لیے مقابلے کے امتحان میں شامل ہونے کی بھی اجازت ہو اس مقصد کے لیے قرآن، حدیث، فقہ وغیرہ کے متعلقہ مضامین اعلیٰ سروسز کے امتحان نصاب میں شامل کیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Dr. Muhammad Naseer Keyani *

Review of the draft of Single National Curriculum, 2019

The Committee reviewed the draft of National Curriculum 2019 in its meetings chaired by Dr. Muhammad Naseer Keyani.

It is appreciated that one curriculum for the whole nation is being prepared. It is must to keep the whole nation united and goal oriented. After the 18th amendment, the shifting the subject of education to the provinces created a divide among the provinces. It is hoped that in the presence of one curriculum, the national will unite and become strong. The findings of the Committee are as under:

1. Early Childhood Care and Education

a. Title page of SNC (Single National Curriculum) for ECCE (Early child hood care and education) is objectionable. Children are holding play cards of ‘Pathan and Punjabi.’ These play cards mention the differences and provincialism.

----

*I am Editor of this report which was prepared by a Committee of Educationists (whose names have been given at the end) which was constituted by Prof. Ghulam Akbar Qaisrani, President Tanzeem e Asatza Punjab.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

b. It was found that over all spirit of the draft of the curriculum is secular. It seems that the hidden agenda of the draft is to make the children secular. This is an alarming situation that very little or no stress is given on Islamic value system, Islamic social justice and Islamic norms.

c. Draft of National Curriculum for Early childhood Care and Education, 2019 is a complete and true copy of Curriculum for Early Childhood care and Education 2017. Even the Errors those were made in Curriculum for Early Childhood Care and Education, 2017 were repeated (e.g. Sustainable Development Goal for education SDG-4 target 4.9: by 2020, was written instead of 2030 in the document of CECCE-2017 and the same mistake has been repeated in draft of SNC for ECC&E-2019). The difference of the both documents is only the difference of headings i.e.

title of the Present Document is " Draft Single National Curriculum for Early Childhood Care and Education 2019" while the title of the previous Document was "Curriculum for Early Childhood care and Education 2107".

d. It is worth to note that the Committee members enlisted in two documents are different but the documents are the same. Is it not a great cheating that the document prepared and finalized by the previous government has been copied by the new one or by the committee members? This shows the seriousness of the ministry of

Federal government about Single National Curriculum (copies of the titles of the both documents and the names of the committee members are annexed as Annexture-1).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

e. Preface of draft SNC ECC&E has covered most of the areas but there is not a single sentence about Islam and Pakistan. There is a sentence at the end of paragraph 2 (Add key words to highlight the new additions such as values education and 21st century skills). Why this sentence is added and for whom it is added?

f. In the preface it is mentioned at the end of paragraph 4, "personality development with local, national and global perspectives where the aim is to help child become a responsible, law abiding citizen, fully aware of his/her role as custodian of national heritage and natural resources aiming to conserve and replenish" The Ideology of Pakistan and Islamic heritage are ignored.

g. The aims of education (Page 10, Heading 1.5) do not include aim to transform children to become true and practicing Muslims and patriotic citizen of Pakistan.

h. The objectives mentioned in the statement (1.5.2) are not objectives. These objective do not qualify the definition of objectives as objectives should be SMART (Specific, Measureable, Achievable, Realistic and Time bound). The authors mixed the concepts of aims, goals and objective. Are all these really aims and goals? Furthermore, the intentions of authors are not crystal clear. In other objectives they used the terms Nurture, create, foster, develop etc. but in objective related to Islam, they used the terms 'Provide knowledge and understanding of Islam and Islamic society'. Objectives have not been given any serial numbers, which is against the principles.

i. No objective is included regarding the ideology of Pakistan.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

j. Competency 3: Children will learn about and appreciate their heritage and culture. Develop an acceptance, respect and appreciation, for the diversity of cultures and languages.

k. Health, Hygiene and safety competency 1: Children will develop an

understanding of the importance of safe, hygienic practice. There is no concept of Haram and Halal food.

l. Health, Hygiene and safety competency 2: Children will develop an understanding of personal safety and security. Examples and ideas for implementation: Teacher can facilitate learning in the following ways: Discussion with children about private body parts and how good touch is different from bad touch, to emphasize the importance of being careful of strangers.

2. Social Studies

a. The terms multicultural, global, interfaith harmony, minorities, cultural, heritages and such other terms which are secular terms were used frequently but Islamic world, Islamic heritage and Islamic values were ignored.

b. Theme of social studies includes citizenship, economics, government and state, history, geography and culture but there is no mention of Islamic concepts.

c. The term 'Multicultural' is used again and again without focusing on the point that being Muslims, Pakistanis have many common and similar cultural norms. Instead of fostering on unity, discipline and faith, secular terms were often used in the social studies curriculum. The reviewers pinpointed the secular agenda of the curriculum. For

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

example the mission of the social studies program is given as to engage all students in a “rigorous, authentic, students centered learning environment that foster social understanding, civic efficiency and empathy in our multicultural, national and global societies” This has nothing about Islam, Pakistan and Islamic Ummah. Similar wording is found in the vision and scope.

d. Themes of social studies include citizenship, economic, government and state, history, geography and culture. The citizenship has nothing about Islam and ideology of Pakistan. The economics does not include Islamic economic system, Zakat and other means of helping the needy. Forbidding Interest, Riba and other unfair means of income and expenditure have not found any place in subtheme of Economics.

e. History includes prehistoric man, ancient civilizations (Mesopotamia, Nile valley, Greeks etc. but Islamic history, the history of subcontinent and Islamic justice, Ideology of Pakistan found no place in the subtheme of history.

f. Geography subtheme contains most of the regions other than ‘Muslim world’.

g. Subtheme of culture used word ‘different’ again and again but the common and similar traits of Pakistan have been ignored. Concept of civilization is missing.

h. Benchmarks for grade IV-V contain concepts of national and international personalities but the work and contribution of Muslim personalities is ignored. Role of minorities in developing Pakistan is given to project minorities and ignoring Muslims.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

i. Benchmark of Standard 7 includes understand the norms and advantages of multicultural society and interfaith harmony. Also Page 4 of 14 includes ‘students will be made to understand various festivals of minorities’ but understanding the festivals of Muslims is not included in the benchmark.

j. In benchmarks of Historical personalities, the students have to recognize services of national and international heroes like Quaid-e-Azam, Abdul Sattar Edhi, Ruth Pfau and Nelson Mandela but the Muslims Heroes like Salah ud din Ayubi, Tippu Sultan, Tariq Bin Ziad, Dr. Abdul Qadeer etc. found no place among heroes.

k. The whole curriculum for social studies seems to prepare secular and faithless minds having no ideology related to Islam and Pakistan, as there is nothing about Islam, Pakistan, Muslims, Islamic values, Muslim society and Islamic world in this document.

3. General science

The reviewers are of the view that:

i. Title page is not relevant with science. The diversity and multicultural theme is given which is not relevant to the science subject.

ii. The benchmarks by the end of the grade v, “student will be expected to…” . After completing grade v it is not just only expecting something instead of becoming able to ….

iii. Science is a practical and activity based subject. More stress is given on description, definition and other lower levels of learning objectives. It will promote rote learning and memorizing the concept instead of making discoveries and inventions.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

4. English Language

i. Title page is controversial. The children are holding play cards of ‘Pathan and Punjab’. What is hidden agenda of this picture? It shows differences.

ii. Very little stress is on functional English.

iii. Importance of minorities, Role of women, gender is overstressed.

5. Value Education

i. Values are caught not taught. Value education as a separate subject to be taught to the young children is an effort to add another book in the bags of innocent little children which is already heavier enough.

ii. In the presence of social studies and Islamic studies, addition of this subject will not only add weight of the school bag but also minimize the importance of Islamyat and social studies.

iii. The more and more stress on secular values ignoring the Islamic value system is given. Secular values have been fabricated and integrated throughout the document of value education.

iv. National, international and humanitarian values are important but ignoring the Islamic value system in a country that came into being on the base of Islamic ideology is meaningful.

v. The values of freedom of speech, tolerance, integrity, respect for diversity, social cohesion and appreciation of diverse system and values are good values but without limiting them and bounding them to a specific degree, these values will negatively affect the Islamic value system.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

vi. The document referred the National Education Policy 2009, “our education system must provide quality education to our children and youth to realize their individual potential and contribute to development of society and nation, creating a sense of Pakistani national-hood, the concepts of tolerance, social justice democracy, their regional and local culture and history based on the basic ideology enunciated in the constitution of Islamic Republic of Pakistan”; but it ignored the bounding of constitutions of Islamic Republic of Pakistan in setting the value education.

vii. Examples of cross cutting themes include core ethics and values , democratic values, human rights, peace education, local and global citizenship, education in emergencies, health education , gender equality, respect for diversity, environmental education but Islamic values which are very strong and authentic have been ignored.

viii. The main aim of value education seems to be taming the young minds to accept values, which may be against of their Islamic value system.

ix. The guiding principles (1.8) truly demarcated the Islamic and constitutional principles but these principles were ignored while preparing the value education document.

x. Care and self-health education include almost everything except the Islamic way of healthcare, cleanliness and hygiene. The five time prayers and Vuzu (وضو) for every prayer meets all the demands of the healthcare and hygiene but no attention was given on this aspect.

xi. All areas such as care for self-health Education, Ethics, attitudes and values, Compassion and care for others, care for environment, safety

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

and security include terms define, describe, explain, list, identify, understand etc. etc. These terms show that values education is not to for practice and implement but only for giving or getting information. It is only to add a subject in the list of subjects.

Recommendations

i. The title page of draft SNC for ECCE should be redesigned and should be true representation of one nation.

ii. In SNC for ECCE basics of Islam and ideology of Pakistan must be added to enable the learners to understand their roots and basic causes of creation of Pakistan.

iii. Islamic value system should be given space in the document.

iv. Instead of mentioning and discussing private body parts, the concept of Satr (ستر) should be introduced for both boys and girls. The children should be taught to safeguard their satr and teach and train them to not show the parts under satr to any other as it is against of the will of Allah and teaching of our Holy Prophet صلی اللہ علیہ وسلم

v. The aims of education in Pakistan are to transform the children to become true practicing Muslims but the SNC has not focused on it. Islam is the only binding force that can unite the people of Pakistan but SNC being a single curriculum failed to provide a single base of Islam to keep the nation united and upright. It is recommended to revisit the whole document to turn it to true Islamic curriculum.

vi. The objectives of SNE should be made specific, measureable, attainable (achievable) and time bound to evaluate and assess their

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

degree of achievability. Ideology of Pakistan should be included in the list of (so called) objectives.

vii. Recognition and appreciation of heritage avoiding Islamic heritage and Islamic civilization will lead the students to non-Islamic heritage. It will shake the basic principle of creation of Pakistan. It is therefore recommended to include Islamic heritage in the early childhood education to make the children proud Pakistani and true Muslims.

viii. The terms multicultural, diversity, interfaith harmony were over stressed and focused. The repeated used of these terms shows that secular mind is working behind the SNC. It is good to give value to others and making harmony with others faiths but ignoring Islamic just system and giving it no weightage is meaningful. It is therefore recommended to add Islamic value system and the Islamic basic principles to instill the strength of Islam in the minds of the young learners.

ix. The curriculum of Social Studies ignored the Muslim Ummah but more stress is posed on multicultural, national and global societies.

x. Social studies includes global citizenship but has ignored being member of Islamic Ummah. Economics includes nothing about Islamic Economic System, history includes other civilizations but ignored the Islamic historical background. It is recommended to include short Islamic history, Islamic economic system and its ingredients such as Zakat, ban on interest (Usury, Riba) and right and wrong means of earning and expenditure and other concepts of Islamic economic system to inculcate in the minds of the learners that Islam has a practical and valuable economic system that can make the world a peaceful and happier place of living.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

xi. History should include lesson regarding Muslim Heroes and Islamic Heritage. The ancient Egyptian, Mesopotamian, Nile valley and Greek history should not be taught in the early grades. In early grades, only the Islamic History should be taught to make a clear understanding of Islam and its history to the learners.

xii. Geography should include the areas and countries of the Muslim world to feel the learner proud to be member of Muslim community of the world.

xiii. Instead of using term different repeatedly, it is recommended to use the terms similarity and identical for Pakistani society. It should be instilled in the minds of the learners the concept of togetherness, unity and harmony all along Pakistan instead of promoting the differences and dissimilarities.

xiv. Role of minorities in developing Pakistan is not so prominent to be mentioned specially. The role of Muslim leaders and devotees should be focused in the early stages of education to become confident and proud Muslims.

xv. Festivals of Muslims should be included in the curriculum.

xvi. Muslim Heroes such as Slauddin Ayubi, Tariq bin Ziad, Tippu Sultan, Allama Iqbal, Muhammad Ali Johar, Dr. Abdul Qadeer Khan etc. should be included in the curriculum of history.

xvii. In General Science, more focus should be given on project method, activity and experiments, discovery and brain storming, inductive reasoning.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

xviii. Title of document of SNC for English should be redesigned to show the harmony and oneness of Pakistani nation removing the play card showing differences.

xix. Instead of conceptual and bookish knowledge regarding English, more orientation should be on functional and business English.

xx. The terms multicultural and diversity should not be used frequently in English language teaching

xxi. Less stress should be given on literature at the early stages. English as a subject should be taught and practiced but should not be used as medium of instruction at school level.

xxii. Value education should not be added as an additional subject rather it should be inculcated in other subjects like social Studies, Islamyat, Urdu and English. It would affect negatively the importance of Islamyat and social studies.

xxiii. Islam has a strong value system. It should be made part and parcel of the school education. Quran and Sunnah guide us to practice the values, giving weightage to the rights of the neighbors and others including minorities. Surah Hujurat and second Ruku of Surah Luqman are example of great teachings of Islam. These lessons should be included in the curriculum of Islamiat, Urdu, English and Social Studies.

xxiv. Freedom of speech, tolerance, integrity, respect of others and cohesion are important but there is a limit of everything. The curriculum ignored and not mentioned the boundaries and limitations of these values. It is recommended that these boundaries and limitations must be demarcated.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

xxv. National Education Policies should be taken as guideline for Single National Curriculum (SNC). Constitutional bindings should be followed and no curriculum should be framed against the basic principles of Islam and Quran.

xxvi. Islamic way of praying and cleanliness of body, teeth, hands and spirit must be given importance. The students should understand that Islam is a practical and modern religion that guides us in everyday life. To live a healthier and safe life, it is necessary to act on the teaching of Islam.

xxvii. Value education is only a luxury and an addition of subject in the bags of the students. The terms define, describe, identify etc. should not be used. Instead of these terms practice, do, behave, act, implement etc. should be used.

xxviii. Curriculum has four very basic ingredients i.e. objective, content, teaching methodology and evaluation. The draft of SNC does not possess all of these very basic elements. The methodology used by the teachers, the evaluation and assessment to measure the SLOs are not included in the curriculum

xxix. Curriculum of any nation is built on the foundations. These foundations are philosophical foundations, psychological foundations, economic foundations, social and moral foundations but the SNC is not developed on these foundations. The SNC will disintegrate the nation instead of making it one single nation.

xxx. No time limit is mentioned in the documents for its completion and implementation.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

xxxi. Implementation strategy and the resources like financial resources, Material resources and Human resources have not been committed. How and who will provide these resources is not clear.

xxxii. All previous policies and curriculums have not been implemented fully and could not achieve their targets because no implementing agency was made responsible for implementation. The same is true for this document. It is recommended to constitute an agency to implement, monitor and evaluate the whole process.

xxxiii. The reviewers suggested that the translation of this document in Urdu may be prepared for spreading its understanding all over the country.

xxxiv. It is also recommended to prepare a parallel document for SNC in the light of Islamic core principle to provide the schools and the department to achieve national aims and objectives.

xxxv. The reviewers were of the view that seminars, workshops and conferences may be arranged for better understanding of SNC 2019.

xxxvi. The concept of SNC is good and appreciable but its flaws and weaknesses should be removed before its implementation.

Review committee

i. Dr. Muhammad Naseer Keyani President DARE FOUNDATION, Director Educational Research, Tanzeem-e-Asatza District Rawalpindi

ii. Dr. Ziarab, Mohi Uddin Islamic University AJK

iii. Dr. Sajid Khakwani, AP Federal Model college, Islamabad

iv. Zulfiqar Lone, Chairman, ILM foundation Pakistan

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

v. Mr. Ateeq Gilani Senior Headmaster (Ph. D Scholar), President Tanzeem e Asatza, District Rawalpindi

vi. Mr. Tariq Shaheen, Senior SS, Master Trainer (Ph. D Scholar).

vii. Mr. Ahsan Sahzad Ex DTE, SST Vice President Tanzeem e Asatza District Rawalpindi

viii. Mr. Khalid Mehmood Kaini, Director Training (Ph. D Scholar)

ix. Mr. Faman Ali Abbasi Joint Sec. Tanzeem e Asatza Punjab

x. Mr. Saqib Islam, MSc B. Ed SST

xi. Mr. Muhammad Tayyab, MA MEd

xii. Mr. Ishaq Ahmed, M.A. B. Ed

xiii. Mr. Tahir Aziz, SHM (Ph. D Scholar)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ڈاکٹر میاں محمد اکرم[1]

مجوزہ سنگل نیشنل کریکلم کا تنقیدی جائزہ

پاکستان میں یکساں نظام تعلیم اور یکساں نصاب کا مطالبہ قوم کا دیرینہ مطالبہ ہے۔ موجودہ حکومت نے اس مطالبے کو اپنے منشور کا حصہ بنایا اور اقتدار میں آنے کے بعد اس پر کام کا آغاز کیا۔ چند ماہ پہلے اس نصاب کا مسودہ تیار کیا گیا اور اس پر عوام سے آراء طلب کی گئیں، جو کہ قابل تحسین ہے۔ اس نصاب کے حوالہ سے چند ایک گزارشات حسب ذیل ہیں:

مجوڈہ یکساں قومی نصاب پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اس نصاب کی بنیاد ہیومنزم (Humanism) کے تصورات پر رکھی گئی ہے۔

ا۔ دنیا بھر میں ہر نظام تعلیم کا کوئی نہ کوئی فلسفہ اور مقصد ہوتا ہے۔ یہی فلسفہ اور مقصدِ تعلیم نسل نو میں سیکھنے اور پڑھنے والوں (یعنی طلبہ و طالبات) کے لیے حصول علم کا محرک ثابت ہوتا ہے۔ ہیومنزم اپنی جگہ ایک مکمل فلسفۂ حیات ہے۔ اس فلسفۂ حیات کی اپنی اقدار اور اپنی تہذیب و معاشرت ہے۔ ہیومنزم کے تصورات بے خدا تصورات ہیں اور انسانی سوچ پر مبنی ہیں۔ یہ بات یقینی ہے کہ انسانی سوچ اور فکر یقیناً ناقص ہے۔ وحی کی بنیاد پر عطا کردہ فلسفہ و نظام ہی انسان کے لئے دنیا و آخرت میں کامیابی کا ضامن ہے۔ مجوزہ نصاب میں ان چیزوں کا فقدان نظر آتا ہے۔ اس نصاب کی بنیاد میں اسلامی فلسفۂ تعلیم کی جھلک نظر نہیں آتی۔ یہ اعتراض دور کرنے کے لئے پورے مجوزہ نصاب کا از سر نو جائزہ لینا ضروری ہے۔

[1] صدر تنظیم اساتذہ پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ مجوزہ نصاب میں اردو اور اسلامیات کے سوا تمام مضامین کا نصاب انگریزی زبان میں دیا گیا ہے۔ گویا ان دو مضامین کے علاوہ دیگر مضامین اردو میں نہیں پڑھائے جا سکتے۔ یہ بات قائداعظم کے متعدد اعلانات، دستور پاکستان، سپریم کورٹ کے فیصلے اور قومی امنگوں کی واضح خلاف ورزی ہے۔

۳۔ کیریکٹر ایجوکیشن (اخلاقیات اور اخلاقی اقدار) کا مضمون شامل نصاب ہے لیکن اس میں مثالیں اگر اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت صحابہ سے دی جاتیں تو مسلمان طلبہ و طالبات کے لئے محرک کا کام کرتیں۔

۴۔ اس مجوزہ نصاب میں مسلم تاریخ، تاریخ برصغیر، کشمیر، صحابہ کرام، ازواج مطہرات، آئمہ اربعہ، مسلم فاتحین، مسلم سائنسدانوں کے درخشاں کارناموں کی جگہ ارسطو اور افلاطون کو شامل نصاب کیا گیا ہے۔

۵۔ دین اسلام کو بطور دین، بطور تہذیب وتمدن، بطور ایک تحریکی نظریہ اور نظام زندگی پیش کرنے کی بجائے دیگر مذاہب کی طرح محض ایک مذہب کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بھی پیغمبر انقلاب اور داعی اعظم کی بجائے بطور ایک مصلح پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر کے طور پر تو پیش کیا گیا ہے لیکن ریاست اور معاشرے میں ان کے انقلابی کردار کو نظر انداز کیا گیا ہے۔

قرآن کریم کو بھی ایک کتابِ انقلاب اور قانون حیات کی بجائے ایک عام آسمانی صحیفہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ مسجد کو بھی دیگر عبادت گاہوں کی طرح ایک عبادت گاہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے حالانکہ مسجد کو ایک اسلامی معاشرہ میں بنیادی اور اہم مقام حاصل ہے۔

٦۔ تاریخ پاکستان کی نمایاں شخصیات مثلاً شاہ ولی اللہ دہلویؒ، مولانا عبید اللہ سندھیؒ، مولانا عبدالحقؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا ظفر علی خانؒ کا تذکرہ مفقود ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۔ ضرورت ہے کہ غیر مسلم طلبہ کے لئے ان کے عقیدہ کے مطابق ان کے عقائد اور رسوم ورواج کو الگ سے شامل نصاب کیا جائے۔

۸۔ مشکل معاشی اصطلاحات تو شامل نصاب ہیں لیکن اسلامی معاشی و معاشرتی نظام کا تذکرہ خارج از نصاب ہے۔

۹۔ مجوزہ نصاب میں نصاب سازی کے بنیادی اصولوں اور تقاضوں کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا۔ ان اصولوں کے مطابق بچے/ طالب علم کو آسان سے مشکل کی طرف اور کم سے زیادہ کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ کن مہارتوں کو کس سطح پر پڑھانا ہے؟ SLOs کیا ہوتے ہیں، ان کو کس طرح حاصل لیا جاتا ہے۔ یہ باتیں نصاب بنانے والے ماہرین نے پیش نظر نہیں رکھیں۔ نصاب میں آسان، مانوس اور قریب کی مثالیں دینے کے بجائے دور کی چیزوں کو بطور مثال پیش کیا گیا ہے۔

۱۰۔ جماعت اول تا سوم کے لیے ذخیرۂ الفاظ کا ہدف 3000 الفاظ رکھا گیا ہے۔ حالانکہ اس سطح پر یہ ہدف 1000 الفاظ رکھا جاتا ہے۔ گرائمر اور محاورات پرائمری سطح کے بچوں کی ذہنی سطح سے بلند ہیں۔

۱۱۔ سوشل سٹڈیز کے مضمون میں جماعت چہارم اور پنجم میں تاریخ، سیاسیات، معاشیات اور ثقافت کو شامل کیا گیا ہے جبکہ انہیں میٹرک اور اس سے بڑی جماعتوں کے نصاب میں ہی شامل کیا جانا چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد امین

اسلام اور ہیومنزم کی اقدار کا ایک تقابلی جائزہ

ہم حکومت کے مجوزہ یکساں نصاب کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟[1]

اس لیے کہ اس میں علی الاعلان یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ یہ اسلام اور نظریۂ پاکستان کی بجائے مغربی فکر و تہذیب کے بنیادی نظریے ہیومنزم پر مبنی ہے جبکہ ہیومنزم کفر و شرک ہے لہٰذا ایسا یکساں نصاب بنانا گناہ کبیرہ اور جرم عظیم ہے اور پاکستان کے محب اسلام عوام اس کو کبھی قبول نہیں کر سکتے

یکساں نصاب کی تائید

ہم شروع ہی میں اس بات کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ تحریک انصاف کی حکومت کے سارے صوبوں کے لیے یکساں نصاب کے منصوبے کے ہم حامی ہیں۔ بلاشبہ قومی یکجہتی کے لیے پاکستان کے سارے تعلیمی اداروں میں ایک ہی نصاب ہونا چاہیے اور تعلیم کو صوبائی دائرہ کار قرار دینا غلط ہے۔ لہٰذا اگر مرکزی حکومت سارے صوبوں پر مشتمل ایک نیشنل کریکلم کونسل بنا کر یکساں نصاب سارے ملک کے تعلیمی اداروں میں نافذ کرنا چاہتی ہے تو ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہونا چاہیے لیکن منطقی طور پر یہ نصاب اسلام اور نظریۂ پاکستان پر مبنی ہونا چاہیے نہ کہ مغربی فکر و تہذیب کے بنیادی ملحدانہ نظریے ہیومنزم کی بنیاد پر جو کفر و شرک پر مبنی ہے۔ اس موقف کی تفصیل درج ذیل ہے:

پاکستان میں تعلیمی نصاب و نظام کی بنیاد اسلام اور نظریۂ پاکستان ہے

یہ ایک تسلیم شدہ امر ہے کہ پاکستان کا تعلیمی نصاب اور نظام اسلام اور نظریۂ پاکستان پر مبنی ہونا چاہیے کیونکہ:

- مملکت خداداد پاکستان اسلام اور دوقومی نظریے کی بنیاد پر وجود میں آئی تھی۔ علامہ

[1] یہ مضمون ان تحریروں کا جامع خلاصہ اور مزید وضاحت ہے جو پچھلے دو ماہ میں پروفیسر ملک محمد حسین اور راقم کے قلم سے اس موضوع پر نکلی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد اقبال نے پاکستان کا تصور پیش ہی اس لیے کیا تھا تاکہ ہندوستانی مسلمان نئی مجوزہ مملکت میں اسلامی تعلیمات اور تہذیبی روایات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں① اور حضرت قائد اعظم نے بارہا اس کا اعلان کیا کہ پاکستان کا دستور قرآن ہوگا اور اس میں اسلامی تعلیمات کو بالادستی حاصل ہوگی② اور ان کی زندگی میں کراچی میں ہونے والی پہلی سرکاری تعلیمی کانفرنس کو انہوں نے پیغام بھیجا کہ تعلیمی نظام کو مسلمانوں کی تاریخی اور ثقافتی اقدار اور کردار کی پختگی کے لیے استعمال کیا جائے۔③

- پاکستان میں اس وقت ۹۷ فیصد مسلمان بستے ہیں۔ اس لیے ظاہر ہے کہ ملک کا عمومی قانون اور عمومی نصاب و نظام تعلیم ان کے عقائد کے مطابق یعنی اسلامی ہوگا۔ گو غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا اسلام بھی داعی ہے اور دستور پاکستان بھی؛ اور نظامِ تعلیم میں بھی ہمیشہ اس کا خیال رکھا جاتا ہے۔

- پاکستان میں شروع ہی میں قرار داد مقاصد پہلی دستور ساز اسمبلی نے ۱۹۴۸ء میں منظور کی جس نے ہمیشہ کے لیے طے کر دیا کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہوگا اور اس میں اسلام کے اصول و اقدار پر عمل ہوگا۔ یہ قرارداد سارے دساتیر کا حصہ رہی ہے اور آج بھی دستور پاکستان ۱۹۷۳ء کا فعال حصہ ہے۔④

- ہمارا دستور نہ صرف یہ کہتا ہے کہ پاکستانی مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گزار سکیں⑤ اور یہاں کوئی قانون خلاف اسلام نہیں بنایا

①Speeches and Statements of Iqbal, p-3, Lahore, 1948

②Some Recent Speeches and Writings of Mr. Jinnah, P-89, Lahore

③Proceedings of the Pakitan Educational Conference held at Karachi from 27th November to Ist Decemer 1947, P-5, Ministry of Interior (Education Division), Karachi

④دستور پاکستان ۱۹۷۳ء، دفعہ 2A

⑤دستور پاکستان ۱۹۷۳ء، دفعہ 31(1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے گا[1] بلکہ یہ بھی طے کرتا ہے کہ پاکستان مسلمانوں کے نظام تعلیم میں قرآن حکیم اور اس کی زبان (عربی) کو خصوصی توجہ دی جائے گی[2]، تعلیم سب کے لیے لازمی ہوگی[3] اور اسلامی اقدار کا تحفظ کیا جائے گا۔[4]

- پاکستان میں آج تک جتنی بھی قومی تعلیمی پالیسیاں بنی ہیں، جتنے بھی تعلیمی کمیشن بنے ہیں، جتنے بھی کریکلم پالیسی فریم ورک بنے ہیں، ان سب میں بلا استثنیٰ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ پاکستان کے نظام تعلیم اور نصاب کی بنیاد اسلام اور نظریہ پاکستان ہوگا۔ یہاں تک کہ تحریک انصاف کی حکومت میں نیشنل کریکلم کونسل نے ۲۰۱۸ء میں جو پالیسی کریکلم فریم ورک تیار کیا تھا اس میں بھی نصاب کی بنیاد اسلام اور نظریہ پاکستان کو ہی قرار دیا گیا تھا اور بدقسمتی سے پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلی مرتبہ ہو رہا ہے کہ مجوزہ یکساں نصاب وضع کرنے کے لیے اسلام اور نظریہ پاکستان کی بجائے ہیومنزم اور اس کی اقدار کو بنیاد بنانے کا اعلان کیا گیا ہے اور اس کی وجہ سے پاکستانیوں میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے کہ پاکستانی ریاست اور تعلیم کا رُخ اسلام اور نظریہ پاکستان کی بجائے ملحدانہ مغربی فکر و تہذیب کی طرف موڑ دیا گیا ہے جو ظاہر ہے ان کے لیے قابل قبول نہیں ہے۔

- یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ پبلک سیکٹر کے سارے سکول اور تعلیمی ادارے اور پرائیویٹ سیکٹر کے تعلیمی اداروں کی بہت بڑی اکثریت اسلامی نظام تعلیم و نصاب کی حامی ہے اور ۳۵ ہزار دینی مدارس اور ان کے قائم کردہ سکول بھی اسلام کے علمبردار ہیں سوائے طبقہ اشرافیہ کی چند پوش انگلش میڈیم سکول چینز (Chains) کے (جیسے بیکن ہاؤس، سٹی

---

[1] دستور پاکستان ۱۹۷۳ء دفعہ 227

[2] دستور پاکستان ۱۹۷۳ء دفعہ 31(2)

[3] دستور پاکستان ۱۹۷۳ء دفعہ 25A

[4] دستور پاکستان ۱۹۷۳ء دفعہ 28، 35، 37، 38

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سکولز، امریکن لائسیف وغیرہ) جو حکومت کے مجوزہ نصاب کو اس لیے نہیں مانیں گی کہ وہ تو حکومت پاکستان کے تعلیمی بورڈز کے ساتھ رجسٹرڈ ہی نہیں ہیں کیونکہ وہ غیر ملکی او اے لیول کے امتحانات دلواتی ہیں لہٰذا وہ کہتی ہیں کہ ان پر یکساں نصاب کا اطلاق ہی نہیں ہوتا۔ تو سوال یہ ہے کہ جب سارے سٹیک ہولڈرز اسلامی نصاب چاہتے ہیں تو مغرب کے الحادی ہیومنزم پر مبنی نصاب کس کے لیے تیار کیا جا رہا ہے اور کیوں؟ سوائے اس کے کہ یہ جان لیا جائے کہ یہ مغربی ایجنڈا ہے کہ مسلمانوں کو ان کے دین سے کاٹ دیا جائے اور اس کے لیے ان کے تعلیمی نظام کو سیکولر اور لبرل بنا دیا جائے اور یہی مجوزہ یکساں نصاب بنانے والے چاہتے ہیں اور اسی پر عمل کر رہے ہیں۔

ہیومنزم کیوں خلافِ اسلام ہے؟

بدقسمتی سے ہمارے ہاں مغربی تہذیب اور اس کی فکری اساسات کے بارے میں واقفیت بہت کم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مغربی فکر و تہذیب کا تفہیمی اور تنقیدی مطالعہ نہ ہمارے کالجوں یونیورسٹیوں کے نصاب کا حصہ ہے اور نہ دینی مدارس کا۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں مطالعۂ مغرب کا ذوق پروان ہی نہیں چڑھ سکا۔ اندریں صورت حال نہ علماء کرام مغرب کی فکری اساسات (ہیومنزم، سیکولرازم، لبرل ازم، کیپٹل ازم، ایمپریسزم وغیرہ) کو جانتے ہیں نہ ہمارے جدید تعلیم یافتہ لوگ اور پروفیشنلز۔ اگر جانتے ہوتے تو انہیں پتہ ہوتا کہ ہیومنزم صرف خلاف اسلام ہی نہیں صریحاً کفر و شرک ہے۔ یہ خدو سول و آخرت کا منکر اور اللہ کے مقابلے میں انسان کی خدائی کا علمبردار ہے۔ ہم نے اور پروفیسر ملک محمد حسین صاحب نے پچھلے مضامین میں اس موضوع پر حاصی روشنی ڈالی ہے، تاہم تکمیل بحث کی خاطر ہم یہاں بھی اختصار کے ساتھ اس موضوع پر گفتگو کر لیتے ہیں:

اہل یورپ جب سولھویں صدی میں قرون مظلمہ سے نکلنے کی جدوجہد کر رہے تھے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے پوپ کی بالادستی اور مسیحیت کو رد کر دیا کیونکہ پوپ ملوکیت اور سیاسی استبداد کا ایک حصہ اور مہرہ بن چکا تھا۔نشاۃ ثانیہ کی فکری اساس کے لیے ان کی نظریں وحی سے محروم بلکہ اس کی مخالف یونانی فکر وتہذیب کی طرف اٹھیں اور انہوں نے بادشاہ، پوپ اور جاگیر داروں کے ٹرائیکا پر مبنی مذہبی سیاسی نظام کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور عوام پر ان کے ظلم وجبر کے مقابلے میں یونانی فکر وتہذیب کو سامنے رکھتے ہوئے انسانی تکریم کے علمبردار بن گئے۔انسانی تکریم کی حمایت اور مذہب مخالفت کا یہ رویہ جب اپنے عروج کو پہنچا تو مغربی مفکرین نے انسان کو خدا بنا دیا اور خدا کو اپنی زندگی سے خارج کر دیا۔چنانچہ نطشے نے کہا کہ خدا مر چکا ہے[1] ولیم جیمز نے کہا کہ خدا ایک عفریت ہے[2] اور سارتر نے کہا کہ ہم نے بڑی مشکل سے مذہب اور خدا سے جان چھڑائی ہے اور انسان کو مکمل آزادی دلوائی ہے۔ہم کسی قیمت پر اس آزادی سے دست بردار ہونے اور خدا و مذہب کی غلامی قبول کرنے کو تیار نہیں[3]۔یہ انٹرنیٹ کا دور ہے۔ہیومنزم کے فروغ کے ادارے امریکہ ویورپ بلکہ ساری دنیا میں کام کر رہے ہیں۔آپ کسی بھی اچھی ڈکشنری اور انسائیکلوپیڈیا سے ہیومنزم کی تعریف (Definition) پڑھ لیجیے یا ہیومنسٹ مینی فیسٹو (Humanist Manifesto) دیکھ لیجیے یا ہم عصر ہیومنسٹ مفکرین کے خیالات پڑھ لیجیے تو آپ کو چند منٹوں میں پتہ لگ جائے گا کہ ہیومنزم خدا اور مذہب کے انکار پر مبنی ہے۔ہم بطور مثال ہیومنزم کی ایک تعریف، ہیومنزم کے بارے میں ہیومنسٹ مینی فیسٹو کے چند جملے اور ایک ہم عصر ہیومنسٹ مفکر کی رائے بطور مشتے نمونہ از خروارے نقل کرتے ہیں:

---

[1] Fredeick Nietzsche, The Gay Science, trans.ed. Walter Kaufmann),New York: . 181(the Mad Man) 125. sec,part lll(1974,Vintage

[2] L. Zusne, Names in the History of Psychology, P-98

[3] Jean Paul Sartre, Existentialism as Humanism, P-284

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۔ ہیومنزم کی تعریف

"Humanism is a progressive philosophy of life that, without theism or other supernatural beliefs, affirms our ability and responsibility to lead ethical lives of personal fulfillment that aspire to the greater good." (1)

یعنی ہیومنزم انسانی زندگی کا وہ فلسفہ ہے جو کسی مذہب اور مافوق الفطرت عقائد کو تسلیم نہیں کرتا اور یہ یقین رکھتا ہے کہ انسان اپنی زندگی کو بہتر انداز میں گزارنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

۲۔ ہیومنسٹ مینی فیسٹو (2)

"Humanism asserts that the nature of the universe depicted by modern science makes unacceptable any supernatural or cosmic guarantees of human values."

یعنی ہیومنزم اس پر زور دیتا ہے کہ جدید سائنس کائنات کے بارے میں جن حقائق تک پہنچی ہے، ان کی رو سے کائنات کے بارے میں یا اقدار کے حوالے سے مافوق الفطرت (مذہبی) عقائد کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

"Religious Humanism considers the complete realization of human personality to be the end of man's life and seeks its development and fulfillment in the here and now. This is the explanation of the humanist's social passion."

یعنی کائنات کے بارے میں ہیومنزم کا نظریہ یہ ہے کہ صرف موجودہ زندگی کی بہتری ہی انسانی جدوجہد کا ہدف اور مقصود ہے۔

"It follows that there will be no uniquely religious emotions and attitudes of the kind hitherto associated with belief in the supernatural."

---

(1) https//:www.oxfordlearnersdictionaries.com/definition/english/humanism

(2) https//:americanhumanist.org/what-is-humanism/manifesto1

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی ہیومنزم مذہبی جذبات، رویوں اور مافوق الفطرت عقائد کی نفی کرتا ہے۔

۳۔ ایک معاصر ہیومنسٹ مفکر سٹیفن لا کے نزدیک ہیومنزم

سٹیفن لا کی کتاب ''Humanism: A Very Short Introduction'' کا ناشر اس کتاب کا تعارف یوں کرواتا ہے:

"People of faith often argue that without God, there can be no morality. Indeed, without religion, our lives are left without meaning and are likely to degenerate into moral chaos. In this Very Short Introduction, philosopher Stephen Law explains why these claims are false and why humanism, though a rejection of religion, nevertheless provides both a moral basis and a meaning for our lives. Indeed, Law shows that humanism is a quite positive alternative to religion. The humanist is not simply one who denies the truth of religious belief, but one who believes we can enjoy meaningful, purposeful, and good lives without religion. Law argues for humanism as it is most commonly understood-as a positive, moral form of atheism. "[1]

یعنی مذہبی لوگ اکثر کہتے ہیں کہ خدا کے بغیر کسی اخلاق کا کوئی تصور نہیں کیا جا سکتا اور مذہب کے بغیر زندگی سے معنویت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور اخلاق کی عمارت منہدم ہو جاتی ہے۔ اس مختصر کتاب میں فلسفی سٹیفن لا نے وضاحت کی ہے کہ مذہبی لوگوں کے اس دعویٰ میں کوئی صداقت نہیں۔ اور ہیومنزم اگرچہ مذہب کو رد کرتا ہے لیکن یہ ہمیں متبادل اخلاقی بنیادیں بھی فراہم کرتا ہے اور یوں ہیومنزم مذہب کا ایک مثبت متبادل ہے۔ ہیومنسٹ صرف مذہب کا انکار ہی نہیں کرتے بلکہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ مذہب کے بغیر بھی بامقصد اور خوشگوار زندگی گزاری جا سکتی ہے۔ وہ دلائل سے ثابت کرتا ہے کہ ہیومنزم مذہب کے مقابلے میں الحاد کا ایک مثبت متبادل ہے۔

ان اقتباسات سے صاف ظاہر ہے کہ ہیومنزم، جو مغربی تہذیب کی بنیاد اور اس کا بنیادی ترین نظریہ (یا مدر آئیڈیالوجی [Mother Ideology]) ہے اور اس کے بعد ابھرنے والے نظریات

---

[1] https//:www.amazon.com/Humanism-Short-Introduction-Stephen-Law

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسے سیکولرازم، لبرل ازم، کیپٹل ازم، ایمپریسزم وغیرہ سب اسی سے نکلتے ہیں) ہے، وہ خدا اور مذہب کا منکر ہے۔ ہم یہاں عام قارئین کی تسہیل کے لیے مناسب سمجھتے ہیں کہ اسلام اور ہیومنزم کے تقابلی مطالعے کے طور پر ان کے بنیادی تصورات، ورلڈ ویو اور اقدار ایک جدول کی صورت میں پیش کریں تا کہ قارئین آسانی سے انہیں سمجھ سکیں اور ان کا باہم موازنہ کر سکیں:

اسلام کے بنیادی عقائد	ہیومنزم کے بنیادی تصورات
اللہ ایک ہے جو انسان اور کائنات کا خالق، مالک، رازق اور ہادی ہے (توحید)۔	انسان کا کوئی خدا نہیں ہے۔
اللہ لوگوں کی رہنمائی کے لیے رسول بھیجتا ہے (رسالت)۔	نہ کوئی خدا ہے نہ وہ انسانوں کی رہنمائی کے لیے کوئی رسول بھیجتا ہے جس کی اطاعت انسانوں پر لازم ہو۔
اللہ کہتا ہے کہ دنیا عارضی ہے، اصل چیز آخرت ہے (آخرت)۔	یہ دنیا ہی سب کچھ ہے، آخرت کسی نے نہیں دیکھی۔
اللہ انسانوں کی ہدایت کے لیے وحی اور آسمانی کتابیں نازل کرتا ہے۔	انسان اپنی عقل سے سارے فیصلے کرتا ہے، اسے کسی آسمانی رہنمائی کی ضرورت نہیں۔

ان عقائد اور بنیادی نظریات سے جو ورلڈ ویو (تصور الٰہ، تصور انسان اور تصورِ کائنات) اور نظریۂ حیات وکائنات ابھرتا ہے، وہ اسلام میں کیا ہے اور ہیومنزم میں کیا ہے، آیئے دیکھتے ہیں:

نظریہ	اسلام کا ورلڈ ویو	ہیومنزم کا ورلڈ ویو
تصور الٰہ	ایک اللہ مالک الملک والآخرہ، معبود اور مطاع ہے۔	کوئی خدا نہیں جس کے احکام کی پیروی انسانوں پر لازم ہو۔
تصور انسان	انسان اللہ کا عبد ہے۔ اس کا کام اللہ کی عبادت واطاعت ہے۔	انسان خود مختار بلکہ مختار مطلق ہے۔ وہ کسی خدا کا عبد نہیں لہٰذا وہ جو چاہے کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تصور کائنات	یہ دنیا عارضی، دارالامتحان اور مزرعۃ الآخرہ ہے۔ آخرت کو دنیا کی زندگی پر ترجیح حاصل ہے۔	دنیا کی زندگی ہی سب کچھ ہے۔ یہاں کی سہولتیں اور آسائشیں ہی مقصود ومطلوب ہیں۔ آخرت ایک وہم ہے۔

اب ہم اسی تسلسل میں اسلام کی بنیادی اقدار اور ہیومنزم کی بنیادی اقدار کا تقابلی مطالعہ کریں گے۔ یہاں ہم ہیومنزم کی انہی اقدار کا ذکر کریں گے جو مجوزہ یکساں نصاب کے مرتبین نے ہیومنزم سے لی ہیں:

اسلام کی بنیادی اقدار	ہیومنزم کی بنیادی اقدار
اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان، اس کی عبادت واطاعت، اس سے محبت اور اس کا خوف۔	Compassion and care دوسروں سے شفقت اور ان کا خیال رکھنا
اللہ کے رسول سے محبت اور ان کی اطاعت	Integrity and honesty دیانت وامانت
اخروی کامیابی، دنیا کا دارالعمل ہونا اور آخرت کی دنیا پر ترجیح۔	Responsible citizenship ذمہ دار شہری

اس کے بعد ہم اسلام کی اقدار اور ہیومنزم کی اقدار کا تقابلی جائزہ جاری رکھیں گے اور ہیومنزم کی انہی اقدار کو لیں گے جن کا ذکر مجوزہ یکساں نصاب کے کتابچے 'تعلیم اقدار' (Values Education) میں موجود ہے:

اسلامی اقدار	ہیومنزم کی اقدار
اللہ کی تقدیر پر راضی رہنا	Compassion and care for self, others and for environment. اپنا، دوسروں کا اور ماحول کا خیال رکھنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

safety and security اپنی حفاظت اور سکیوریٹی	قرآن حکیم کا صحیح پڑھنا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا
hard work and pursuit of excellence محنت اور کمال کا حصول	جہاد قوت و مزاحمت کی علامت ہے: نفس کے خلاف، برائیوں کے خلاف، ظلم و جبر کے خلاف، کفر کے خلاف۔ اور ممد ہے اشاعت اسلام اور اعلاء کلمۃ اللہ میں۔
understanding the organization of society معاشرتی تنظیم کو سمجھنا	حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پہچان
Respect for law, rules and regulations قانون اور قواعد و ضوابط کی پابندی	اللہ و رسول کے مقرر کردہ حلال و حرام کی معرفت
collaboration تعاون باہمی	پانچ فرض نمازیں اور تقرب الی اللہ بذریعہ نوافل
peace and social cohesion امن اور سماجی ہم آہنگی	زکوٰۃ کی ادائی اور انفاق فی سبیل اللہ
human rights بنیادی انسانی حقوق	اللہ کے گھر اور اس کے رسول کی قبر پر حاضری برائے تجدید و اضافۂ ایمان و محبتِ خدا و رسول
gender equality صنفی مساوات	اچھے اخلاق اپنانا جیسے صدق، دیانت، امانت، اخوت، عفت، تعاون علی البرّ والتقویٰ، توکل، قناعت، زہد وغیرہ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

برے اخلاق کا ترک جیسے چوری، ڈاکا، زنا، فحاشی وعریانی، جھوٹ، غیبت، چغل خوری، فحش گوئی وغیرہ۔	justice عدل وانصاف
حسن معاشرت جیسے چھوٹوں سے محبت، بڑوں کی تکریم، والدین اور اساتذہ کا احترام اور ان کی اطاعت، بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا، ہمسایوں اور مہمانوں سے حسن سلوک، خادموں اور زیردستوں سے شفقت، مریضوں کی تیمارداری، فوت ہونے والوں کی تعزیت۔	health education صحت کی تعلیم
حسن معیشت: بھوکوں کو کھانا کھلانا، غریبوں کے لیے زکوۃ وصدقات، قرضِ حسنہ، بلاسود معیشت،	democratic values جمہوری قدریں
حسن سیاست: حکمران عوام کے خادم، اللہ کی اطاعت میں حکمران اور ایک عامی آدمی برابر۔ سیاست کی بنیاد مشاورت، عدل اور مساوات	environmental conservation ماحول کا تحفظ

تقابلی مطالعہ کے اہم نتائج

۱۔ ہم نے چند اہم اسلامی اقدار کا ذکر کیا ہے، ان کا حصر مقصود نہ تھا۔

۲۔ تعلیم اقدار کے اس تقابلی مطالعے سے چار بہت اہم باتیں معلوم ہوئیں:

ایک: یہ کہ مجوزہ یکساں نصاب کی تجویز کردہ اقدار کو قبول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اسلام کی ان بنیادی اقدار کو چھوڑ دیں جن پر ہمارے دین وایمان کا انحصار ہے کیونکہ مجوزہ نصاب کی تعلیمِ اقدار میں ان اسلامی اقدار کا ذکر موجود ہی نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے: اقدار کی ترجیحات اور ان کے مراتب کا مسئلہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ اسلام میں بنیادی اقدار توحید، رسالت اور آخرت ہیں اور ہیومنزم میں انسانی ہمدردی، باہمی تعاون اور خیر سگالیہیں ۔اسلام ان انسانی اقدار کا انکار نہیں کرتا لیکن اس کی ترجیح میں ان کا مرتبہ مثلاً چالیسواں ہے اور توحید کا پہلا جبکہ ہیومنزم میں ان اقدار کا نمبر پہلا ہے اور توحید کو وہ سرے سے قابل قبول قدر (Value) مانتا ہی نہیں۔لہٰذا دونوں طرف کی اقدار میں مراتب کے لحاظ سے فرق واضح ہے۔

تیسرے: ہیومنزم کی اقدار بظاہر غیر اسلامی نہیں ہیں لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ اقدار اگر اسلام کے مطابق ہیں تو ہم انہیں اسلام سے کیوں نہ لیں؟ ہیومنزم سے کیوں لیں؟ اگر آپ کہیں کہ اس سے کیا فرق پڑتا ہے تو ہم کہیں گے کہ فرق پڑتا ہے۔قرآن وسنت کی واضح تعلیمات ہیں کہ ایمان کے بغیر کوئی نیک عمل قبول نہیں ہوتا (یہ تفصیل کا موقع نہیں)۔ اگر کوئی غیر مسلم ہسپتال کھولے،سکول قائم کرے، یتیم خانہ کھولے تو قرآن وسنت کہتے ہیں کہ اسے آخرت میں ان اچھے کاموں کا کوئی اجر نہیں ملے گا،صرف دنیا میں نیک نامی ملے گی۔تو ہم یہ اچھی باتیں ہیومنزم سے کیوں لیں؟ اسلام سے کیوں نہ لیں۔

چوتھے: ہیومنزم کی جو اقدار بظاہر اسلامی لگتی ہیں جب آپ تفصیل میں جائیں گے تو پتا چلے گا کہ ان کے کئی پہلو غیر اسلامی ہیں اور شدید غیر اسلامی ہیں۔ہم بطور مثال صرف چند اقدار کا ذکر کریں گے:

ا۔ ''دوسرے انسان سے ہمدردی'' (Copassion for others) ہیومنزم کی ایک بنیادی قدر ہے۔ بظاہر یہ اسلام کے مطابق لگتی ہے لیکن جب آپ مغربی تہذیب اور ہیومنزم میں انسانی ہمدردی کی تفصیل میں جائیں گے تو پتہ چلے گا کہ مغرب میں انسانی ہمدردی کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ قاتل کو سزائے موت نہیں دینی چاہیے اور سرعام تو بالکل نہیں دینی چاہیے۔ ہاتھ پاؤں کاٹنا، رجم کرنا، کوڑے مارنا ان کے نزدیک وحشیانہ سزائیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں کیونکہ ان کے نزدیک انسان کی تکریم کا اور اس سے ہمدردی کا یہی تقاضا ہے۔ اس نقطۂ نظر کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ مغرب میں خصوصاً امریکہ میں سب سے زیادہ جرائم ہوتے ہیں کیونکہ لوگوں کو سزائے موت اور سخت سزا کا ڈر نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس دنیا میں سب سے کم جرائم سعودی عرب میں ہوتے ہیں کیونکہ وہاں موت کی سزا اور دیگر سخت اسلامی سزائیں نافذ ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہیومنزم کی 'انسانی ہمدردی' کی قدر بظاہر اسلامی لگتی ہے لیکن اپنی تفصیل میں غیر اسلامی ہے۔

۲۔ دوسری مثال 'دوسرے انسانوں سے تعاون کیا جائے (Collaboration) یہ ہیومنزم کی اہم قدر (Value) ہے اور بظاہر مطابق اسلام ہے۔ لیکن تفصیل میں جائیے تو پتہ چلے گا کہ اس میں تعاون علی البر والتقوی کی شرط موجود ہی نہیں۔ امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو ناٹو سے کہا کہ تعاون کرو تا کہ ہم افغان طالبان کو کچل دیں۔ کیا یہ تعاون علی الخیر تھا یا انسانوں اور بستیوں کو تباہ کرنے پر تعاون تھا۔ تو صرف انسانوں کے درمیان تعاون اچھی اقدار میں سے نہیں جب تک تعاون علی الخیر نہ ہو۔

۳۔ پابندیٔ قانون: مغرب میں اس کا مطلب لیا جاتا ہے پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قانون کی پیروی جب کہ ہمارے ہاں اس کا مطلب لیا جاتا ہے شرعی قانون کی پیروی۔ پارلیمنٹ کا قانون اگر شریعت کے خلاف ہو تو ہر مسلمان اس کی مخالفت کرنا شریعت کی رو سے فرض سمجھتا ہے۔

۴۔ جمہوری اقدار کی پاسداری: مغرب جمہوری اقدار کی پابندی کو فرض سمجھتا ہے جبکہ مسلمان مغرب کی جمہوریت کو خلافِ اسلام سمجھتے ہیں۔ عام مسلم سکالرز صرف اُس جمہوریت کو قابل قبول سمجھتے ہیں جو اسلامی ہو جبکہ کئی مسلمان دانشور یہ سمجھتے ہیں کہ جمہوریت کفر ہے اور اس کی اسلام کاری بھی نہیں ہو سکتی۔

۵۔ صنفی مساوات: (Gender Equality) مغرب کے نزدیک عورت اور مرد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے حقوق ہر لحاظ سے مساوی ہیں جبکہ شریعت اسلامیہ میں عورت اور مرد کے حقوق ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور مساوی ہرگز نہیں ہیں۔ مرد کو اللہ تعالیٰ نے قوّام کا درجہ دیا ہے اور اُسے فیملی کا سربراہ بنایا ہے اور ایک فیملی ممبر ہونے کی حیثیت سے بیوی کو خاوند کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔

ان چند مثالوں سے ظاہر ہے کہ ہیومنزم میں جو اقدار ہمیں بظاہر خوبصورت اور قابل قبول لگتی ہیں وہ درحقیقت اسلام کے خلاف ہیں۔

یہاں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ غیر مسلم قوموں کے اخلاقی اصول (مثلاً ہیومنزم کی اقدار) اگرچہ صحیح ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ عقل پر مبنی ہوتے ہیں اور ضروری نہیں کہ عقل کی ہر بات غلط ہو۔ مسلمانوں کا موقف یہ ہے کہ عقل کا کردار فیصلہ کن، بالا دست اور حتمی نہیں ہوتا۔ ''حق مطلق'' صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، لہٰذا عقل کی بات اگر وحی کے مطابق ہے تو صحیح اور قابل قبول ہے اور اگر وحی کے خلاف ہے تو قابل رد ہے۔ لہٰذا ہیومنزم کی جو اقدار بظاہر اسلامی لگتی ہیں، انہیں پرکھنا چاہیے کہ وہ اپنی تفصیل میں اسلامی ہیں کہ نہیں۔ اگر وہ اسلام کے مطابق نہ ہوں تو انہیں رڈ کر دینا چاہیے۔

تلخیص بحث

خلاصہ یہ کہ حکومت کا مجوزہ یکساں نصاب ناقابل قبول ہے کیونکہ یہ جن اقدار پر مبنی ہے اور ہوگا وہ بایں معنی غیر اسلامی ہیں کہ ان کو قبول کرنے کی صورت میں قرآن وسنت کی بنیادی اقدار کو چھوڑنا پڑے گا۔ دوسرے لفظوں میں اسلام اور نظریۂ پاکستان نصاب کی بنیاد نہیں ہوں گے تو ہم ان اقدار کو کیوں قبول کریں؟ دوسرے یہ کہ ہیومنزم کی ان اقدار میں جو اس وقت بظاہر اسلامی لگتی ہیں جب ہم ان کی تفصیلات میں جائیں گے تو ان کے بہت سے غیر اسلامی پہلو ہمارے سامنے آئیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا ہیومنزم کی اقدار پر مبنی حکومت کا مجوزہ یکساں نصاب غیر اسلامی ہے اور پاکستانی مسلمانوں کے لیے نا قابل قبول ہے اور وہ اسے بشرح صدر رد کرتے ہیں۔

یہ بھی واضح ہے کہ ہیومنزم کی ان اقدار پر مبنی نصاب بنوانے والے مغربی ڈونر ادارے اور مغرب کی فنڈڈ این جی اوز ہیں جو وزارت تعلیم کے سیکولر اور لبرل عناصر کے ساتھ مل کر یہ نصاب ۹۷ فیصد پاکستانی مسلمانوں پر اور ان سٹیک ہولڈرز پر مسلط کرنا چاہتے ہیں جن کی بہت بڑی اکثریت اس ہیومنزم، سیکولرزم اور لبرل ازم کی مخالف ہے اور اسلامی نظام تعلیم اور اسلامی نصاب کی حامی ہے۔

آخری بات یہ کہ یہ ساری پخت و پز شفقت محمود صاحب مرکزی وزیر تعلیم کی زیر نگرانی ہو رہی ہے اور عمران خان صاحب (وزیر اعظم پاکستان)، جنرل باجوہ صاحب اور دیگر بڑوں کو اس کی خبر ہی نہیں کہ نیچے کیا گل کھلائے جا رہے ہیں۔ لہٰذا ہم یہ بات مقتدر شخصیات کے علم میں لانا چاہتے ہیں اور ان سے درخواست کرتے ہی کہ وہ قوم کی ان سیکولر ہیومنسٹوں سے جان چھڑائیں اور نظام تعلیم کو اسلام اور نظریۂ پاکستان کی بنیاد پر چلنے میں مدد کریں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ملک محمد حسین

حکومت کا مغرب زدہ سنگل نیشنل کریکلم

ہیومنزم پر مبنی اس مجوزہ حکومتی نصاب نے اسلام اور نظریہ پاکستان کی اساس کو رڈ کر کے مجوزہ یکساں نصاب کے ہمارے خواب کو چکنا چور کر دیا ہے

ہم زندگی بھر خواب دیکھتے رہے کہ ملک میں تمام بچوں کے لیے یکساں نصاب ہو لیکن جب وزیر اعظم عمران خان اور تحریک انصاف کی حکومت کے عزم اور منشور کے مطابق اس خواب کی تعبیر کا وقت آیا تو وفاقی وزارتِ تعلیم کے انتظامی گروپ اور پالیسی سازی پر قابض لبرل اور سیکولر لابی نے ریاست مدینہ کا خواب دیکھنے والے وزیر اعظم عمران خان کے عزائم خاک میں ملا دیئے۔ ۱۹ مارچ کو وزیر اعظم سے مذکورہ انتظامی گروپ اور لبرل سیکولر لابی نے پرائمری سطح کے جس نصاب کی منظوری لی وہ ہماری نظر میں

This so called Single National Curriculum is educationally unsound, ideologically unacceptable, socially irrelevant, psychologically invalid and administratively unimplementable

اتنے سخت الفاظ میں مذکورہ نصاب کی مخالفت کی وجہ محض درد دل کی وہ کیفیت ہے جو یکساں نصاب کے نام پر کیے گئے مذاق سے پیدا ہوئی ہے۔ نصاب Need Assessment کی بنیاد پر تشکیل پاتا ہے وہ نہیں کی گئی۔ نصاب قومی نظریہ حیات کا آئینہ دار ہوتا ہے جو کہ مذکورہ نصاب نہیں ہے۔ نصاب معاشرے کی ضروریات، طبعی ماحول، طلبہ کے ذہنی مدارج اور طلبہ کے انفرادی اختلافات کو مدنظر رکھ کر ترتیب دیا جاتا ہے جس کا کوئی عکس نظر نہیں آتا۔ نصاب صرف علمی مسئلہ نہیں ایک سیاسی مسئلہ بھی ہوتا ہے جس کے لیے تمام سٹیک ہولڈرز کا اطمینان لازمی ہوتا ہے جبکہ انتظامی گروپ کے دعوؤں کے برعکس ایسا نہیں ہے۔ نصاب نافذ کرنے کی ایک درجہ وار (Grade-wise) ترتیب ہوتی ہے جو ناپید

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے۔دنیا میں ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ پرائمری کا نصاب فلاں سال، مڈل کا نصاب فلاں سال اور ثانوی کا نصاب فلاں سال سے نافذ العمل ہوگا۔اس میں ہر گریڈ لیول پر دیکھنا ہوتا ہے کہ طلباء پچھلے گریڈ میں کیا پڑھ کر آ رہے ہیں۔نصاب میں سب سے پہلے سکیم آف سٹڈیز اور میڈیم آف انسٹرکشن کا فیصلہ ہوتا ہے جو مفقود ہے۔جس ملک میں پبلک اور نیم پبلک سیکٹر کے تعلیمی اداروں میں پانچ قسمیں، پرائیویٹ سیکٹر کے اداروں میں درجنوں نظام اور دینی مدارس میں کم از کم پانچ نظام ہائے نصاب وتدریس چل رہے ہوں انہیں یکساں کرنے کے لیے جس عقل وخرد اور جس عزم وہمت کی ضرورت ہے وہ ہماری وفاقی وزارتِ تعلیم کے افسران اور بیرونی ایجنڈے پر کام کرنے والی لبرل سیکولر لابی کے بس کی بات نہیں ہے۔ہم وزیر اعظم عمران خان اور ان کی ٹیم میں شامل محب وطن اسلامی ذہن کے حامل قائدین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس کا بروقت نوٹس لیں۔ہم نے سنگل نیشنل کریکلم کے ایشو پر جو کچھ کہا ہے ہم اس کی پوری ذمہ داری لیتے ہیں اور کسی بھی فورم پر اس ایشو پر کھلی بحث کے لیے تیار ہیں۔

ہمیں اس پر بھی حیرت ہوئی کہ سنگل نیشنل کریکلم کی ویلیوایڈیشن (Value Addition) کے لیے آغا خان یونیورسٹی کو ٹھیکہ دیا گیا ہے۔گویا یہ کوئی ٹماٹروں کی پیداوار کا مسئلہ ہے کہ جن سے ٹومیٹو کیچپ تیار کر کے ٹماٹروں کی ویلیوایڈیشن کی جائے گی۔

وفاقی وزارت تعلیم کے بیان میں کیمبرج، آغا خان یونیورسٹی اور لمز کی معاونت کا شکریہ ادا کیا گیا ہے۔غالباً مذکورہ سنگل نیشنل کریکلم کے نامعقول ہونے کی وجہ بھی یہی ہے۔یہاں تعلیمی ترقی پسندوں کے لیے نوم چومسکی کے بیان کا ذکر بے جا نہیں ہوگا جو انہوں نے پاکستان کے ایک دورے کے دوران کراچی میں دیا تھا۔نوم چومسکی سے پوچھا گیا پاکستان کیسے ترقی کر سکتا ہے؟ تو موصوف کا جواب تھا کہ ''جب آپ کے مقامی لوگ، مقامی ضروریات کے مطابق، مقامی نصاب وضع کر کے مقامی ماحول میں تعلیم دیں گے اور اس تعلیم سے بہرہ ور لوگ ملک کی باگ دوڑ سنبھالیں گے تو آپ کا ملک ترقی کی دوڑ میں شامل ہو جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا زاہد الراشدی

نصابِ تعلیم کی یکسانیت پر قومی تعلیمی کانفرنس

۲۲ اپریل ۲۰۱۳ء کو الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ میں ایک سیمینار کا اہتمام کیا گیا جس کا موضوع قومی نصاب تعلیم میں اسلامیات کے مضامین اور مواد کو کم کرنے اور نصابِ تعلیم کو مبینہ طور پر سیکولر نصابِ تعلیم کی شکل دینے کے بارے میں بعض اخباری رپورٹوں کا جائزہ لینا تھا۔ ممتاز ماہر تعلیم پروفیسر ڈاکٹر عبدالماجد حمید المشرقی نے سیمینار کی صدارت کی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہ نما مولانا اللہ وسایا مہمان خصوصی تھے۔ سیمینار میں مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ مولانا محمد قاسم، مولانا غلام نبی، مولانا محمد عثمان، حافظ محمد عمار خان ناصر، مولانا محمد فخر عالم، مولانا محمد عبداللہ راتھر، پروفیسر حافظ محمد رشید اور راقم الحروف نے بھی گفتگو کی جبکہ مجموعی طور پر اس گفتگو میں مندرجہ ذیل نکات سامنے لائے گئے:

نصاب تعلیم کے حوالے سے جن امور کا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لینے کی ضرورت ہے، ان کے مختلف دائرے ہیں۔ ایک یہ کہ پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے اور قومی نصاب تعلیم کس حد تک ملک کی نظریاتی اساس کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔ دوسرا یہ کہ ہماری قومی تعلیمی ضروریات کیا ہیں اور مذہب وثقافت کے ساتھ ساتھ سائنس، ٹیکنالوجی، سول سروس، ملٹری، معیشت اور دیگر شعبوں کے تقاضوں کو یہ تعلیمی نصاب ونظام کس حد تک پورا کرتا ہے، اور تیسرا یہ کہ موجودہ عالمی تناظر میں ملک وقوم کی بین الاقوامی ضروریات کیا ہیں اور ان کے مثبت اور منفی پہلوؤں کو پورا کرنے میں یہ قومی نصاب تعلیم کیا کردار ادا کر رہا ہے؟

اس کے بعد دوسری سطح یہ ہے کہ متعدد حوالوں سے تعلیمی نصاب ونظام کے بارے میں مختلف حلقوں کی طرف سے جو شکایات وقتاً فوقتاً سامنے آتی رہتی ہیں اور اس وقت بھی قومی اخبارات میں موضوع بحث بنی ہوئی ہیں، ان کی اصل صورت حال کیا ہے اور ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارے میں اعتدال وتوازن کی راہ کیا ہے؟

قومی نصاب تعلیم کے بارے میں اس وقت دو قسم کی کشمکش چل رہی ہے، ایک کشمکش تو مذہبی اور سیکولر حلقوں کے درمیان ہے جو قیام پاکستان کے بعد سے مسلسل جاری ہے۔ دونوں حلقے اس سلسلہ میں اپنی قوت اور اثر ورسوخ کا اظہار کرتے رہتے ہیں اور اب بھی یہ کشمکش عروج پر ہے۔ دوسری کشمکش وفاق اور صوبوں کے درمیان ہے۔ اٹھارہویں آئینی ترمیم کے بعد نصابِ تعلیم کا معاملہ صوبوں کے سپرد ہوا ہے جو پہلے وفاق کی ذمہ داری اور اختیار کا حصہ تھا۔ صوبوں کو منتقل ہو جانے کے بعد بھی وفاق ان معاملات کو اپنے کنٹرول میں رکھنے کی کوشش کر رہا ہے مگر صوبوں کا کہنا ہے کہ جب تعلیمی نظام کے معاملات دستور کے مطابق صوبوں کو منتقل ہو چکے ہیں تو انہیں پوری آزادی کے ساتھ اس بارے میں کردار ادا کرنے کا موقع دیا جائے۔ محسوس ہوتا ہے کہ یہ کشمکش کچھ عرصہ تو چلتی رہے گی مگر بالآخر یہ معاملات صوبوں کے دائرہ اختیار میں آ جائیں گے۔ ہمیں تعلیمی مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے ان پہلوؤں کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

بسا اوقات تبدیلی اور ترمیم کرنے والوں کے ذہنوں میں وہ بات نہیں ہوتی جو اس پر اعتراض کرنے والوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہے۔ مثلاً خیبر پختون خواہ کی سابقہ حکومت کے دور میں نویں دسویں کے نصاب سے سورۃ الانفال اور سورۃ التوبہ کو نکالنے والوں کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ ہم نے ان سورتوں کو نصاب سے خارج کرنے کی بات نہیں کی بلکہ ترتیب بدلنے کی بات کی ہے کہ اس سطح پر سورۃ الحجرات کی تعلیم زیادہ مناسب ہے اور اس کے اوپر کے درجات میں یعنی انٹرمیڈیٹ کی سطح پر سورۃ الانفال اور سورۃ التوبہ کو نصابِ تعلیم کا حصہ بنایا جانا چاہیے۔ اگر فی الواقع ایسی بات ہے تو اس پر اعتراض کرنے کی بجائے اس کی افادیت اور موزونیت کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

ہمارے نصاب تعلیم کے بارے میں بین الاقوامی ایجنڈا اور اس کے لیے مسلسل دباؤ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ باخبر حضرات کے مطابق عالمی اداروں کی طرف سے تعلیمی شعبہ میں جو امداد دی جاتی ہے اس کے ساتھ متعین شرائط ہوتی ہیں کہ یہ امداد تعلیمی نصاب و نظام میں حسب شرائط تبدیلیوں کی صورت میں ہی ملے گی۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے بھی اربابِ حل و عقد کو بعض تبدیلیاں کرنی پڑتی ہیں، ایسی شرائط کا جائزہ لینا اور یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ان میں سے کونسی شرائط اور تبدیلیاں ہمارے دینی اور قومی تقاضوں سے متصادم ہیں۔ ان کی نشان دہی اور ان کی روک تھام کے لیے قوم کی راہ نمائی اور مناسب تدابیر بھی ضروری ہیں۔

دینی مدارس کے نصاب و نظام کے حوالہ سے عصری و قومی تعلیمی ادارے مسلسل اپنی رائے دیتے رہتے ہیں اور دینی مدارس کے وفاقوں کو اپنے تعلیمی نظام و نصاب کے بارے میں قومی تعلیمی اداروں کو اعتماد میں لینا پڑتا ہے جو ایک اچھی بات ہے۔ اسی طرح قومی تعلیمی نظام و نصاب تشکیل دینے والوں کے لیے بھی یہ ضروری قرار دیا جائے کہ وہ تعلیمی نصاب کے دینی پہلوؤں کے حوالہ سے دینی مدارس کے وفاقوں کو اعتماد میں لیں اور ان کی مشاورت کے ساتھ یہ معاملات طے کریں تاکہ باہمی اعتماد میں اضافے کے ساتھ ساتھ متعلقہ معاملات بھی صحیح رخ اختیار کر سکیں۔

جب سے پرائیویٹ پبلشرز کی شائع کردہ کتابیں نصاب تعلیم کا حصہ بننے لگی ہیں، اس خلفشار میں اضافہ ہوا ہے۔ بڑے پبلشرز نے اپنے اپنے تعلیمی بورڈ بنا رکھے ہیں جو کتابیں مرتب کرتے ہیں اور جس کی کتاب سکولوں میں چل جاتی ہے، وہ اس دوڑ میں آگے نکل جاتے ہیں۔ اس سے تعلیمی نصاب میں ہم آہنگی مفقود ہو جاتی ہے، کیونکہ ہر پبلشنگ ادارے کے تعلیمی بورڈ کی اپنی پالیسی اور ذوق ہوتا ہے۔ اس صورت حال کو بھی کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے ہر سطح پر مشترکہ تعلیمی کمیٹیوں کا قیام مناسب بات ہوگی۔

اندرونی حلقوں کے مطابق بسا اوقات ملازمین کے بعض ذاتی معاملات کی وجہ سے اس قسم کی شکایات سامنے آتی ہیں اور انہیں اجاگر کیا جاتا ہے، اس لیے یہ بھی دیکھنے کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ضرورت ہے کہ ایسی شکایات کا داخلی پس منظر کیا ہے اور حقیقی صورت حال کیا ہے۔

نصابِ تعلیم کے اسلامی مضامین اور دینی مواد کے ساتھ ساتھ دوسرے مضامین کے مواد کے بارے میں بھی جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ مثلاً کائنات کی تخلیق اور ارتقاء اور مغربی فلسفہ کے دوسرے بہت سے پہلوؤں کا ہمارے اعتقاد و ایمان کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور بعض مضامین ایسے پڑھائے جا رہے ہیں جو مسلّمہ اسلامی اعتقادات سے ٹکراتے ہیں جس سے مسلم طلبہ کے ذہنوں میں کنفیوژن پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے جائزہ میں قومی نصاب تعلیم کے تمام شعبوں کو شامل کرنا چاہیے اور ایسے امور کی نشاندہی کرنی چاہیے۔

اس سلسلے میں ملک کے مختلف شہروں میں کام ہو رہا ہے اور بہت سے ارباب دانش محنت اور ذہن سازی کر رہے ہیں، ان کے درمیان باہمی رابطہ ضروری ہے تاکہ ایک دوسرے کی محنت اور کام سے استفادہ کر کے ایک مجموعی موقف سامنے لایا جائے اور پھر اس کے لیے مربوط جدوجہد کا لائحہ عمل طے کیا جائے، وغیر ذلک۔

شرکاء کی طرف سے اظہار خیال کے بعد سیمینار میں یہ طے پایا کہ (۱) پروفیسر حافظ عبد الرشید (مرے کالج سیالکوٹ) (۲) مولانا محمد فخر عالم (مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن) اور (۳) جناب علی رضا شیخ ایڈووکیٹ (پریمیئر لاء کالج گوجرانوالہ) پر مشتمل ورکنگ گروپ قائم کیا جائے گا جو پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم ورک، پروفیسر ڈاکٹر عبدالماجد حمید المشرقی اور حافظ محمد عمار خان ناصر کی نگرانی میں ان امور کا جائزہ لے کر ایک جامع رپورٹ مرتب کرے گا اور اس رپورٹ کی بنیاد پر ملک کے سرکردہ اربابِ علم و دانش اور علمی و فکری اداروں کے ساتھ رابطہ و مشاورت کی کوئی عملی صورت اختیار کی جائے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مجلہ/مقام/زیر اہتمام:

روزنامہ اسلام، لاہور تاریخ اشاعت: ۴ مئی ۲۰۱۳ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر شاکر علوی

تعلیم پر لبرلزم اور سیکولرزم کی یلغار

نصابِ تعلیم اور لبرل لابی کی تازہ کوششیں

وفاقی وزارتِ تعلیم مجوزہ یکساں نصاب کے ذریعے پاکستان کے تمام تعلیمی اداروں میں یکساں نظامِ تعلیم اور یکساں نصاب نافذ کرنا چاہتی ہے، جو قومی نقطۂ نگاہ سے قابل تحسین ہے۔ قوم میں اتحاد، یک رنگی اور یکجہتی لانے کے لیے آئندہ کی نسلوں کو قومی امنگوں کے مطابق یکساں تعلیم دینا یقیناً ایک خوش آئند اقدام ہے جس کی تمام محب وطن قوتیں سپورٹ کرتی ہیں لیکن مجوزہ یکساں نصاب کے حوالے سے پرائمری سطح کے نصاب کا جو مسودہ جاری کیا گیا ہے اُس نے محب وطن اور اسلامی ذہن کے لوگوں میں خدشات کا ایک طوفان کھڑا کر دیا ہے۔

مذکورہ نصاب میں تعلیم اقدار کی جو پالیسی اختیار کی جائے گی وہ ''ویلیوز ایجوکیشن'' کے نام سے ایک کتابچے میں تفصیل سے دی گئی ہے۔ پری سکول سے اعلیٰ ثانوی کلاسز تک بچوں کی شخصیت و کردار کو بنانے کے لیے جن اقدار کو آگے بڑھایا جائے گا اور جو اقدار پورے نصاب کے فیبرک (Fabric) میں جاری وساری ہوں گی وہ ہیومنزم کے بے خدا فلسفہ سے اخذ کی گئی ہیں۔ ہیومنزم مغربی تہذیب کا عصری فلسفہ ہے۔ خالق کائنات، زندگی بعد موت اور مافوق الفطرت معاملات کی نفی کرتا ہے۔ اگر وفاقی وزارتِ تعلیم کے اس کام کی جستجو کی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ایک طرف امریکہ برطانیہ اور دیگر مغربی ملکوں کے اداروں کا دباؤ ہے جن میں یو ایس کمیشن آف ریلجس فریڈم، واٹر ایڈ، جی ٹی زید شامل ہیں اور مقامی سطح کی وہ این جی اوز اور تھنک ٹینک شامل ہیں جن کو فنڈنگ باہر سے ہوتی ہے۔ مقامی این جی اوز اور بعض بااثر مقامی افراد کی ایک مضبوط نیٹ ورکنگ ہے جو لابی انگ کر کے ہمارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعلیمی نظام خصوصاً نصاب اور درسی کتب کو سیکولر و لبرل بنانے کے کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس وقت ہمارے وفاقی وزیر تعلیم محترم بھی لبرل خیالات کے حامی ہیں اور مذکورہ لابی کے لیے نرم گوشہ رکھتے ہیں بلکہ ان کی مداخلت پسند کرتے ہیں۔ وفاقی وزارتِ تعلیم کے ایڈوائزر جناب جاوید جبار بھی ایک معروف سیکولر اور لبرل دانشور ہیں اور مذکورہ بالا این جی اوز اور تھینک ٹینکس کے لیے ہمدردی رکھتے ہیں۔ وفاقی وزارتِ تعلیم مجوزہ یکساں نصاب کے نام سے جو نصاب تیار کروا رہی ہے وہ پہلے ہی ہیومنزم کے فلسفہ پر مبنی ہونے کی وجہ سے سیکولر و لبرل اقدار کو سموئے ہوئے ہے لیکن مغربی تہذیب اور امریکہ و یورپ کی پروردہ این جی اوز اور برطانیہ و امریکہ کے امدادی ادارے مورا اوور (More over) کے طور پر دباؤ پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ۳ مارچ ۲۰۲۰ء بروز منگل اسلام آباد میں ایک سیمینار منعقد کیا گیا جس کا موضوع تھا:

"Policy Dialogue on Religious Inclusion and Respect for Diversity in Education System."

یہ سیمینار مندرجہ ذیل تین این جی اوز (NGOs) کے زیر اہتمام منعقد کیا گیا:

1. Centre for Social Justice
2. Idara Taleem-o-Agahi
3. Pakistan coalition for Education

اس سیمینار کے مہمان خصوصی جناب شفقت محمود وفاقی وزیر تعلیم تھے۔ سیمینار میں جناب سہیل عزیز صاحب نے بریفنگ دی جو اس وقت نیشنل کریکولم کونسل میں ایک ذمہ دار پوزیشن پر کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ پری سکول سے پانچویں جماعت تک نصاب تیار ہو چکا ہے اور وفاقی کابینہ نے اسے منظور کر لیا ہے۔ اب اس نصاب کے مطابق کتابوں کی تیاری پر کام ہو رہا ہے۔ نیز ساتھ ہی ساتھ ٹیچرز ٹریننگ کے لیے ماڈیولز تیار کیے جا رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیمینار میں ایک متحرک لبرل خاتون محترمہ طاہرہ عبداللہ بھی تشریف فرما تھیں۔ موصوفہ نے اپنی گفتگو میں بڑے سخت الفاظ میں فرمایا کہ ہمیں تعلیم میں اور نصاب میں سلفی اسلام اور سعودی عرب کا اسلام نہیں چاہیے اور ہم اپنے بچوں کے لیے لبرل سیکولر تعلیم کا مطالبہ کرتے ہیں۔ سیمینار میں عیسائی کمیونٹی کے نمائندے بھی تھے جنہوں نے درسی کتابوں میں اسلام کو نمایاں کرنے اور باقی مذاہب کو کم تر پیش کرنے کے حوالے سے گفتگو کی۔ یہ کہا گیا کہ کتابوں میں اس تصور کو اُجاگر کرنا کہ ''اسلام ہی واحد سچا مذہب ہے'' ہمیں قبول نہیں ہے بلکہ درسی کتابوں میں سب مذاہب کو ایک جیسی تکریم کے ساتھ پیش کیا جانا چاہیے۔ عیسائی برادری کے ایک فاضل رکن نے درسی کتابوں میں اسلامی غزوات، صلیبی جنگوں اور جہاد کا ذکر کرنے پر اعتراض کیا۔ ایک محترم عیسائی شریک مجلس نے جو غالباً کرسچین ٹیچرز ایسوسی ایشن کا ذمہ دار تھا فرمایا کہ پاکستان کی درسی کتابوں سے محمود غزنوی کا ذکر نکلوانے میں اُسے بیس سال جدوجہد کرنا پڑی۔ وہاں موجود ایک اور صاحب نے فرمایا کہ جب تک آئین پاکستان سے قراردادِ مقاصد اور اسلامک وے آف لائف کے متعلق آرٹیکل ۳۱ خارج نہیں کیا جاتا ہمیں اطمینان نہیں ہوگا کہ تعلیم اور نصاب لبرل سیکولر ہو جائے گا۔

اس سیمینار میں اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین جناب ڈاکٹر قبلہ ایاز بھی موجود تھے انہوں نے اپنی گفتگو میں فرمایا کہ امن کی خاطر ہم اپنی درسی کتابوں سے اسلامی جنگوں، غزوات، صلیبی جنگوں اور صلاح الدین ایوبی جیسے حکمرانوں کا ذکر نکال دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی نظریاتی حوالے سے پاکستان کے نظام تعلیم، نصاب، درسی کتب اور دینی مدارس کے خلاف بہت کچھ کہا گیا جن کا تفصیل سے ذکر نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔ اس طرح کے سیمینار اوران میں اس طرح کے تھنک ٹینکس کے لوگوں کی شرکت اوران کی نظریۂ پاکستان اور اسلام کے خلاف گفتگو فیصلہ سازوں پر ایک دباؤ قائم رکھنے کے لیے ہوتی ہے۔ فیصلہ ساز سمجھتے ہیں کہ ان این جی اوز اور تھنک ٹینکس کے ان افراد کے پیچھے اصل میں کون بول رہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اس لیے جناب شفقت محمود وفاقی وزیر تعلیم نے اپنی تقریر دل پذیر میں یقین دلایا کہ ہم درسی کتب میں تمام مذاہب کو برابر حیثیت میں پیش کریں گے، تعلیمی نظام میں کوئی نفرت انگیز مواد نہیں آنے دیں گے اور نصاب و درسی کتب کو اقلیتوں کے لیے قابل قبول بنائیں گے۔

وفاقی وزیر تعلیم نے کھلا یقین دلایا لیکن شاید اس کی بہت ضرورت نہ تھی کیونکہ نیشنل کریکولم کونسل اور وفاقی وزارتِ تعلیم کے فیصلہ ساز اداروں میں ایڈوائزرز اور کنسلٹنٹس کی شکل میں ایک مضبوط گروپ پہلے ہی موجود ہے اور پورے تحرک سے لبرل سیکولر ایجنڈا پر کام کر رہا ہے۔ نیشنل کریکولم کونسل میں اب شاید دینی مدارس کے وفاقوں کے نمائندے بھی شامل کر لیے گئے ہیں لیکن اوّل تو انہیں کریکولم پالیسی اور کریکولم ٹیکنالوجی کا پتہ ہی نہیں۔ دوسرا وہ اتنی کمزور حیثیت میں ہیں کہ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے حتیٰ کہ وفاقی وزارتِ تعلیم کے سینئر افسر بھی یا تو بے بس ہیں یا مداہنت کا شکار ہیں۔ اس لیے وفاقی وزارتِ تعلیم کے سیکولر اور لبرل ایجنڈے کے توڑ کے لیے محب وطن اور اسلامی قوتوں کی طرف سے سخت مزاحمت کی ضرورت ہے ورنہ مغرب کی سیکولر اور لبرل لابی جس طرح قدم بقدم آگے بڑھ رہی ہے اور جس طرح بیرونی قوتیں اور اندرونی لابی کمال چابک دستی کے ساتھ اپنے کام کو پروان چڑھا رہی ہے اس سے خطرہ ہے کہ نہ صرف عصری تعلیمی ادارے مغربی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے مجبور ہوں گے بلکہ اسلام کے قلعے یعنی دینی مدارس میں بھی دشمن تہذیب اپنے پنجے گاڑنے کی طرف گامزن ہو جائے گی۔

افسوس یہ ہے کہ ۳ فیصد اقلیتوں کو غالب کرنے کی خاطر ۹۷ فیصد مسلمانوں کے حقوق غصب کیے جا رہے ہیں۔ ان کی تہذیب اور ان کے تمدن کے ساتھ ان کی تاریخ بھی مسخ کی جا رہی ہے۔ چلیے دشمن تو یہی چاہتا ہو گا جبکہ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین تک سربسجود ہو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہم درسی کتابوں سے اپنی تاریخ کو خارج کر دیں گے۔ اللہ ہمیں اس طوفان بلاخیر سے محفوظ رکھے۔ آمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ملک محمد حسین

مجوزہ یکساں نصاب کی اقدار: ایک تقابلی مطالعہ

مجوزہ نصاب کی اقدار وہی ہیں جو غیر مسلم ممالک کی اور ہیومنزم کی ہیں اور جنہوں نے اس مجوزہ نصاب کو نظریاتی طور پر ایک نا قابل قبول دستاویز بنا دیا ہے

پاکستان تحریک انصاف نے اپنے منشور میں یکساں نظامِ تعلیم اور یکساں نصابِ تعلیم کا وعدہ کیا تھا اور اب حکومت میں آنے کے بعد یکساں تعلیمی نصاب پر بڑی عجلت میں کام کیا جا رہا ہے۔ پرائمری سطح کے نصاب کا جو پہلا مسودہ جاری کیا گیا ہے اس میں تعلیمِ اقدار (ویلیوز ایجوکیشن) پر ایک علیحدہ رپورٹ جاری کی گئی ہے اور اس عزم کا اظہار کیا گیا ہے کہ وہ تمام اقدار جو اس رپورٹ میں دی گئی ہیں وہ پورے نصاب کے تانے بانے میں جاری وساری کی جائیں گی۔ اس کے لیے جو اصطلاح استعمال کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ان ویلیوز کو Cross Cutting Themes کے طور پر تمام مضامین میں شامل کیا جائے گا۔

جب ہم تعلیمی اقدار کی اس رپورٹ میں دی گئی بنیادی اقدار (Core values) اور ان سے اخذ کی گئی ذیلی اقدار (Sub-values) پر غور کرتے ہیں تو وہ سب کی سب ویلیوز اور ان ویلیوز کا پورا نظام ہیومنزم (Humanism) کے فلسفے، اُس کے نظام حیات اور اس کے تصورِ کائنات (Warldview) سے نکلتا نظر آتا ہے۔ نیز یہ سب اقدار وہی ہیں جو سیکولر اور غیر مسلم ملکوں اور معاشروں کی ہیں جو ہیومنزم کے فلسفۂ حیات کو اپنائے ہوئے ہیں۔ ہمارے بعض محترم اور صحیح الفکر احباب نے بھی وفاقی وزارتِ تعلیم کے اس 'ویلیوا یجوکیشن' یا تعلیمی اقدار کے اقدام کو سراہا ہے، یہ جانے بغیر کہ جن اقدار کو ہمارے بچوں کو نصاب تعلیم کی اساس بنایا جا رہا ہے وہ اقدار اصولی اور نظریاتی طور پر ہمارے لیے قابل قبول ہو ہی نہیں سکتیں۔ اس معاملے کو واضح کرنے کے لیے ہم پہلے متعلقہ لٹریچر سے ہیومنزم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی اقدار کی ایک فہرست تیار کریں گے، پھر مختلف غیر اسلامی اور سیکولر ملکوں کے نظام تعلیم اور ان کے قومی نصاب میں کارفرما اقدار کی نشاندہی کریں گے اور آخر میں وفاقی وزارتِ تعلیم کے جاری کردہ مسودۂ نصاب میں بیان کی گئی اقدار کی فہرست دے کر ہیومنزم کی اقدار اور سیکولر ممالک کے نصابات کی اقدار سے موازنہ کر کے دیکھیں گے کہ وفاقی وزارتِ تعلیم کی تعلیمی اور نصابی اقدار کی نظریاتی حقیقت کیا ہے؟

ہیومنزم کی اقدار

سب سے پہلے ہیومنزم کی اقدار کو لیتے ہیں:

۱۔ امریکن ہومنسٹ ایسوسی ایشن کی کرسٹائین ونٹر میوٹ (kristin Winter Mute) اپنی ۲۷ اگست ۲۰۱۹ء کی ایک تحریر میں جن دس اقدار کے ساتھ وفاداری کا ذکر کرتی ہیں وہ یہ ہیں:

Human worth, dignity, reason compassion, morality, ethies, democracy, scentific inquiry, naturalism and critical thinking.

امریکن ہیومنسٹ ایسوسی ایشن کا آرگن 'ہیومنسٹ' ہے جس میں یہی خاتون مذکورہ میگزین کے ستمبر اکتوبر ۲۰۱۹ء کے شمارے میں جن اقدار کا ذکر کرتی ہیں وہ یہ ہیں:

Critical thinking, ethical development, peace and social justice, service and participation, empathy, humility, environmentalism, glolal awareness responsibilty altrusion.

رچرڈ نارمن جو ایک ہیومنسٹ فلاسفر ہے، اپنی ایک تحریر میں ہیومنزم کی جن اقدار کو گنواتا ہے وہ یہ ہیں:

Fairness, equality, happiness, justice, freedom

ڈیوڈ پلاک جو ایک ہیومنسٹ ہے، اُس نے ہیومنزم کے عقائد اور اقدار پر ایک مقالہ تحریر کیا ہے جس میں اس نے عقائد کے ضمن میں یہ کہا ہے کہ ہیومنزم کے فلسفے کے مطابق خدا کا کوئی وجود نہیں ہے اور اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں ہے۔ اخلاقیات انسان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا ذاتی اور اندرونی معاملہ ہے اور خارج سے انسان کے لیے کوئی اخلاقی نظام وضع نہیں کیا جا سکتا۔ جو اقدار اُس نے بیان کی ہیں وہ یہ ہیں:

Reason, morality, meaning and purpose, rejection of spirituality

پال کرٹز (Paul kurtz) جسے فادر آف سیکولر ہیومنزم کہا جاتا ہے اور وہ سٹیٹ یونیورسٹی آف نیویارک بفیلو میں فلسفے کا پروفیسر ایمریطس تھا۔ اس نے ہیومنزم کے اصول بیان کیے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:

Reason, human intelligence, scientific discovery, technology, open and pluralistic society, democracy, dialogue, justice, fairness, diversity, equality. compassion, optimism, compassion, service.

انڈرسٹینڈنگ ہیومنزم ریسورسز فار ایجوکیشن میں بتایا گیا ہے کہ ہیومنسٹس کس چیز کو ویلیو کرتے ہیں (What do humist value)۔ یہاں پال کرٹز نے ان اقدار کی پوری فہرست دی ہے جن پر ہیومنسٹس ایمان رکھتے ہیں، جو یہ ہیں:

One life, community, empathy, creativity, curiosity, uncertainty, social justice, human talent and capabilities, happiness, humility, science, freedom, evidence, democracy, equality, human achievements, friendship, progress, optimism, reason, human rights, natural world, making our lives meaningful.

ہم نے اختصار کی خاطر چند مآخذ کا ذکر کر کے ہیومنزم کی اقدار جاننے کی کوشش کی ہے۔ ان سب کو سامنے رکھتے ہوئے ہیومنزم میں اقدار کا جو مجموعی نقشہ سامنے آتا ہے، وہ درج ذیل ہے:

Values of Humanism- A Comprehensive View

Compassion, reason, critical thinking, ethics, morality, social justice, empathy, humility, responsibility, altruism,

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

democracy, naturalism, scientific inquiry, peace, service and participation, environmentalism, fairness, equality, happiness, freedom, one life, community, human talent, evidence, human achievements, progress, development, optimism, human rights, meaningful life, curiosity, dialogue, diversity, sexual preference, honesty, integrity, truthfulness, creativity.

ہیومنزم کیا ہے؟

ہیومنزم کی اقدار کی ایک جامع فہرست دینے کے بعد ہم مختصراً یہ بھی بتانا چاہیں گے کہ ہیومنزم ہے کیا چیز؟

امریکن ہیومنسٹ ایسوسی ایشن کی ہیومنزم کی تعریف کے مطابق ''ہیومنزم زندگی کا ترقی پسند فلاسفہ ہے جس میں خدا پرستی اور مافوق الفطرت عقائد کی کوئی جگہ نہیں ہے۔''

امریکہ کے ہیومنسٹ میگزین کے مطابق ''یہ عقل پر مبنی ایک فلسفہ ہے جس کا علم سائنس سے، حوصلہ افزائی فن سے اور جذبے کی فراہمی دوسروں کی اعانت سے ہوتی ہے۔ یہ انسان کو فطرت کا حصہ گردانتے ہوئے یقین رکھتا ہے کہ اقدار چاہے مذہبی ہوں، سماجی ہوں، سیاسی ہوں یا اخلاقی سب کی سب انسانی تجربے کا نتیجہ ہوتی ہیں اور ان کا تعلق نظریات یا ادیان سے نہیں ہوتا۔''

سٹیفن شاورز مین کے مطابق ہیومنزم ایک فلسفہ ہے، ایک تصورِ کائنات ہے اور زندگی کا ایک نقطۂ نظر ہے جس کی اساس نیچرلزم پر ہے یعنی صرف فطرت اور کائنات ہی حقیقت ہے۔ ہیومنزم بعض لوگوں کی مذہب کی نفسیاتی اور سماجی ضرورت پوری کرتا ہے۔ ایک ایسا مذہب جو خدا پرستی سے پاک، مافوق الفطرت تصورات سے ماورا اور معجزات سے لاتعلق ہوتا ہے۔ اس تصور میں مرنے کے بعد کی زندگی اور سپر نیچرل خیالات کی کوئی جگہ نہیں ہوتی۔

ہم نے سطور بالا میں مغربی فکر سے ہیومنزم کی تعریف اور جن تصورات کا ذکر کیا ہے، ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۔ ہیومنزم ایک فلسفۂ زندگی اور ایک تصورِ کائنات ہے۔

۲۔ اس فلسفہ میں خدا پرستی اور خالق کائنات کے وجود کا مکمل انکار ہے۔

۳۔ ہیومنزم کسی مابعد الطبیعیاتی یا مافوق الفطرت معاملات پر یقین نہیں رکھتا۔

۴۔ ہیومنزم میں زندگی بعد موت کا کوئی تصور نہیں۔

۵۔ ہیومنزم ایک مکمل نظام زندگی ہے جس کی اپنی اقدار ہیں اور جس میں انسان مختارِ کل ہے۔

غیر مسلم معاشروں میں ہیومنزم کی اقدار

اب ہم آتے ہیں اس طرف کہ بعض غیر مسلم معاشروں اور سیکولر ممالک کے نصابات میں کارفرما ویلیوز کی نوعیت کیا ہے؟ سب سے پہلے آسٹریلیا کو لیتے ہیں کیونکہ ہمارے نصاب سازوں نے مبینہ طور پر زیادہ تر آسٹریلیا کا اتباع کیا ہے۔ آسٹریلیا کے نیشنل کریکولم فریم ورک میں جن اقدار کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہیں:

Compassion and care, doing your best, fair go, freedom, honesty and trustworthiness, integrity, respect, responsibility, understanding, tolerance, inclusion, citizenship.

انڈیا کے سنٹرل بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن نے بھارتی تعلیم کے لیے ویلیوز ایجوکیشن پر پورا مینول تیار کیا ہے۔ اس میں سی بی ایس ای نے بھارت میں سکول کی تعلیم کے لیے اقدار کی جو فہرست دی ہے وہ یہ ہے:

Compassion, trust, courage, acceptance, joy, sense of freedom, absence of conflict, love, empathy, cooperation, listening, acceptance of difference, appreciation, reconciliation, tolerance, mutual respect, appreciation and protection of environment, human rights, citizenship, freedom from bias, national integration, secularism, intercultural and multicultural harmony, awareness of global issues, peaceful

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

resolution of international conflicts, environmental concerns, world cultural heritage.

مشرقی افریقی ریجن کے مما لک نے ،جن میں کینیا، روانڈا، برونڈی، تنزانیہ اور یوگنڈا شامل ہیں، مشترکہ طور پر اپنی تعلیم اور نصابات کے لیے جن اقدار کو اساس بنایا ہے وہ یہ ہیں:

Respect, environment, gender equality, protecting vulnerables, human rights, integrity, humility, fairness, tolerance, conservation.

برطانیہ کی تعلیم اور نصاب میں کارفرما اقدار یہ ہیں:

Democracy, rule of law, individual liberty, mutual respect and tolerance.

فلپین کے نظام تعلیم میں اقدار بڑی قوت سے شامل کی گئی ہیں۔ ان اقدار کی فہرست حسب ذیل ہے:

Truth, love, creative thinking, integrity, honesty, personal discipline, faith in God, social responsibility, mutual respect, concern for others, fidelity, freedom, equality, participation, social justice, peace, thrift, work ethics, self-reliance, productivity, science and technology, entrepreneurship, nationalism, patriotism, civic consciousness, commitment, esteem of national heroes, international understanding.

پاکستانی نصاب کے لیے مجوزہ اقدار

ہیومنزم کی اقدار اور مختلف غیر مسلم مما لک اور سیکولر مما لک کے نظام تعلیم میں کارفرما اقدار کے ذکر کے بعد اب ہم وفاقی وزارت تعلیم اور پروفیشنل ٹریننگ کے تحت کام کرنے والی نیشنل کریکولم کونسل کے تیار کردہ پرائمری کلاسز کے نصاب میں دی گئی اقدار اور ''ویلیوز ایجوکیشن'' کے کتابچے میں پری سکول سے بارھویں جماعت تک نافذ کی جانے والی اقدار کی فہرست دیتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ویلیوز ایجوکیشن کے صفحہ ۱ تا ۱۰ میں ویلیوز کی تفصیل دیتے ہوئے جن روٹ ویلیوز (اساسی اقدار) کا خصوصی ذکر ہے، وہ یہ ہیں:

1. Compassion and care
2. Integrity and honesty
3. Responsible citizenship

ذیلی اقدار کی فہرست کچھ اس طرح ہے:

Compassion and care for self, compassion and care for others, compassion and care for environment, safety and security, truthfulness, trustworthiness, fairness, hard work, pursuit of excellence, say no to corruption, understanding the organization of society, respect for law, rules and regulations, collaboration, respect for diversity, tolerance, peace and social cohesion, democratic values, human rights, local and global citizenship, health education, gender equality, equality, awareness of rights and responsibilities, integrity, justice, human rights, environmental conservation.

ویلیوز ایجوکیشن کے کتابچے میں کہا گیا ہے کہ یہ ویلیوز کراس کٹنگ تھیمز کے طور پر پورے نصاب میں پھیلی ہوں گی۔ مثال کے طور پر ہم انگلش لینگوئج کے نصاب میں دی گئی ویلیو تھیمز (Value themes) کا ذکر کرتے ہیں، جو یہ ہیں:

The English curriculum emphasizes themes that promote values for peace and social cohesion. These cover attributes such as humanism patience, tolerance, respect for self and others, respect for Pakistani and international values, conflict resolution, equity between groups and nations, making friends, sharing, leaning to live together. education for sustainable development and global citizenship for education.

ہم نے قارئین کے سامنے ہیومنزم کی اقدار کی تفاصیل اور ان اقدار کی تفاصیل جو سیکولر ممالک اور غیر مسلم معاشرے اپنے نظام تعلیم اور اپنے نصابات میں اختیار کیے ہوئے ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھ دی ہیں۔ نیز وفاقی وزارتِ تعلیم کے جاری کردہ نصابی مسودوں میں جو اقدار اختیار کی گئی ہیں وہ بھی پیش کر دی ہیں۔ اب قاری موازنہ کر کے معروضی سوچ کے ساتھ اور کھلے ذہن سے کام لیتے ہوئے خود دیکھسکتا ہے کہ ہم وفاقی وزارت تعلیم کے زیر جائزہ نصاب کے بارے میں اگر کہتے ہیں کہ یہ ہیومنزم کی ملحدانہ اساس پر تشکیل دیا جا رہا ہے اور جن اقدار کو نصاب کی اساس بنایا جا رہا ہے ان کے بارے میں اگر ہم کہتے ہیں کہ یہ اسلام نظریۂ پاکستان اور دستور میں شامل قراردادِ مقاصد اور دیگر دستوری شقوں کے خلاف ہیں، تو اس میں غلط کیا ہے؟

ہر ملک اور معاشرے کی اپنی آئیڈیالوجی، اپنا نظام عقائد اور اپنا نظام اقدار ہوتا ہے جس کی روشنی میں اس ملک اور معاشرے کے قانون، ضابطے، تعلیمی نظام اور معاشرتی فوز وفلاح کا نظام تشکیل پاتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ اسی وفاقی وزارتِ تعلیم نے اور اسی نیشنل کریکولم کونسل نے جو نیشنل کریکولم پالیسی فریم ورک ۲۰۱۸ء میں منظور کیا تھا اُسے بھی پس پشت ڈال دیا ہے۔ اگرچہ وہ کوئی آئیڈیل ڈاکومنٹ نہیں تھا لیکن کم از کم نیشنل آئیڈیالوجی کو تو نصاب سازی کی بنیاد قرار دیتا تھا۔

غیر ملکی اداروں کا عمل دخل

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وفاقی وزارتِ تعلیم میں برسرِ کار نصاب سازی گروپ اور وفاقی وزارتِ تعلیم میں موجود فیصلہ ساز حکمران قومی نظریۂ حیات، آئین پاکستان اور پچھلے ستر سال کی نصابی روایات کو کیوں پس پشت ڈال رہے ہیں؟ ہماری معلومات کے مطابق اس کے پیچھے یو ایس کمیشن آن انٹرنیشنل ریلیجس فریڈیم، پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن، ڈی ایف آئی ڈی، واٹر ایڈ، آغا خان فاؤنڈیشن اور کچھ دیگر سیکولر این جی اوز ہیں۔ ایڈوائزر کے طور پر معروف سیکولر دانش ور جناب جاوید جبار کی دانش بھی موجود ہے۔ خود وفاقی وزیر تعلیم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

موصوف بھی لبرل خیالات کے حامی ہیں۔ یہ سارے عوامل مل کر تحریک انصاف کی حکومت کا یہ شاندار منصوبہ یعنی یکساں نظام تعلیم کا عزم اندھیروں میں گم ہو رہا ہے۔ نصاب کا نفاذ ایک نازک کام ہے اور جب تک تمام سٹیک ہولڈرز مطمئن نہ ہوں یہ کام آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اب سارے سرکاری سکول تو نظریۂ پاکستان کے حامی ہیں۔ پرائیویٹ سکولوں میں ۹۰ فیصد اسلام اور نظریۂ پاکستان کے جذبہ سے سرشار ہیں اور ۳۵ ہزار دینی مدارس تو ہیں ہی اسلام کے قلعے۔ اب حکومت اگر ہیومنزم کے ملحدانہ نظریہ پر مبنی تشکیل دیا ہوا نظام تعلیم نافذ کرنے کی حماقت کرے گی تو اس حماقت کو قوم ٹھنڈے پیٹوں کیسے برداشت کرے گی؟

بعض خواتین وحضرات جو اپنے آپ کو بزعم خود ماہر تعلیم اور دانشور گردانتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مذکورہ اقدار اگرچہ ہیومنزم کے فلسفہ پر مبنی ہیں لیکن سب غلط نہیں ہیں۔ ان خواتین وحضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ اصل اہمیت اس نظام عقائد کی ہوتی ہے جس سے اقدار کو اخذ کیا جاتا ہے۔ ہمارے نظام عقائد میں بنیادی اقدار توحید، رسالت، آخرت اور عبادت ہیں جبکہ ہماری وفاقی وزارت تعلیم ہیومنزم کے نظامِ عقائد کے تحت

Compassion and care, integrity and honesty, responsible citizenship

کو اساسی اقدار قرار دے رہی ہے تو مسلمانوں کے معاشرے میں یہ نظام عقائد اور نظام اقدار کیسے نافذ ہو سکتا ہے؟

سید سعادت اللہ حسینی نے اپنے ایک مضمون (مطبوعہ البرہان مارچ ۲۰۲۰ء) میں کتنی خوبصورت بات کی ہے کہ ''اگر ہم اسلام کو بھی مانیں اور اس سے متصادم افکار کے اثرات بھی قبول کریں یا اسلام کو سچ مانیں لیکن جدید دنیا میں اس کے قابل عمل ہونے پر تذبذب کا شکار ہوں یا اسلام کو مانیں اور ہمارا رویہ اور عمل اس کے مطابق نہ ہو یا اہداف اور نصب العین وہ نہ ہو جو ہمیں اسلام دیتا ہے تو یہ دورنگیاں اور تناقض کمزوری پیدا کرتی ہیں۔ اسلامی مفکرین نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس بات پر خبردار کیا ہے کہ اسلامی معاشرے یورپی افکار ونظریات کو قبول کر کے ترقی نہیں کر سکتے۔ یورپ اور امریکہ میں تو مادہ پرست سیکولر فکر وہاں کی قوموں کا دین ہے۔ اس پر انہیں ایمانِ کامل ہے اور یہ ایمان (چاہے غلط مفروضوں پر مبنی سہی) ان کی طاقت بن گیا ہے لیکن ان اجنبی تصورات کو آپ اسلامی معاشروں میں درآمد کریں جہاں مسلمانوں کے ایمان ویقین سے یہ افکار متصادم ہیں تو اس کے نتیجے میں کسی بھی بات پر ان کو مکمل اطمینان حاصل نہ ہوگا۔''

اس مضمون میں ہم نے حکومتی نصاب کے نظام اقدار کو ہدف تنقید بنایا ہے۔ اگلی نشست میں ہم اسلامی نظریہ حیات پر مبنی اقدار اور تعلیم اقدار کی تفصیلات پیش کریں گے، ان شاء اللہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدر عباس[1]

مجوزہ حکومتی نصاب کرونا سے زیادہ خطرناک اور بدتر ہے

اسلام کی بجائے ہیومنزم کی اقدار کو اپنانا کرونا وائرس سے زیادہ مہلک ہے

مولانا رومؒ نے مثنوی معنوی میں ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک مینڈک اور چوہا تالاب کے کنارے ہنسی خوشی زندگی بسر کر رہے تھے۔ دونوں میں اچھی دوستی ہوگئی۔ اتنے مانوس ہوگئے کہ ایک دوسرے کی جدائی برداشت سے باہر تھی۔ ایک دن چوہے نے مینڈک سے کہا: اے میرے پیارے! دل کرتا ہے کہ آپ سے زیادہ مانوس رہوں اور زیادہ دل لگی کی باتیں کیا کروں۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ آپ کا رہن سہن پانی میں ہے اور میرا پانی میں آنا محال ہے۔ کوئی ایسی راہ نکلے کہ جب میرا آپ سے بات کرنے کو دل چاہے تو آپ میرے پاس پہنچ جائیں اور میں آپ کے دیدار سے مشرف ہوسکوں۔

مینڈک نے جب اپنے دوست کا اصرار دیکھا تو کہا: اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ ایک رسی سے اپنے آپ کو باندھ لیں۔ جو بھی، جب بھی ایک دوسرے کے لیے اداس ہو، اس رسّی کو کھینچ کر دوسرے کو آگاہ کردے۔ دونوں نے اس بات پر اتفاق کرلیا۔ ایک روز چوہا اپنے دوست سے ملنے کے لیے باہر نکلا ہی تھا کہ تاک میں بیٹھا کوّا اس پر جھپٹا، چوہے کو دبوچ کر اڑنے لگا۔ جیسے ہی تھوڑا ابلند ہوا۔ پانی میں مینڈک سرکار بھی ہوا میں معلق ہوگئے۔ لوگ کوّے کی چالاکی پر ورطۂ حیرت میں تھے کہ اتنے میں مینڈک کی صدا آئی۔ اے لوگو! یہ ان کا انجام ہے جو بغیر سوچے سمجھے ایسوں سے رشتہ جوڑ لیتے ہیں جن کے ساتھ ان کا ماحول، رہن سہن اور فرہنگ وثقافت میل نہیں کھاتی۔

آتے ہیں اصل موضوع کی طرف۔ جب بھی کوئی نظام تشکیل دیا جاتا ہے تو اس کے

[1] ریسرچ سکالر، ایران

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیچھے ایک فلاسفی ہوتی ہے اور نظام اسی فلاسفی کا پرَتو ہوتا ہے۔ اگر ہم نے نظام سازی کرنی ہے تو جس ہستی کے لیے اس نظام کو بنا رہے ہیں اس ہستی کی شناخت کا ہونا ضروری ہے۔ نظام سازی میں اس چیز کا بہت عمل دخل ہے کہ نظام بنانے والے اس دنیا اور انسان کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ وہ جب بھی نظام بنائیں گے اسی فکر کے تناظر میں بنائیں گے۔

نظام سازی اور حاکم نظریات

۱۔ اگر وہ اس جہان اور انسان کو فقط مادی خیال کرتے ہیں تو فقط مادی نگاہ سے نظام تشکیل دیں گے۔

۲۔ اگر ان کو مادہ سے ماوراء سمجھتے ہیں تو فقط معنوی پہلو کو ترجیح دیں گے اور اصلاً مادہ کو زیر بحث نہیں لائیں گے۔

۳۔ اگر مادہ کو اصل قرار دیں گے اور روح و معنویت کو ایک ثانوی حیثیت دیں گے تو ان کا ہدفِ اصلی مادیت ہوگا اور اس کے لیے معنویت کو قربان کر دیں گے یعنی حرام کمائی کریں گے لیکن اس کو پاک کرنے کے لیے حج بھی کر لیں گے۔

۴۔ اگر اصل روح و معنویت کو قرار دیں گے اور مادہ کی اہمیت سے بھی انکار نہیں ہوگا تو ایک ایسا نظام تشکیل دیں گے جس میں روح و مادہ دونوں کو اہمیت دی جائے گی مگر معنویت کو اصالت حاصل ہوگی۔ یعنی جب ان میں سے کسی ایک کو قربان کرنے کا وقت آئے گا تو مادیت کو قربان کر دیں گے اور جس کو بقا حاصل ہے اس کو بچا لیں گے۔ یعنی اقدار کو بچائیں گے چاہے اپنے مادی وجود کے ٹکڑے ہو جائیں۔ اور جو اس نظریے کا حامل ہو وہی برحق ہے اور وہی یہ نعرہ لگا سکتا ہے کہ میں گردن تو کٹوا سکتا ہوں مگر باطل کے سامنے سر نہیں جھکا سکتا۔

ملک پاکستان کہ جس کی بنیاد ایک نظریے پر استوار ہے اور وہ 'لا الہ الا اللہ' ہے اور اس ملک کو چلانے کے لیے ایک آئین بھی تشکیل دیا گیا ہے، جسے پڑھ کر یہی احساس ہوتا ہے کہ واقعتاً اپنے نظریے کی ترجمانی کر رہا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم اس پر عمل نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے۔ ہماری مشکل یہی ہے کہ ہم احساسِ کمتری کا اتنا شکار ہو جاتے ہیں کہ دُور کے ڈھول سہانے لگنے لگتے ہیں اور کوّا ہنس کی چال چلتے چلتے اپنی بھی بھول بیٹھتا ہے۔ آج کل ایک وبا کرونا نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور پوری دنیا اس سے پریشان اور نالاں ہے۔ وبا آتی ہے اور کچھ عرصہ گزرنے کے بعد چلی جاتی ہے۔

وبا اور نظریہ

گزشتہ زمانوں میں بھی وبائیں آتی رہی ہیں اور لاکھوں لوگوں کی ہلاکت کا سبب بنی ہیں۔ اس کے اثرات چونکہ ہمیں ظاہر میں نظر آ رہے ہوتے ہیں اس لیے ہم اس کے بارے میں سوچ بچار کرتے ہیں اور علاج ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وبا جسموں کو نقصان دیتی ہے لیکن جس مسئلے کو میں کرونا سے بڑا مسئلہ کہہ رہا ہوں، وہ ہمارے نظامِ تعلیم میں ایسے نظریوں کا سرایت کر جانا ہے جو نسلوں کو اپنے نظریۂ حیات سے کوسوں دور لے جائیں گے اور نسلوں کو تباہ کر کے رکھ دیں گے۔ اور ہم سر پیٹیں گے کہ ہو کیا گیا ہے؟ چونکہ ہم ظاہر بین ہیں اس لیے پس پردہ جو سازشیں کی جاتی ہیں ان سے آگاہی نہیں رکھتے اور جب پانی سر سے گزر جاتا ہے تو پھر بیدار ہوتے ہیں اور اس وقت سوائے رونے دھونے کے ہمارے پلّے کچھ نہیں ہوتا۔ ہم نے ابھی تک اپنے دوست و دشمن کو نہیں پہچانا۔ برصغیر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی مہربانیوں سے آئی ایم ایف کے قرضوں تک ہمیں لولی پاپ دیا جاتا ہے اور یہی کہا جاتا ہے کہ تم کچھ نہیں کر سکتے، تمہیں ہر چیز ہم ہی عطا کریں گے۔ ہم ہر قدم پر تمہارے ساتھ کھڑے ہیں، یہ جنٹلمین ریشم کے دستانے، اپنے خون آلود ہاتھوں پر چڑھا کر ہمارے مہربان بن کر آتے ہیں اور پھر دس سال بعد ہم اخبار کی مین سرخی میں لکھتے ہیں کہ زلزلے کے دوران جو امدادی کارکن آئے تھے وہ تو جاسوس تھے۔

ہمارے وزیر اعظم فرماتے تھے کہ جس سے قرضہ لیا جاتا ہے اس کی شرائط بھی ماننا پڑتی ہیں۔ اور اب وہی ہو رہا ہے کہ ''ویلیوز ایجوکیشن'' کے نام پر ایک ایسا ڈاکومنٹ عنایت فرمایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جارہا ہے جس کی بنیاد سیکولر ہیومنزم پر ہے۔ اور اس فلسفے کے ثمرات وہی نعرے ہوں گے جو ٹاک شوز میں اور سڑکوں پر لگے ہیں۔ ہمیں انسانیت سکھانے وہ آ رہے ہیں جن کی تاریخ انسانیت پر ظلم وستم سے بھری پڑی ہے۔

یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبّر، یہ حکومت
پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات
بے کاری و عریانی و مے خواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات
(اقبالؒ)

بہترین خالق: بہترین قانون

ہم اپنی روز مرہ زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ جب بھی ہم بازار سے کوئی بڑی یا چھوٹی مشینری خریدتے ہیں تو دیکھنے میں آتا ہے کہ اس مشینری کے ساتھ ایک چھوٹا سا پمفلٹ بھی موجود ہوتا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ اس پمفلٹ میں اس مشین کو بنانے والے نے وہ تمام اہم باتیں بیان کر دی ہیں کہ اگر ان باتوں کو مدنظر رکھ کر اس مشین کو استعمال کیا جائے تو ہم آپ کو ضمانت دیتے ہیں کہ یہ مشین زندگی بھر آپ کے ساتھ رہے گی۔ اور اگر آپ نے اپنی مرضی سے اس کو استعمال کرنے کی کوشش کی تو ہم ایک لمحے کی بھی ضمانت دینے سے قاصر ہیں، کیونکہ بنانے والا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کو کیسے استعمال کرنا ہے اور وہی بہترین قانون بھی دے سکتا ہے۔ اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ خالق پر یقین کامل کرتے ہوئے اسے ویسا ہی استعمال کرتے ہیں یا بے یقینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے استعمال میں اپنی مرضی شامل کرتے ہیں۔ انسان بہترین مخلوق ہے اور قرآن مجید ہی اس کے لیے بہترین قانون ہے۔

اسلام کا تصور انسان اور سیکولر ہیومنزم

ہماری مشکل یہ ہے کہ ہم نے اس کو نہیں تھاما کہ جس کا نعرہ ہی یہ ہے کہ ''وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اُدَمْ'' یعنی اسلام انسانیت کا بہترین تصور دیتا ہے جس میں حاکم اصلی خدا ہے اور انسان اس کا عبد اور خلیفہ۔ ہم نے اس کے برحق نمائندے کی تعلیمات کو بھی فراموش کر دیا کہ جس نے آ کر جاہلوں کو عالم، سود خوروں کو کاسبِ حلال، قاتلوں اور زندہ در گور کرنے والوں کو شفقت ومحبت کا پیکر، مشرکوں کو موحّد، فرقوں میں منقسم لوگوں کو متحد، خرافات زدوں کو حقیقت کے متلاشی اور ذلّت میں پڑے ہوؤں کو عزت وعظمت کی راہ دکھائی۔ ''ذرّہ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب'' علامہ اقبالؒ کا پیغام یہی ہے کہ۔

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

ایک اہم بات کہ جس کی جستجو میں ہر انسان سرگردان وپریشان ہے کہ آج تعلیم تو بہت ہے لیکن تربیت جو اس کا ہدف تھا کہ انسانیت کو سکون فراہم کرے، اس کی نگاہیں آج بھی متلاشی ہیں۔ تو اس کا جواب بھی یہی ہے کہ جب انسان نے اپنی عقل پر بھروسہ کر کے اپنے آپ کو خدا کی جگہ پر کھڑا کر دیا ہے اور خدا محوری کی بجائے خود محوری پر انحصار کیا ہے تو نابغہ احمق (پڑھے لکھے جاہل) کی صورت میں ظاہر ہوئے ہیں۔ پرانے زمانے کی جاہلیت یہی تھی کہ وہ زندہ در گور کر دیتے تھے اور آج کی جدید جاہلیت بھی اپنی ٹیکنالوجی کو استعمال میں لا کر دنیا میں بسنے والوں پر بموں کا استعمال کرتی ہے اور ہنستی بستی آبادیوں کو نوحہ کناں کر دیتی ہے۔ لیکن اگر اسی ٹیکنالوجی سے دنیا کی تاریکیاں دور کی جائیں، بیماریوں کا علاج کیا جائے، انسانیت کو دکھ کی بجائے سکھ فراہم کیا جائے تو یہی ٹیکنالوجی انسانیت کی دنیاوی واخروی فلاح کی ضامن ہے۔

سیکولر ہیومنزم کا عنوان بھی انسان ہی ہے لیکن ایسا انسان جو ہر قید وبند سے آزاد ہو۔ یعنی وہ جو چاہے سرانجام دے کہ اس کو آزادی حاصل ہے اور اس کا نتیجہ یہی سامنے آئے گا کہ قرآن، انبیاء، قیامت، جنت وجہنم، جزا وسزا سب مفروضے ہیں۔ اس وجود کا حاکم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

انسان ہے اور جو اس کے جی میں آئے سرانجام دے۔ المختصر اسلام کے تصور انسانی میں معیار خداوندِ متعال کی ذات ہے اور سیکولر ہیومنزم میں معیار خود انسان۔

کس کو اسوہ قرار دیں؟

ہمیں اس بات کو سمجھنا ہوگا کہ یہ ہمارے کبھی بھی خیر خواہ تھے نہ ہوں گے کیونکہ یہ اس لاریب اور بے عیب کا فرمان ہے۔ بقول ترکوں کے کہ انہوں نے یورپ میں ہمیں شامل کرنے کی شرائط میں عریاں تک کر دیا لیکن یورپی یونین میں شامل نہیں کیا۔ علم مومن کی گمشدہ میراث ہے جس کا حصول اس کا حق ہے بشرطیکہ عقل اور حکمت سے آگے بڑھا جائے، نہ کہ ہم اپنے نظریے پر ساز باز کر لیں۔ ساتھ ہی یہ بات بھی جان لیں کہ ترقی عریاں پنڈلیوں سے نہیں بلکہ عقل کے درست استعمال سے ہوتی ہے جو وحی الٰہی کے سایہ میں ہو، اور اس ٹیکنالوجی کا استعمال ہے جو یہ ہمیں کبھی نہیں دیں گے۔ اور ٹرک کی بتی کے پیچھے لگا کر اپنے مطالبات منواتے رہیں گے۔ اگر ہم نے بے بصیرتی کا مظاہرہ کیا تو ہمیں خاتون گھر میں بچوں کی تربیت کی بجائے سڑکوں پر نظر آئے گی اور یہی صدا بلند کرے گی کہ ''میرا جسم میری مرضی'' اور علامہ اقبالؒ کی اس نصیحت کو بھول جائے گی کہ 'مادراں را اسوۂ کامل بتولؓ' یعنی مسلم ماؤں کے لیے اسوۂ کامل حضرت فاطمہ الزہراءؓ کی ذات گرامی ہے اور یہ کہ۔

تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ امومت
ہے حضرتِ انساں کے لیے اس کا ثمر موت
جس علم کی تعلیم سے زَن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت
بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت

نتیجہ

صبح کا بھولا شام کو واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ ابھی بھی دیر نہیں ہوئی۔ اگر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہم اپنی اصل کو برقرار رکھیں اور ایسی ترقی کے متلاشی بنیں جو دنیا و آخرت میں عزت کا باعث ہو گی۔ اور اگر ہم نے اپنی تہذیب اور فرہنگ وثقافت کو نظر انداز کر دیا اور بغیر سوچے سمجھے اغیاروں سے ناطے جوڑے تو ہمارا انجام اس مینڈک والا ہو گا جو مولانا رومؒ نے بیان فرمایا ہے۔ اور آخر میں علامہ اقبالؒ کے اشعار پر ہی بات تمام کرتے ہیں کیونکہ یہ اس حکیم کی باتیں ہیں جس نے مغرب کو قریب سے دیکھا ہے اور پکار پکار کر کہے جا رہا ہے کہ۔

دیارِ مغرب کے رہنے والو خدا کی بستی دُکاں نہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو وہ اب زرِ کم عیار ہو گا
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منصور اصغر راجہ

مجوزہ یکساں نصاب کا دینی مدارس پر اطلاق

دینی مدارس میں حکومتی مداخلت کا نتیجہ

تقسیم ہند کے بعد ہندوستان میں پنڈت جواہر لعل نہرو کی سربراہی میں تشکیل پانے والی پہلی حکومت میں وزارتِ تعلیم کا قلمدان مولانا ابوالکلام آزادؒ کو سونپا گیا۔ انہی دنوں بھارتی حکومت نے اپنے ملک میں ایک ماڈل عربی کالج بنانے کے منصوبے پر کام شروع کیا۔ یہ تجویز جب مولانا آزادؒ کے سامنے پیش کی گئی تو انہوں نے بھی اس سے اتفاق کیا۔ اگلا مرحلہ ایسے مدرسہ کے انتخاب کا تھا جسے ماڈل عربی کالج میں تبدیل کیا جا سکے۔ مولانا آزادؒ کی نگاہ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے زیادہ موزوں اور کوئی مدرسہ نہیں تھا کیونکہ وہاں تو ویسے بھی عربی زبان وادب کی تدریس پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔ دارالعلوم کے روحِ رواں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی عربی تصانیف کے باعث عالم عرب کے اعلیٰ علمی حلقوں میں ان کا ذکر بڑی عزت واحترام سے کیا جاتا تھا۔ چنانچہ مولانا آزادؒ نے عربی ماڈل کالج کی سرکاری تجویز ندوہ کے اربابِ اہتمام کے سامنے رکھ دی۔ اربابِ ندوہ اس حکومتی تجویز سے قطعاً متفق نہ تھے لیکن دلّی سرکار نے پتّا خوب سوچ سمجھ کر کھیلا تھا کہ خود سامنے آنے کی بجائے مولانا آزادؒ کو آگے کر دیا۔ حضرت علی میاںؒ کے الفاظ میں ''ندوۃ العلماء کے ذمہ داروں کے لیے یہ موت وحیات کا مسئلہ تھا۔ ندوہ کے خادم اور امین اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اس تجویز کو قبول کرنے کے بعد ندوہ، ندوہ نہیں رہے گا، ایک عربی کالج بن جائے گا۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ مولانا آزاد جو ایک بزرگ خاندان کی حیثیت رکھتے تھے، ندوہ کی تحریک کے زبردست مؤیدین میں سے تھے اور مستقل رکن انتظامی چلے آرہے تھے۔ اس لیے مولانا کی تجویز کو یکسر رد کر دینا بہت مشکل تھا'' چنانچہ اربابِ ندوہ نے باہمی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مشاورت کے بعد طے کیا کہ بارہ بنکی کے قدوائی خاندان کے چشم و چراغ، دارالمصنفین کے اولین ناظم، حضرت تھانویؒ کے مجازِ صحبت اور مولانا آزادؒ کے بے تکلف دوست مولانا مسعود علی ندوی دلّی جا کر مرکزی وزیر تعلیم کے ساتھ اس مسئلے کی بابت ایسی خوش اسلوبی سے بات کریں کہ ان کے جذبے کی ناقدری بھی نہ ہو اور معذرت بھی ہو جائے۔

مولانا مسعود علی ندوی نہایت ذہین، طباع، حاضر جواب، زندہ دل اور خوش گفتار آدمی تھے۔ باہمی مشورے کے بعد مولانا آزادؒ سے ملنے کے لیے وہ دلّی پہنچ گئے۔ مولانا آزادؒ کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے دریافت فرمایا: ''کہیے مولانا مسعود! کیسے آئے؟'' مولانا مسعود ندوی نے جواباً کہا: ''حضرت! کچھ بزرگوں کے لوحِ مزار کی عبارت کے بارے میں آج کل خوب غور و خوض ہو رہا ہے۔ مثلاً مولانا محمد علی مونگیریؒ کے مزار پر بانی ندوۃ العلماء لکھنا تجویز ہوا ہے۔ اسی طرح مولانا شبلی نعمانیؒ کے لوح مزار پر محسن ندوۃ العلماء لکھا جائے گا، لیکن اندیشہ ہے کہ مستقبل میں ہمارے اور آپ کے لوحِ مزار پر قاتل ندوۃ العلماء لکھا جائے گا''۔ مولانا آزادؒ نے اس بات پر حیران ہوتے ہوئے پوچھا: ''معاملہ کیا ہے؟'' مولانا مسعود ندوی نے کہا: ''آپ نے دارالعلوم ندوۃ العلماء کو عربی ماڈل کالج بنانے کی جو تجویز پیش کی ہے، اس کا انجام تو یہی ہے کہ ندوۃ العلماء ختم ہو جائے اور ہم آپ اس کے قاتل ٹھہریں، کیونکہ اب تو آپ منصب وزارت پر فائز ہیں۔ ندوہ کے مقصد سے اچھی طرح واقف بھی ہیں اور مؤید بھی، اس لیے آپ کی موجودگی میں تو اس کا خطرہ نہیں، لیکن آپ کے بعد کیا ہوگا، اس کی کوئی ضمانت نہیں لی جا سکتی۔'' مولانا آزادؒ بڑے ذہین آدمی تھے۔ ان کے لیے اتنا اشارہ ہی کافی تھا۔ وہ دور تک بات کو سمجھ گئے اور فرمایا کہ آپ لوگوں کا فیصلہ درست ہے۔

مولانا عبدالرحیم رامپوریؒ بہت بڑے عالم اور مدرس تھے۔ نہایت پرہیزگار اور متقی۔ کتب درسیہ کے تو گویا حافظ تھے۔ روہیل کھنڈ کے انگریز حاکم مسٹر ہاکنس نے انہیں پیش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کش کی کہ وہ رام پور کو خیر باد کہہ کر بریلی تشریف لے آئیں اور بریلی کالج میں تدریس کے فرائض انجام دیں۔ اس کے عوض انہیں ڈھائی سو روپے ماہانہ مشاہرہ پیش کیا جائے گا اور تھوڑے ہی عرصہ بعد اس مشاہرے میں مزید اضافہ کر دیا جائے گا۔ پیش کش بہت بڑی تھی کہ اس وقت مولانا عبدالرحیم کو ریاست رام پور کی طرف سے دس روپے ماہانہ وظیفہ ملتا تھا۔ مولانا نے انگریز حاکم کو براہ راست انکار کرنے کی بجائے فرمایا: ''اگر میں بریلی چلا گیا تو ریاست کی طرف سے مجھے جو دس روپے ماہوار ملتے ہیں وہ بند ہو جائیں گے۔'' اس پر انگریز حاکم نے کہا: ''میں آپ کو اس سے پچیس گنا زیادہ تنخواہ پیش کرتا ہوں۔ اس کے مقابلے میں اس حقیر رقم کی کیا حیثیت ہے؟''۔ اس پر مولانا نے اگلا عذر پیش کر دیا کہ میرے گھر میں بیری کا ایک درخت ہے۔ اس کی بیری میٹھی اور مجھے بہت مرغوب ہے۔ بریلی میں یہ بیری کھانے کو نہیں ملے گی۔ اس پر مسٹر ہاکنس نے کہا کہ اس کا بھی انتظام ہو جائے گا۔ آپ بریلی میں بیٹھے ہوئے بھی اپنے گھر کی یہ بیری کھا سکتے ہیں۔ ''مگر میرے طالب علم جو رام پور میں مجھ سے درس لیتے ہیں، ان کا درس بند ہو جائے گا اور میں ان کی خدمت سے محروم ہو جاؤں گا''۔ مولانا نے تیسرا عذر بھی پیش کر دیا۔ اس پر انگریز حاکم نے کہا: ''آپ اس بابت بھی پریشان نہ ہوں۔ میں ان طلبہ کی بریلی میں رہائش کا بندوبست بھی کروں گا اور ان کے وظائف بھی مقرر کروں گا تاکہ وہ بریلی میں آپ سے اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں۔'' مولانا عبدالرحیم رامپوری نے جب دیکھا کہ انگریز حاکم ٹلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تو پھر دل کی بات کہہ ہی دی۔ آپ نے فرمایا: ''یہ سب صحیح ہے، لیکن کل قیامت کے دن میں اللہ کو کیا جواب دوں گا، جب وہ پوچھے گا کہ تم نے دنیا کے لیے دس روپے کے مقابلے میں ڈھائی سو روپے کو ترجیح دی۔'' اس پر انگریز حاکم لاجواب ہو گیا۔

واضح رہے کہ تذکرہ نگاروں میں اس پر اختلاف پایا جاتا ہے کہ مولانا عبدالرحیم رامپوری کو یہ پیش کش کس نے کی تھی؟ ''مجالس علی میاں'' کے حاشیے میں مولانا فیصل احمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ندوی بھٹکلی نے بیان کیا ہے کہ مولانا عبدالحی حسنیؒ نے ''نزھۃ الخواطر'' میں روہیل کھنڈ کے حاکم مسٹر ہاکنس کا نام لیا ہے جبکہ حکیم محمد حسین شفا رامپوری نے ''تذکرہ کاملانِ رامپور'' میں اس پیش کش کو گورنر جنرل سے منسوب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ واقعہ گورنر جنرل ہند فرانسس روڈون ہسٹنگز کے ۱۸۱۴ء میں دورۂ رامپور کے موقع پر پیش آیا تھا۔

ایک تاریخی روایت کے مطابق ایک ملاقات کے دوران نظام دکن نے مہتمم دارالعلوم دیوبند مولانا محمد احمد نانوتویؒ سے بیان کیا کہ انہوں نے دارالعلوم سے فارغ التحصیل کچھ علماء کو اپنی ریاست میں حکومتی ذمہ داریاں سونپیں تو ان کی کارکردگی کو عصری تعلیمی اداروں کے فاضلین سے کہیں بہتر پایا۔ لہٰذا کیوں نہ دارالعلوم اور ریاست حیدرآباد دکن کے مابین ایسا معاہدہ طے پا جائے کہ دارالعلوم سے ہر سال جتنے طلبہ فارغ ہوں، انہیں ریاست میں بھیج دیا جائے، جہاں انہیں مختلف سرکاری مناصب پر فائز کیا جائے گا۔ مہتمم صاحب نے فرمایا کہ وہ دارالعلوم کے سرپرست حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے مشاورت کے بعد ہی کچھ عرض کرسکیں گے۔ بعدازاں جب مہتمم صاحب نے نظام دکن کی اس پیش کش کا تذکرہ حضرت گنگوہیؒ سے کیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا: ''مولوی صاحب! ہم بچوں کو دین کی خدمت کے لیے قرآن وحدیث پڑھاتے ہیں، نظام دکن کی ریاست کی خدمت کے لیے نہیں۔''

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اور ان کے بزرگ سرکاری امداد کو دینی مدارس کے لیے زہر قاتل خیال کرتے تھے کیونکہ یہ سرکاری امداد ہی بعدازاں سرکاری مداخلت کا دروازہ کھولتی ہے۔ ''مجالس علی میاں'' میں خود حضرت علی میاںؒ اپنے والد گرامی مولانا عبدالحی حسنیؒ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں: ''ہمارے اسلاف نے کبھی بادشاہوں اور مال داروں کا احسان قبول نہیں کیا۔ حکومت سے کچھ لینا گوارا نہیں کیا۔ آج دین ہم تک جو صحیح شکل میں پہنچا ہے، وہ ہمارے اسلاف کے اسی استغنا کا ثمر ہے۔ یہاں ندوہ میں جب انگریزی تعلیم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شروع کی گئی تو حکومت انگریزی کے استاد کو تنخواہ دینے کے لیے کچھ گرانٹ دیتی تھی لیکن ہمارے والد صاحب نے جب مدرسہ کی نظامت کا چارج لیا تو اس کو بھی ختم کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے مدارس پوری طرح آزاد ہیں، جو چاہے نصاب میں داخل کریں اور جو چاہے خارج کریں۔'' واضح رہے کہ ندوۃ العلماء کو یہ گرانٹ ۱۹۰۸ء سے مل رہی تھی، جو اگرچہ کسی تعلیمی وانتظامی مداخلت کے بغیر تھی، لیکن چونکہ گورنمنٹ سے تعلق کا ایک نشان ضرور تھی، اس لیے مولانا عبدالحی حسنیؒ کی غیرتِ ملی نے اس کو بھی گوارا نہ کیا۔

یکساں نصاب کے نام پر دینی مدارس کا خاتمہ

دینی مدارس چونکہ اشاعت دین خاص طور پر سنت رسول ﷺ کے فروغ کا بہت بڑا ذریعہ ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں جب کہ مغربی اور اسلامی تہذیبوں کے مابین جنگ اپنے عروج پر ہے، ان مدارس کی اہمیت وافادیت مزید بڑھ گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ مدارس باطل قوتوں کو خار کی مانند کھٹکتے ہیں۔ چنانچہ ان کے خاتمے کے لیے ہر تھوڑے عرصے بعد کوئی نہ کوئی نیا منصوبہ تیار کیا جاتا ہے۔ کبھی ان کے نصاب پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ گاہے انہیں دہشت گردی کے اڈے قرار دیا جاتا ہے۔ موجودہ سرکار مدارس کے لیے یکساں نصابِ تعلیم پر بڑا زور دے رہی ہے لیکن درونِ خانہ کیا کھچڑی پک رہی ہے، اس کا انکشاف Pakistan Institute of Conflict and Security Studies کے مینیجنگ ڈائریکٹر محترم عبداللہ خان صاحب نے اپنی ایک مختصر تحریر میں کیا ہے، جو اس وقت سوشل میڈیا پر گردش کر رہی ہے۔ ''دینی مدارس کو سکولوں میں بدلنے کا فیصلہ'' کے عنوان کے تحت وہ لکھتے ہیں: ''کچھ دن پہلے ایک تقریب میں ایک یورپی ملک کے سفیر نے کہا کہ دینی مدارس کو عام سکولوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے، تو میں نے کہا کہ یہ ممکن نہیں اور نہ ہی ایسی کوئی حکومتی پالیسی زیر غور ہے۔ لیکن حال ہی میں ایک انگریزی معاصر میں فنانشل ایکشن ٹاسک فورس

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں سینئر رپورٹر مہتاب حیدر نے اپنی Exclusive خبر میں یہ انکشاف کیا ہے کہ ایف اے ٹی ایف کے جن چودہ (۱۴) مطالبات کو پاکستان نے جلد از جلد پورا کرنا ہے، ان میں ایک دینی مدارس کو عام سکولوں اور رفاہی اداروں میں تبدیل کرنا بھی ہے۔'' اس خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے عبداللہ خان صاحب مزید لکھتے ہیں: ''گویا ایف اے ٹی ایف کی تلوار اب دینی مدارس کے سر پر بھی لٹکنے لگی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عمران خان تو دینی مدارس کے طلبہ کے حقوق کی بات کیا کرتے تھے۔ کہیں یکساں نصابِ تعلیم کے نام پر دینی مدارس کو ختم کرنے کا پروگرام تو نہیں بن رہا؟ یہ ہو تو نہیں پائے گا لیکن عمران خان کی حکومت کے بارے میں مولانا فضل الرحمن جن شکوک وشبہات کا اظہار کرتے رہتے ہیں ان کو کافی تقویت ملے گی۔

مجھے ابھی تک یہ سمجھ نہیں آئی کہ فنانشل ایکشن ٹاسک فورس کا دینی مدارس کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ وہ زیادہ سے زیادہ دینی مدارس کے مالیاتی نظام کی شفافیت پر بات کر سکتی ہے لیکن دینی مدارس کو ختم کر کے سکولوں میں تبدیل کرنے کا مطالبہ کرنا ہماری سمجھ سے بالا تر ہے۔'' عبداللہ خان صاحب نے اس سلسلے میں کئی سوالات اٹھائے ہیں۔ وہ مزید لکھتے ہیں: ''کہیں ایسا تو نہیں کہ حکومت کے اندر موجود کچھ حلقے ایف اے ٹی ایف کے کندھے پر بندوق رکھ کر دینی مدارس کے خلاف اپنا ہدف حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے قوم کو یہ قوی تاثر دیا گیا کہ اگر ایف اے ٹی ایف کے مطالبات نہ مانے تو ملک کی معیشت تباہ ہو جائے گی اور اب ایسے اقدامات ایف اے ٹی ایف کے بہانے کیے جا رہے ہیں، جو ملکی مفادات کے منافی ہیں۔ ماضی میں پاکستان گرے اور بلیک لسٹ میں رہنے کے باوجود معاشی میدان میں ترقی کرتا رہا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ایف اے ٹی ایف کو آگے رکھ کر اور اس کا بہانہ بنا کر موجودہ حکومت یا اس حکومت میں موجود کوئی مخصوص حلقہ اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کے لیے سرگرم ہے''۔ ہم عبداللہ خان صاحب کے اس مطالبے سے کلی طور پر متفق ہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ایف اے ٹی ایف کے حوالے سے معاملات کو شفاف طریقے سے قوم کے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ بند کمروں میں بیٹھ کر قوم کے بارے میں کیا فیصلے کیے جا رہے ہیں، اس کا علم قوم کو ہونا چاہیے۔ دینی مدارس میں بہت زیادہ اصلاح کی ضرورت ہے اور میں ہمیشہ اس حوالے سے اصلاح کا وکیل رہا ہوں، لیکن دینی مدارس کو کسی بیرونی ایجنڈے کی نذر کرنا یا کسی اندرونی فاتر ذہن کی بھینٹ چڑھانا کسی طور پر بھی قوم کو قابل قبول نہ ہوگا۔ ماضی میں کچھ حلقوں نے ختم نبوت کے معاملے کو چھیڑ کر پاکستان میں خلفشار پھیلایا۔ اب دینی مدارس کے خلاف اس طرح کی خفیہ پلاننگ کر کے ایک نیا محاذ کھڑا کر دیا جائے گا۔ قوم اس وقت استحکام چاہتی ہے۔ لہٰذا ایسی پالیسیوں کا تدارک ضروری ہے جو انارکی پھیلانے والی ہوں۔''

واضح رہے کہ ہم نے یہ کالم لکھنے سے پہلے عبداللہ خان صاحب سے رابطہ کر کے دریافت کیا کہ آیا سوشل میڈیا پر گردش کرنے والی تحریر انہی کی ہے تو انہوں نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا ''جی بالکل! یہ تحریر میری ہی ہے اور آپ میرے حوالے کے ساتھ اسے کہیں بھی پیش کر سکتے ہیں۔'' خان صاحب کی اس تحریر نے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ حکومت نے کرونا وائرس کی آڑ میں دینی مدارس و مساجد کو بند کرنے کی جس جوش وخروش سے مہم چلائی اور کئی مدارس پولیس کے ڈنڈے کے زور پر بند کرائے گئے، کہیں یہ اقدام بھی دینی مدارس کے خلاف تازہ ترین مہم کا حصہ تو نہیں؟ سچ تو یہ ہے کہ کرونا وائرس کے ''طفیل'' وقتی طور پر ہی سہی، لیکن مدارس و مساجد میں ہر وقت قرآن مجید پڑھنے کا سلسلہ روک دیا گیا ہے۔ مساجد میں رونق ماند پڑ گئی ہے۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کی تلاوتِ قرآن کے صدقے بستیوں پر رحمت باری نازل ہوتی تھی۔ باری تعالیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہوتا تھا۔ ہماری انصاف پسند تبدیلی سرکار نے ایک بیماری سے ''لڑنے'' کے لیے سب سے پہلے اس تلاوتِ قرآن کو بند کرایا ہے۔ افسوس صد ہا افسوس۔ (بشکریہ'امت')

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عبدالحفیظ عابد [1]

یکساں نصاب کی آڑ میں پاکستانی نصاب ہائی جیک

ختم نبوت، غزوات وجہاد خارج۔مسلم مشاہیر کا ذکر محدود
امریکی کمیشن کے اعتراضات تسلیم۔قومی زبان کا وقار مجروح

تلخیص

- اسلام دوقومی نظریہ اور اس کی بنیاد پر قائم تہذیب، ثقافت، قوم کے جسم میں روح اور خون کی طرح موجود ہے اس لیے اس کو ختم کرنا ممکن نہیں۔
- شفقت محمود کی شناخت ایک لبرل سیکولر بیورو کریٹ کی ہے جو وزیر تعلیم ہیں۔ان کی نگرانی میں جو نصاب تیار ہو رہا ہے وہ پاکستان کی نظریاتی اساس سے ہم آہنگ نہیں ہوسکتا۔
- نصابِ تعلیم کو اسلامی نظریات اور تعلیمات سے پاک کرنے کی پالیسی پر عمل جاری ہے اور اس کے لیے غیر ملکی ماہرین کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔

قوموں کی زندگی میں تعلیم وتربیت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔سائنس وٹیکنالوجی کی تیز رفتار ترقی زوالِ کو اپنی جگہ بڑی اہمیت حاصل ہے کہ کوئی قوم اس کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔لیکن یہ بے لگام ترقی انسانیت کا سبب بن سکتی ہے اس لیے نصب العین اور اہداف کے مطابق نصاب کی بنیاد پر تعلیم وتربیت کا اہتمام اولین ضرورت ہے۔تعلیمی نظام اور نصابِ تعلیم لازم وملزوم ہیں، ان میں بگاڑ پیدا کر کے کسی قوم کی ہیئت کو یکسر تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے ترقی یافتہ قومیں پالیسی سازی، تحقیق، تعلیمی نظام اور نصاب کی تربیت کے تھنک ٹینک، کمیشن قائم کرتی ہیں۔ان میں مفکرین اور مختلف شعبوں کے ماہرین کی خدمات حاصل

---

[1] نامہ نگار ہفت روزہ تکبیر، حیدر آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی جاتی ہیں اور پھر خوب غور وفکر کر کے ٹھوس عملی اقدامات تجویز کیے جاتے ہیں اور تعلیمی نظام پر ترجیحاً بجٹ تیار کیا جاتا ہے۔

نوجوان نسل کی تعلیم وتربیت قوم کے مستقبل کے لیے بڑی سرمایہ کاری ہے۔ جو قوم اس سے غافل رہتی ہے وہ اپنا مستقبل داؤ پر لگاتی ہے۔ بدقسمتی سے ہمارا شمار انہی چند قوموں میں ہوتا ہے جہاں تعلیم وتربیت ترجیح نہیں۔ اسے تیسرے درجے پر بھی شمار نہیں کیا جاتا۔ ملک کی نظریاتی اساس، نصب العین، اہداف اور عزائم کے مطابق آج تک کوئی تعلیمی پالیسی تشکیل نہیں دی گئی۔ کوئی تعلیم پالیسی بنائی بھی گئی ہے تو وہ مغربی تعلیم کا چربہ رہی ہے اور امدادی ڈالر کمانا اور مغربی ماہرین تعلیم کے ہمارے نصاب تعلیم میں شامل اسلامی نظریاتی لوازمے پر اعتراضات کو دور کر کے ان کے لیے قابل قبول بنانا اس کا ہدف رہا ہے۔ تعلیمی پالیسی سازی کے حوالے سے ایک اچھی کوشش ۲۰۰۹ء میں کی گئی تھی لیکن عالمی مالیاتی اداروں، ان کی فنڈنگ سے چلنے والی این جی اوز اور انہی کے ہم مزاج ماہرین کی ذہنی کاوشیں اس پر حاوی تھیں، اسی لیے اسلام اور دو قومی نظریے کی روح کے مطابق نظام تعلیم کی تشکیل اور پالیسی سازی کی سوچ رکھنے والے ماہرین نے بہت حد تک اسے مسترد کر دیا تھا اور کہا تھا کہ عالمی اداروں نے تعلیم کے شعبے میں امداد دینے کا اس لیے اعلان کیا ہے کہ اسے بے دین کر کے اس میں سے اسلامی روح، نظریہ پاکستان، جذبہ جہاد، جذبہ شہادت، ایمانیات اور ملی ہم آہنگی کو ملیامیٹ کیا جا سکے۔ قوم یکجہتی کے لیے یہ بارودی سرنگ سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اس وقت عالمی مالیاتی اداروں نے یہ شرط بھی عائد کی تھی کہ وہ جو امدادی رقم دے رہے ہیں وہ اپنے اختیار، ترجیح کے مطابق استعمال کریں گے۔ بعد میں مختلف سطحوں کے نصابات میں جو تبدیلیاں کی جاتی رہیں وہ اسی پالیسی کی شاخسانہ تھیں۔

گزشتہ عشرے بھر میں خصوصاً عالمی اداروں کے ماہرین اور ان سے فکری وعملی ہم آہنگی رکھنے والے مقامی سیکولر لبرل طبقے کے ماہرین شاید اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اسلام،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوقومی نظریہ اور اس کی بنیاد پر قائم تہذیب، ثقافت، قوم کے جسم میں روح اور خون کی طرح موجود ہے اس لیے اس کو ختم کرنا ممکن نہیں۔ اس لیے اس گروہ نے اب اسلام، قرآن وسنت، دوقومی نظریہ کے حوالے سے نظریات اور ان کی عملی شکل کو مسخ کر کے نئی نسل کو اس کی تعلیم وتربیت کے ثمرات سے محروم رکھنے کی پالیسی اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پاکستان میں اس کے لیے حکومت نے یکساں نصاب تعلیم کا نعرہ دیا ہے۔ وفاقی وزارت تعلیم کے ملک بھر میں یکساں نصاب متعارف کرانے کے سلسلے میں اس ہفتے وزیر اعلیٰ ہاؤس کراچی میں بھی ایک اجلاس ہوا جس میں وزیر اعلیٰ مراد علی شاہ اور وفاقی وزیر تعلیم شفقت محمود نے بھی شرکت کی۔ وفاقی وزیر تعلیم نے کہا کہ وزارت تعلیم کے ذریعے یکساں نصاب تعلیم پاکستان بھر کے تمام سرکاری ونجی اور انگریزی میڈیم اسکولوں میں بھی پڑھایا جائے گا۔ حکومت نے تعلیمی منصوبے پر عمل کرنے کے لیے ملک بھر میں کمشنر کے تحت ڈویژنل کمیٹیاں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ شفقت محمود نے صوبائی وزیر تعلیم سعید غنی سے بھی یکساں نصابِ تعلیم متعارف کرانے کے بارے میں تفصیلی ملاقات کی مگر اجلاس میں وزیر اعلیٰ مراد علی شاہ نے واضح کر دیا کہ ۱۸ ویں آئینی ترمیم کی منظوری کے بعد نصاب تیار کرنا وفاقی حکومت نہیں صوبائی حکومتوں کا کام ہے، یہ ان کا اختیار ہے، تاہم سندھ کی حکومت یکساں نصاب تعلیم کے سلسلے میں وفاقی حکومت سے تعاون کرے گی۔ یکساں نصاب تعلیم کا نفاذ ایک نہایت خوش آئندہ فیصلہ ہے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان بھی اس پر متفق ہے کہ ملک بھر کے تعلیمی اداروں میں میٹرک تک یکساں نظام تعلیم نافذ کیا جائے۔ ملک میں طبقاتی تعلیمی تفریق ختم کر کے یکساں نصاب ونظام رائج کیا جائے، لیکن سوال یہ ہے کہ وہ نصاب کون سا ہوگا جو سب کے لیے قابل قبول ہوگا۔

اسلام بیزار نام نہاد لبرل سیکولر دانشوروں، ماہرین تعلیم، افسر شاہی کا تو مخصوص مزاج ہے اس پر کوئی تعجب نہیں لیکن جو لوگ اسلام اور دوقومی نظریے کی عام طور پر بات کرتے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں بھی نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کی اہمیت کا صحیح شعور نہیں۔ وہ بھی سمجھتے ہیں کہ بس جس طرح ہمارا سیاسی نظام آمریت، نیم جمہوریت، خوش کن پُرفریب نعرے بازی پر چل رہا ہے، نظام تعلیم بھی ایسی ہی چیز ہے بس یہ بھی جیسے تیسے چلتا رہے گا اور نوجوان ڈگریاں کہلانے والے خوبصورت کاغذ کے ٹکڑے لے کر تعلیمی اداروں سے نکلتے اور تعلیم یافتہ کہلاتے رہیں گے، پھر کبھی چھوٹی موٹی نوکری بھی سفارش یا پیسے کی بنیاد پر حاصل کر لیں گے، یہ کافی ہے۔ انہیں احساس ہی نہیں کہ بین الاقوامی مالیاتی ادارے جو امریکہ برطانیہ سمیت بڑی طاقتوں کا ہتھیار ہیں کس طرح تعلیم کے فروغ اور تعلیمی نظام میں بہتری کے نام پر نقب زنی کر کے قومی اساس کی جڑیں کھود رہے ہیں۔ اسلام، دوقومی نظریے اور اس کی بنیاد پر مسلمانوں میں اخلاقیات، تہذیب و تمدن، نظریات کے حوالے سے جو کچھ تھوڑا بہت بچا ہے کس طرح اس کی بیخ کنی کی جا رہی ہے۔

پاکستان میں تعلیم، معاشرت، معیشت سمیت پورے نظام کو اسلام کے مطابق ڈھالنا، نظریاتی طور پر ہم آہنگ کرنا، اس پر عمل کرنا صرف کسی سیاسی مذہبی جماعت یا دین دار گروہ کی خواہش اور مرضی نہیں ہے بلکہ ہر حکومت اور پارلیمنٹ کی آئینی ذمہ داریوں کا لازمی حصہ ہے جس سے وہ عشروں سے غافل چلے آ رہے ہیں بلکہ سیاسی مفادات اور لالچ کی وجہ سے اس کا راستہ روکنے کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں اور آج بھی جاری ہیں۔ چاروں صوبوں، آزاد کشمیر، گلگت بلتستان سب جگہ غیر ملکی این جی اوز کی مداخلت کو حکومتوں نے قبول کر کے انہیں موقع دیا ہے کہ وہ اسلامی نظریاتی اساس میں بارود بھریں۔ 18ویں آئینی ترمیم کے بعد چونکہ تعلیم اب صوبائی سبجیکٹ ہے۔ پالیسی سازی نصاب کی تیاری سب کچھ صوبائی حکومتوں کا اختیار ہے۔ پہلے وفاقی وزارت تعلیم کو یہ اختیار حاصل تھا تو ضرور پالیسی سازی اور نصاب کی تیاری میں قومی نظریاتی جھلک نظر آ جاتی تھی۔ ڈالروں کا لالچ بھی محدود رہتا تھا مگر اب ہر صوبہ علاقہ این جی اوز سے زیادہ سے زیادہ ڈالر لینے کے لیے سود سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بازی کرنے اوراس کی ڈکٹیشن قبول کرنے میں آزاد ہے اس لیے انتشار بڑھ گیا ہے۔فرقہ واریت، علاقائیت،صوبائیت کا عمل دخل زیادہ ہوگیا ہے۔قومی ہیروز کی جگہ مقامی ہیروز لے رہے ہیں بلکہ نئے ہیروز پیدا کیے جارہے ہیں۔یوں نظریاتی اور قومی آہنگی پر بھی ضرب لگی ہے۔

بڑی سیاسی جماعتیں جو اب تک بار بار اقتدار کا حصہ رہی ہیں اور آمرانہ حکومتیں جو آتی جاتی رہی ہیں، ان کے اداروں میں تعلیم کو اسلامی اور دوقومی نظریے سے ہم آہنگ کرنے کی کبھی کوئی شعوری کوشش نہیں کی گئی بلکہ مغرب کو آئیڈیل سمجھتے ہوئے اسے خوش کرنے کے لیے اسلامی عقائد،نظریات اور اخلاقیات کے بارے میں موازنہ نصاب سے خارج کرنے کی کوششیں بتدریج جاری رہی ہیں۔پیپلز پارٹی،مسلم لیگ کے بعد متحدہ مجلس عمل کو محدود طور پر خیبر پی کے میں اقتدار حاصل ہوا جہاں اس نے وفاقی حکومت کے دباؤ کے باوجود محدود طور پر تعلیم،معاشی نظام کو اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی۔اس کے بعد ۲۰۱۳ء کے عام انتخابات میں خیبر پی کے میں تحریک انصاف کی حکومت بنی تو اس نے تعلیم سمیت کئی شعبوں میں ریورس گیئر لگا دیا۔جماعت اسلامی اس حکومت میں اتحادی تھی لیکن مطالبے کے باوجود وزارت تعلیم اسے دینے سے انکار کردیا اور نصاب تعلیم کی اصلاح کے نام پر ایک غیر ملکی این جی او کی خدمات حاصل کیں اور ڈالروں کے لالچ میں اسے بے لگام چھوڑ دیا یا پھر تحریک انصاف کے سیکولر طبقے کی خواہش پر اس نے نصاب کو دوقومی نظریے، جہاد،حلال حرام،اخلاقیات جیسی چیزوں سے پاک کرنے کی پوری کوشش کی جس پر جماعت اسلامی نے کئی بار احتجاج کیا مگر صوبائی وزارت تعلیم سنی ان سنی کرتی رہی۔اور اصلاحات کا یہ ایجنڈا اتنی حدود پار کرگیا کہ جماعت اسلامی نے عمران خان کو خبردار کیا کہ اے این پی پر نصاب میں تبدیلیوں کا جو الزام لگایا جاتا تھا وہ تو بہت پیچھے رہ گیا،اب تو نصابِ تعلیم میں سے اسلامی نظریاتی تعلیمات کو مکمل طور پر ختم کرنے اور مغربی ایجنڈے کے مطابق نصاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشکیل دینے پر تیزی سے عمل جاری ہے۔ اگر سابقہ نصابی کتب بحال نہ کی گئیں تو جماعت اسلامی حکومت سے الگ ہو جائے گی۔ جماعت اسلامی کے الگ ہونے کی صورت میں تحریک انصاف کی حکومت چونکہ بڑے عدم استحکام سے دو چار ہو سکتی تھی اس لیے عمران خان کو مداخلت کر کے نصاب کو مکمل سیکولر و لبرل بنانے کا عمل روکنا پڑا۔

اگرچہ تحریک انصاف کی وفاقی حکومت نعرے بہت خوبصورت لگا رہی ہے۔ پاکستان کو مدینہ جیسی ریاست بنانے کا نعرہ ظاہر ہے ایسا ہے جس سے کوئی مسلمان اختلاف نہیں کر سکتا لیکن عملاً اس سے یوٹرن لے کر ریاستِ مغرب کی تشکیل کے لیے کام ہو رہا ہے۔ یکساں نصاب تعلیم کی آڑ میں بھی نصاب تعلیم کو اسلامی نظریات اور تعلیمات سے پاک کرنے کی پالیسی پر عمل جاری ہے اور غیر ملکی ماہرین کی اس کے لیے خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ شفقت محمود کی شناخت ایک لبرل سیکولر بیورو کریٹ کی رہی ہے جو اب وفاقی وزیر تعلیم ہیں۔ ان کی نگرانی میں جو نصاب تعلیم تیار ہو رہا ہے ظاہر ہے وہ پاکستان کی نظریاتی اساس سے ہم آہنگ ہو ہی نہیں سکتا۔ ماہرین تعلیم جو یکساں نصاب تعلیم کے سلسلے میں بلائی گئی مختلف کانفرنسوں میں شریک ہوتے رہے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ وفاقی وزیر شفقت محمود واضح کر چکے ہیں کہ آغا خان بورڈ غیر ملکی تعلیمی اداروں سے منسلک ان کا نصاب پڑھانے والے مہنگے بڑے نجی اسکولوں کو یہ منوانا کہ وہ سرکاری تعلیمی اداروں کی طرح یکساں نصاب اپنے ہاں رائج کریں یہ تقریباً ناممکن ہوگا۔

خود تحریک انصاف کی قیادت میں اعلیٰ سطح پر غیر معمولی اثر و رسوخ رکھنے والے خاندان ملک بھر میں ایسے مہنگے انگلش اسکول چلا رہے ہیں جن کا بیشتر نصاب اپنا خصوصی تیار کردہ ہے یا مغربی نظام تعلیم کا چربہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اصلاحات کا اصل ہدف سرکاری سکول اور دینی مدارس ہی ہیں۔ اور ایک لبرل سیکولر ذہن تیار کرنے کے لیے ہی یہ نصاب لایا جا رہا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ملک میں دینی اور نظریاتی فکر رکھنے والا طبقہ اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاف کتنا متحرک ہوتا ہے اور دلیل کے ساتھ جمہوری طور پر اس کی کتنی مزاحمت کرتا ہے۔ میدان میں کتنا متحرک ہوتا ہے اور اس کا متبادل کیا پیش کرتا ہے۔ عمران خان کو اچھی طرح علم ہے کہ ملک کی اکثریتی آبادی اپنی کمزوریوں، خامیوں کے باوجود مذہبی سوچ رکھتی ہے۔ سیکولر لبرل ازم کو وہ مذہب بیزاری اور دہریہ پن سمجھتی ہے اس لیے وہ مدینہ کی ریاست کا خوش کن نعرہ لگاتے ہیں لیکن ان کی حکومت مغرب اور سیکولر ترقی یافتہ ممالک میں اپنے امیج کے حوالے سے احساس کمتری کا شکار ہے اس لیے ان ممالک میں اپنی ساکھ بہتر بنانے کے لیے پی ٹی آئی کے دانشور سمجھتے ہیں کہ انہیں اسلامی نظریات سے فاصلہ کر کے اپنے آپ کو مغرب کے قابل قبول بنانے کی کوشش کرنی ہوگی۔ اس طرح انہیں اقتدار کی کئی باریاں مل سکتی ہیں۔ اس کے لیے آہستہ آہستہ عمران خان کی حکومت ختم نبوت کے بارے میں دوٹوک موقف سے پیچھے ہٹ کر قادیانیوں کی سہولت کاری کر رہی ہے۔ نواز شریف کے دور میں الیکشن کمیشن کا غذات نامزدگی کے حلف نامے میں حلف کے الفاظ کو اقرار میں تبدیل کرنے پر مذہبی جماعتوں کے علاوہ تحریک انصاف آگے بڑھ کر احتجاج کیا تھا اور اسے ختم نبوت کے عقیدے سے غداری قرار دیا تھا مگر جس کمیٹی نے اس تبدیلی کا فیصلہ کیا تھا اس میں شفقت محمود شامل تھے اور وہ دوٹوک طور پر کہہ چکے ہیں کہ انہوں نے عمران خان کی اجازت سے اس ترمیم کی حمایت کی تھی۔ اب حج فارم میں سے ختم نبوت کے بارے میں حلف نامہ نکال دیا گیا تو بھی بڑے پیمانے پر احتجاج ہوا تو وفاقی وزیر تعلیم نورالحق قادری نے اعتراف کیا کہ ان کے علم میں لائے بغیر ان کی وزارت کے افسران نے ایسا کیا۔ حالانکہ ایسا ممکن نہیں۔ توہین رسالت کی مجرمہ آسیہ مسیح کی رہائی کی کوششوں کو عمران خان نے مغربی دنیا کے سامنے اپنی حکومت کے کارنامے کے طور پر پیش کیا۔ اس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ نصابِ تعلیم کو مغربی فہم وفکر سے ہم آہنگ کرنے اور ان کے لیے قابل قبول بنانے کا عمل صرف افسر شاہی کی سوچ کا نتیجہ نہیں، یہ تحریک انصاف کی حکومت کی پالیسی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریک انصاف نے ڈالروں کے لالچ میں کیسے کیسے بلنڈر کیے ہیں؟ خیبر پی کے میں مطالعۂ پاکستان برائے جماعت دہم کی کتاب میں صفحہ اوّل پر کتاب کا جو نقشہ شائع کیا گیا اس میں آزاد کشمیر، گلگت بلتستان اور منگلا ڈیم کو بھی متنازعہ علاقہ ظاہر کیا گیا۔ اگر یہ محض غلطی ہے تو اسے تسلیم کرنے کی بجائے وزیر تعلیم محمد عاطف نے یہ موقف اختیار کیا کہ یہ ہماری غلطی نہیں ہے۔ اگر یہ نقشہ غلط چھپا ہے تو جیالوجیکل سروے آف پاکستان اس کا ذمہ دار ہے۔ اسی طرح آٹھویں جماعت کی معاشرتی علوم کی کتاب سے نظریۂ پاکستان کا سبق خارج کر دیا گیا۔ چوتھی جماعت کی اردو کی کتاب سے علامہ اقبال قائداعظم اور ٹیپو سلطان کے اسباق نکال کر اس کی جگہ ٹوٹ بٹوٹ کے مرغے، صحت وصفائی اور تصویری کہانی کو شامل کیا گیا ہے۔ پانچویں جماعت کی معاشرتی علوم کی کتاب سے قومی ہیروز کے اسباق نکال کر ان کی جگہ کارل مارکس، مارکو پولو، ابن بطوطہ، واسکوڈے گاما کے نئے اسباق شامل کیے گئے ہیں۔ آٹھویں جماعت کے لیے تاریخ کی نئی کتاب میں انگریز کے غلامانہ طور کے کارنامے بیان کرتے ہوئے ان کے لیے تعریف کی انتہا کر دی گئی ہے۔ تحریک انصاف نے نصاب میں یہ تمام تبدیلیاں اس وقت کی تھیں جب ابھی وہ وفاق میں حکمران نہیں تھی، اس پر ان تبدیلیوں کے لیے کسی اتحادی کا کوئی دباؤ نہیں تھا بلکہ عمران خاں اور کور کمیٹی کی اشیر باد سے پی ٹی آئی اور حکومت کے ماہرین نے غیر ملکی این جی او کی نگرانی میں یہ سب کچھ کیا تھا۔ اب جو یکساں نصاب تعلیم تیار کیا گیا ہے اس پس منظر میں وہ بھی پی ٹی آئی کی پالیسی ہی کے مطابق ہے اور اس نصاب کو سیکولر بنانے کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی۔

وفاقی حکومت نے مجوزہ یکساں نصاب تعلیم کا جو مسودہ پیش کیا اور اب تیاری کے آخری مراحل میں ہے، اس کا اسلامی نظریے، دوقومی نظریے، آئین پاکستان میں تعلیم اور معاشرتی نظام کو اس سے ہم آہنگ کرنے کے لیے طے کردہ ریاست کے فرائض کے حوالے سے کئی ماہرین تعلیم نے بہت عرق ریزی سے اس کا جائزہ لیا ہے۔ نظریاتی پہلو تو اپنی جگہ ہے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اردو اور اسلامیات کے سوا تمام مضامین انگریزی میں رکھے گئے ہیں۔ یعنی قائد اعظم نے اردو کو واحد قومی زبان قرار دیا تھا۔ آئین پاکستان اردو کو قومی زبان قرار دیتا ہے۔ سپریم کورٹ تعلیم و تدریس سمیت ہر شعبے میں اردو کو قومی زبان کے طور پر عملاً اختیار کرنے کا حکم کئی بار دے چکی ہے۔ حکومت نے اس کو مسترد کر دیا ہے اور اردو کو ذریعہ تعلیم کے طور پر تسلیم کرنے اور اختیار کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ سندھی لینگویج اتھارٹی کے ایک سابق چیئرمین جو ڈاکٹر اور پروفیسر تھے ان کا کہنا ہے کہ جب آپ بچوں کو بدیسی زبان میں ابتدائی تعلیم دیتے ہیں تو اس کی سیکھنے کی ۷۰ فیصد صلاحیت آپ ضائع کر دیتے ہیں کیونکہ بدیسی زبان سمجھنے سیکھنے میں اسے جس قدر دشواری پیش آتی ہے اس کے نتیجے میں وہ اصل مضمون ۳۰ فیصد ہی سیکھ پاتا ہے اس لیے مادری قومی زبان کو خصوصاً سکول کی سطح پر ذریعہ تعلیم بنانا بچوں کی ذہانت سے پورا فائدہ اٹھانے کے لیے بھی ناگزیر ہے اس لیے انگریزی کو خصوصاً ذریعہ تعلیم بنانا قوم کی ترقی میں رکاوٹ پیدا کرنے کا سنگین جرم ہے۔

ایک ماہر تعلیم پروفیسر ملک محمد حسین نے پرائمری جماعتوں کے لیے مجوزہ نصاب کا جائزہ لیا ہے اور بتایا ہے کہ نصابی تجاویز میں تعلیم اقدار یعنی ویلیوز ایجوکیشن کے نام سے ایک الگ کتابچہ شامل کیا گیا ہے اور دعویٰ کیا گیا ہے کہ مجوزہ ویلیوز سارے نصاب اور مضامین میں اساسی فکر کے طور پر نصابی بُنت میں پھیلی ہوں گی اور یہی اقدار طلبہ کی شخصیت کا حصہ بنائی جائیں گی۔ تفصیلی جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نصاب کی تشکیل ہیومنزم کے فلسفے کی بنیاد پر کی گئی ہے۔ ویلیوز ایجوکیشن میں جن ویلیوز کو طلبہ کی شخصیت اور ان کی فکر و خیال میں جاگزیں کرنے کا عزم کیا گیا ہے کہ ویلیوز یا اقدار نظام عقائد (Beleif system) کی توضیح کرتی ہیں ایسا نظام عقائد جو ہمارے رویوں، فکر و تدبر اور اعمال کی تشکیل کرتا ہے اقدار ہمیں اس قابل بناتی ہیں کہ ہم منصفانہ اور غیر منصفانہ میں تمیز کر سکیں اور ٹھیک اور غلط میں فرق سمجھ سکیں۔ نیز اقدار مضبوطی سے پکڑے ہوئے وہ اصول ہوتے ہیں جو ہماری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔نصابی کتابچے میں جابجا کہا گیا ہے کہ متذکرہ اقدار پورے نصاب میں پھیلا دی جائیں گی۔اور جب ہم جنرل نالج، معاشرتی علوم حتیٰ کہ اسلامیات کے مجوزہ نصاب پر نظر ڈالتے ہیں تو ویلیوایجوکیشن کے یہ تصورات ہر طرف بکھرتے اور ابھرتے نظر آتے ہیں۔یہ بات علمی حلقے بخوبی جانتے ہیں کہ ہیومنزم باقاعدہ ایک فلسفہ ہے جو ایک مربوط نظام حیات کا تقاضا کرتا ہے۔اس کا اپنا ایک ورلڈ ویو یعنی تصور کائنات ہے اور یہ کسی خدائی اسکیم کو نہیں مانتا۔یہ آج کے دور میں مغرب کا نظام حیات ہے۔ہیومنزم اپنے عملی اقدامات میں انسانوں کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ Humans، Sub Humans، Non Humans۔مغربی لوگ اپنے آپ کو ہیومن، ایشیائی اقوام کو سب ہیومن اور غیر ترقی یافتہ افریقی اقوام کو نان ہیومن سمجھتے ہیں۔دنیا میں اس وقت جو جنگ وجدل، قتل وغارت گری اور ظلم وستم نظر آ رہا ہے وہ ہیومنزم کے انہی تصورات کی وجہ سے ہے۔ہمارے مقتدر حلقے ہیومنزم کے فلسفہ حیات کو ہیومنزم کی اقدار کو ہماری تعلیم کی بنیاد بنانا چاہتے ہیں جبکہ اس کے مقابلے میں ہمارا نظام حیات، ہمارا ورلڈ ویو، ہمارا آئین اور معاشرتی نظام جس فلسفۂ حیات پر مبنی نظام تعلیم اور نصاب کو متشکل کرنا چاہتا ہے وہ اسلام ہے۔نظریۂ پاکستان، قائداعظم کے تصورات، قرار ومقاصد، آئین کا آرٹیکل 31 تقاضا کرتا ہے کہ ہمارا قومی نظام تعلیم اور ہمارا قومی نصاب اسلام کے نظام حیات پر مبنی ہوگا جس کی اساس اقدار یا پرائم ویلیوز توحید، رسالت، آخرت اور عبادت ہیں۔جس میں انسان بنیادی طور پر اللہ کا بندہ ہے اور اس کا مقصدِ زندگی اللہ کی عبادت یعنی بندگی اور اطاعت ہے۔اور جن کی ذیلی اقدار میں حلال، حرام، عدل، ظلم، گناہ، ثواب، خیر وشر، دیانت، امانت، صدق، تعاون، اعتدال وغیرہ ہیں اور یہی وہ اقدار ہیں جو پورے نصاب کے تانے بانے میں پھیلی ہوں گی اور تعلیم کا مقصد انہی اقدار کو نئی نسل کے رویوں اور فکر وعمل میں جاری ساری کرنا ہے۔مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بالکل مختلف ذہن اس نصابی کام پر حاوی ہے جو ہماری آئندہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نسلوں کو اپنے دین، اپنے کلچر، اپنی روایات اور اپنے تصور کائنات سے دور لے جانا چاہتا ہے۔مزید بتایا گیا ہے کہ اگر ہم پچھلے چند سال پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ مغربی این جی اوز خصوصاً یو ایس کمیشن آن انٹرنیشنل ریلیجس فریڈم (US Commision on International Religious Freedom) یعنی امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی نے ہماری تعلیمی پالیسیوں پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ اس امریکی کمیشن نے ۲۰۱۵ء میں جو ہماری نصابی اور درسی کتب پر تحقیقات کرائیں ان کے متعلق تقریباً ۷۰ موضوعات کو قابل اعتراض گردانا گیا تھا۔ یہ سب مذہبی موضوعات ہیں نیز جن اقدار کو ہمارے نصاب اور درسی کتب میں نافذ کرنے کی سفارش کی گئی وہ سارے کے سارے وہی ہیں جو ہم نے ان کی ویلیوز ایجوکیشن کے تحت گنوائے ہیں۔ امریکی کمیشن کی رپورٹوں میں جہاد کو خصوصی نشانہ بنایا گیا۔ نیز احمدیوں کے متعلق اعتراض اٹھائے گئے۔ کمیشن کی ۲۰۱۹ء کی رپورٹ میں پاکستان میں قانونی اقدام کی سخت مخالفت کی گئی جس کے مطابق قرآن ناظرہ اور ترجمۂ قرآن سکولوں میں لازمی مضمون کے طور پر پڑھایا جائے۔ ہمارے زیر غور نصابی خاکے میں پوری اطاعت گزاری کے ساتھ امریکی سفارشات پر عمل کیا گیا ہے۔ لگتا ہے کہ یہ کلی طور پر مغربی سیکولر غیر مسلم ماہرین کا تجویز کردہ نصاب ہے۔ یہ مجوزہ نصاب ایسا ہے جو اسلامی نظام حیات کے مقابلے میں ہیومنزم کے مغربی فلسفے اور نظام حیات کے مطابق ذہن سازی کرے گا، رویے پروان چڑھائے گا اور اسلام بیزار نئی نسل تیار کرے گا۔

سندھ یونیورسٹی کے شعبہ تعلیم کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر امجد علی آرائیں نے فرانس سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی ہے اور وہ مغرب و یورپ کے دانشوروں اور ماہرین کی ذہنیت، طرز فکر اور اہداف سے بخوبی آگاہی رکھتے ہیں۔ انہیں پاکستان میں عالمی معیار کے مقابلے میں پاکستان میں معیار تعلیم کی پستی، حکومتوں اور اداروں کی تعلیم کو ترجیح نہ دینے سے آئندہ کے قومی نقصانات پر سخت تشویش ہے لیکن مجوزہ یکساں نصاب تعلیم کو پاکستان کی نظریاتی اساس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر بڑا حملہ سمجھتے ہیں۔ ڈاکٹر امجد علی آرائیں کی مغرب کے جدید فلسفے، ابجیکٹوازم اور ویلیوز ایجوکیشن پر گہری نظر ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ نصاب سافٹ ویئر کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کتنا جدید کمپیوٹر لے لیں لیکن جب تک اس میں سافٹ ویئر انسٹال نہ کریں وہ بیکار ہوگا، کوئی نتیجہ نہ دے گا۔ ڈاکٹر صاحب کے مطابق پاکستانی دنیا میں ذہانت کے اعلیٰ معیار کے لحاظ سے چوتھے نمبر پر ہیں لیکن ان کے لحاظ سے جو نصابِ تعلیم تیار ہو رہا ہے وہ ان کے معیار کا نہیں۔ ہم ابھی فورتھ جنریشن دور میں الجھے ہوئے ہیں جبکہ ہمارے دشمن نے ہماری خلاف سکتھ جنریشن وار شروع کر دی ہے۔ مجوزہ نصاب کے بارے میں ان کی تحقیق ہے کہ یہ مغرب کے ویلیوز ایجوکیشن کا آئینہ دار ہے۔ پہلے مرحلے میں اسلامیات اور ویلیوز ایجوکیشن کے مضامین کو ساتھ ساتھ پڑھایا جائے گا اور پھر اسلامیات کو خارج کر کے صرف ویلیوز ایجوکیشن کو پورے نصاب پر حاوی کیا جائے گا۔ ان کا کہنا ہے کہ گہرائی سے مطالعہ کرنے پر وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ویلیوز ایجوکیشن ہمارے اساسی نظریے کے یکسر منافی ہے جبکہ جدید طریقہ تعلیم سے بھی ہم آہنگ جدید طریقہ یہ ہے کہ اگر آپ کوئی چیز بچے کو جلدی سکھانا چاہتے ہیں تو بڑوں کی مثالیں دے کر اسے سمجھائیں۔ مگر ویلیوز ایجوکیشن میں اللہ تعالیٰ، رسول اکرم ﷺ، صحابہ کرام واسلاف کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ دیگر مذاہب کا تقابل کرتے ہوئے اسلام کو بھی دوسرے مذاہب کی طرح ایک مذہب کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اسلام کے نظریہ حیات ہونے کا کوئی تصور نہیں۔ مذہب اور جسم اور انسان کی مرضی میں ویلیوا ایجوکیشن کا فلسفہ یہی کہتا ہے۔ ڈاکٹر پروفیسر امجد آرائیں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علم کی بنیاد پر ہی حضرت آدمؑ کو فرشتوں پر فضیلت اور فوقیت دی تھی اور حضور نبی کریم ﷺ تمام انسانیت سے افضل ترین خاتم الرسل قرار دیے گئے ہیں اور آپ کی امت کا بہترین امت ہونا بھی علم کی بدولت ہے۔ امت مسلمہ میں ۵۷ اسلامی ممالک ہیں لیکن علم اور تحقیق کے معیار کے لحاظ سے سب پست ترین مقام پر کھڑے ہیں۔ تعلیم و تربیت اور تحقیق ان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجیح نہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جاپان کی جی ڈی پی کا تمام مسلم ممالک مل کر بھی مقابلہ نہیں کر پا رہے۔ دنیا کے مسلم ممالک جو کبھی علم و تحقیق کا گہوارہ اور دنیا کے لیے مثال تھے آج ان کا کہیں شمار نہیں ہوتا۔ دشمن اسی لیے پوری امت پر مختلف طریقوں سے جنگیں مسلط کیے ہوئے ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل ہر سال صرف ریسرچ کے لیے بجٹ کا ۵ فیصد حصہ یونیورسٹیز کو دیتا ہے پاکستان میں ۱۷۰ یونیورسٹیز اور پورے نظام تعلیم کو دو فیصد بجٹ ملتا ہے۔ ریسرچ کے لیے صرف 0.21 فیصد حصہ بنتا ہے۔ کوئی قوم اس طرح ترقی نہیں کر سکتی۔

مجوزہ نصاب تعلیم میں اسلامی عقائد، نظریہ بطور فلسفۂ حیات حضور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین کا مرتبہ و مقام، صحابہ کرام، امہات المومنین، اسلامی قومی مشاہیر، فلسفۂ شہادت، جہاد، زندگی کے دار العمل ہونے، آخرت برپا ہونے اور ہمیشہ کی زندگی ہونے، اسلامی اخلاقیات اور دو قومی نظریے سمیت پاکستان کے وجود کی بنیاد کو جھٹلایا گیا ہے، اس کی نفی کی گئی ہے اور مادیت کو فلسفۂ حیات قرار دیا گیا ہے۔ کیا مدینہ کی ریاست اسی طرح وجود میں آئے گی؟ ویلیوز ایجوکیشن کے مغربی فلسفے پر نئے یکساں نصاب کا نفاذ تباہ کن ہوگا۔ اس لیے معاشرے کے تمام باشعور طبقات کو اپنی آئندہ نسل کو مادر پدر آزاد ہونے سے بچانے کے لیے اپنے اپنے دائرے میں اس کے خلاف مزاحمت کرنا ہوگی (تکبیر ۲۵ مارچ ۲۰۲۰ء)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انجینئر لبیب

تعلیمی نظام کی اساس

ہر ریاست کی ایک نظریاتی اساس ہوتی ہے۔ یہ اساس درخت کی مانند ہوتی ہے جس سے شاخ اور کلیاں پھوٹتی ہیں۔ ریاستی فکر و نظریاتی اساس ہی سے تعلیمی، معاشی اور سماجی نظام نکلتے ہیں جن کے سایہ میں فرد کی تربیت ہوتی ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک نظریاتی معاشرہ پروان چڑھتا ہے۔ یہ اساس فرد کے نصب العین کا تعین کرتی ہے جس کے پیش نظر متعین اہداف ہوتے ہیں۔ پرانے زمانے کے قدیم یونان میں ریاستی تحفظ کے لیے مضبوط اور تربیت یافتہ سپاہی درکار تھے تو ان کے تعلیمی میدان میں فرد کی تیاری کا مقصد مضبوط افراد پیدا کرنا تھا۔ جدید صنعتی دور میں ہر ریاست کو انسان کی شکل میں صنعتی مشین چاہیے۔ ہر فرد کو کارپوریٹ روبوٹ بنانے کے لئے تعلیم کا نظام بنایا جاتا ہے۔ اس روبوٹ کی اخلاقی حِس کو اس نظام تعلیم میں بالکل نہیں چھیڑا جاتا۔ لیکن اسلامی ریاست کا مطلوب انسان اس آیات قرآنی نے بیان کر دیا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ [الذاریات ۵۱:۵۶]

''میں نے جن اور انسانوں کو اِس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔''

اب بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ ہر فرد قرآن کا مطلوب انسان بنے۔ ہر فرد ان تمام اخلاقیات سے متصف ہو جو سماجی رویوں کو پروان چڑھانے میں مددگار ہیں۔ جس کا عملی نمونہ حضرت محمد ﷺ اور ان کے صحابہ ہیں۔ اب ہمیں خود سوچنا چاہیے کہ ستر سالوں میں ہم اپنی اس اساس و معیار پر اپنا معاشی، سیاسی اور تعلیمی نظام بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں یا نہیں؟ ہم یہاں صرف نظام تعلیم کا جائزہ لیتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

موجودہ حکومت نے ہمیشہ کی طرح ہر مغرب نواز پالیسی کو اسلام کا جامہ پہنانے کی کوشش کی ہے۔ اس دفعہ سب سے اہم اور بنیادی انسانی ضرورت یعنی تعلیم کی طرف توجہ دی ہے اور اس کے لیے سب سے زیادہ خوبصورت اور پراثر نعرہ یکساں نصاب تعلیم کا بلند کیا ہے۔ یہ قابل ستائش بات ہے اور وقت کا عین تقاضا ہے لیکن وفاقی وزیر تعلیم نے جو مجوزہ نصاب پیش کیا ہے اس میں اساسی و بنیادی اقدار اسلام کی بجائے Humanism سے مستعار لی گئی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

Care and compassion
Integrity and honesty
Responsible citizenship

پاکستان کی اساس قرارداد مقاصد میں متعین ہے۔ اسی اساس کو نصاب کی بنیادی اقدار کے طور اپنانا چاہیے تاکہ ہماری نسل کی فکری تربیت اس اساسی سانچے میں ہو۔ اس اساسی اقدار پر ہی ریاست مدینہ کے لئے رجال کار تیار ہوں گے ورنہ یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ یہ اساسی اقدار درج ذیل ہیں:

توحید، رسالت، آخرت اور اس کی ذیل میں اخلاقیات نبی، مقاصد شریعہ وغیرہ

جب پورا نصاب اس اساس پر پھیلایا جائے گا تو اس کے زیر سایہ تیار ہونے والی نئی نسل کا فکری و نظری رجحان یقیناً قرارداد مقاصد اور شریعت کے تابع ہوگا۔ ان رجال کار کے تیاری کے بعد اللہ تعالیٰ انعام میں کیا دے گا وہ خود فرماتا ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْــــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۞﴾ [النور ۲۴:۵۵]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تم میں سے جولوگ ایمان لائے اور جنہوں نے عمل صالح کیے، ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک میں اقتدار بخشے گا، جیسا کہ ان لوگوں کو اقتدار بخشا جو ان سے پہلے گذرے اور ان کے لیے ان کے اس دین کو متمکن کرے گا جس کو ان کے لیے پسندیدہ ٹھہرایا ہے اور ان کی اس خوف کی حالت کے بعد اس کو امن سے بدل دے گا۔ وہ میری ہی عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد کفر کریں گے تو درحقیقت وہی لوگ نافرمان ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ہر فرد کے لیے لازم قرار دیا ہے کہ وہ اپنے علم کی تطہیر کرے یعنی ایمان باللہ اور عمل کا تصفیہ یقینی بنائے یعنی اخلاق کامل سے مزین ہو جائے۔ قرآن وسنت نے جس تصور اخلاق سے ہمیں روشناس کیا ہے، کیا اس کی جھلک ہمارے نظام سے نکلنے والے فرد میں نظر آتی ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے نصاب ونظام کی اساس اس اخلاقی فکر پر نہیں رکھی جس سے مطلوب افراد پیدا ہوں۔ دین کا مطالبہ یہ ہے کہ ہر فرد کا علم، نفس اور اخلاق پاکیزہ ہو۔ یہ فطری تطہیر جس نظام کا ہدف ہو وہی ہماری ضرورت کا مطلوب فرد پیدا کر سکے گا۔ نظام تعلیم تو انسان کے مزاج میں شائستگی لاتا ہے، خواہشات کو خوبصورت بناتا ہے اور ارادے بلندیوں تک لے جاتا ہے۔ اس علمی تطہیر سے ہی معرفت کے دروازے کھلتے ہیں۔ جس کے بعد انسان کی زندگی احسان کی عملی تصویر بن جاتی ہے۔ تعلیمی نظام کی یہ اساس ہر فرد کو ایسا نصب العین متعین کرنے پر مجبور کرتی ہے جو اس کو مقصدیت کے قریب لائے۔ یہ محض مادہ پرستی کا پیکر نہیں ہوتا بلکہ روحانیت و مادیت کا امتزاج ہوتا ہے۔ اسے ضرورت و مقصد کی پہچان ہوتی ہے۔ یہ اساس ہر فرد کے چار پہلوؤں پر براہ راست اثر انداز ہوتا ہے: خود احتسابی کی جرأت دیتا ہے۔ یعنی اپنے آپ سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ دوسرا اپنوں سے قریب لاتا ہے۔ والدین، بہن بھائی سے حقیقی تعلقات استوار کرتا ہے۔ تیسرا دوسروں سے معاملات وقربت میں شفافیت ومتانت لاتا ہے۔ چوتھا پہلو سب سے زیادہ غالب ہوتا ہے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

یعنی خالق سے تعلق اور معرفت حقیقی حاصل ہو جاتی ہے۔اس تاثیر سے فرد ہر پہلو سے نکھر جاتا ہے جس سے ایک مثالی معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ ہماری اولین ترجیح نصابِ تعلیم و نظام تعلیم کی اصلاح ہونی چاہیے تاکہ ہر شعبہ زندگی میں اسلامی تعلیمات اور اخلاقی تصورات زندہ ہو سکیں جس کا لازمی نتیجہ ہم یہ محسوس کریں گے کہ ہماری سیاست، معیشت، معاشرت اور تہذیب وتمدن لوٹ کھسوٹ، کرپشن، ملاوٹ، بدعنوانی اور جرائم سے پاک ہوگی۔